بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

زیرِ سرپرستی:

عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ الحاج عبد الحفیظ صاحب قبلہ

سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

جلد نمبر ۴۳ شمارہ ۵

مئی ۲۰۱۹ء

رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی

منیجر: محمد محبوب عزیزی

تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی

مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور

اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur. Azamgarh

(U.P.) India. 276404

قیمت عام شمارہ: 25 روپے

سالانہ: 250 روپے

چیک اور ڈرافٹ

بنام

مدرسہ اشرفیہ

بنوائیں

کوڈ نمبر ——— 05462

دفتر ماہنامہ اشرفیہ ——— 250149

الجامعۃ الاشرفیہ ——— 250092

دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ

500 روپے

دیگر بیرونی ممالک

20 $ امریکی ڈالر 15 £ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

E.mail: ashrafiamonthly@gmail.com

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں

یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس مصباحی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

مشمولات

اداریہ	قادیانیات عہدِ حاضر کا بدترین فتنہ	مبارک حسین مصباحی	۳
	تحقیقات		
سوانح	سلطان الاولیا حضرت احمد کبیر رفاعی، حیات و تعلیمات (آخری قسط)	مولانا محمد ناصر منیری	۹
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں..............	مفتی محمد نظام الدین رضوی	۱۳
	نظریات		
فکرِ امروز	جھوٹ پھیلانے میں سوشل میڈیا کا کردار	حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی	۱۵
	اسلامیات		
شعاعیں	برکاتِ ماہِ رمضان	مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری	۱۷
موسمِ بہاراں	رمضان کی عظمت اور روزے کی حقیقت	مفتی محمد کمال الدین اشرفی	۲۰
	اصلاحیات		
اصلاحِ معاشرہ	شادیوں کے چند اصلاح طلب پہلو	مفتی محمد ساجد رضا مصباحی	۲۶
	علویات		
درخشاں نقوش	حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم	مولانا عبد الباری نعیمی	۲۹
	چشتیات		
انوارِ حیات	نعیم الاصفیا علامہ الشاہ سید نعیم اشرف جائسی	مولانا محمد رفیق اشرفی	۳۱
	شخصیات		
عالمی خدمات	عالمی افق پر علامہ قمر الزماں اعظمی کی خدمات (آخری قسط)	مولانا فروغ القادری	۳۳
	بزمِ دانش		
فکر و نظر	دعوتِ اسلامی اور رمضان المبارک	ناصر جمال عطاری مدنی/ یحییٰ رضا مصباحی/ مولانا محمد عارف رضا	۳۹
	ادبیات		
گوشۂ ادب	پدم شری بیکل اتساہی کی نعتیہ شاعری: ایک نظر میں	محمد محسن رضا مصباحی	۴۵
نقد و نظر	صحابہ کے گستاخ	مفتی محمد ساجد رضا مصباحی	۴۸
خیابانِ حرم	حمد و نعت	علی اکبر اشرفی/ مہتاب پیامی/ احسان ایم اے	۵۰
	مکتوبات		
صدائے بازگشت	نور الہدیٰ مصباحی/ انصار احمد مصباحی		۵۱
	سرگرمیاں		
خیر خبر	لکھنؤ میں امام الاولیا کانفرنس و جشن دستار بندی/ مولانا شاہد رضا خان مصباحی UPSC میں کامیاب/ خالص پور میں تحفظ قرآن کانفرنس/ عرس سرکارِ کلاں و عرس شیخِ اعظم/ دار العلوم فیضانِ حافظِ ملت اورنگ آباد میں فیضانِ حافظِ ملت کانفرنس و جشن دستار بندی		۵۳

اداریہ

قادیانیت

عہدِ حاضر کا بدترین فتنہ

مبارک حسین مصباحی

قرآن عظیم اور احادیثِ نبویہ کی تیز روشنی میں یہ واضح اور مسلم ہے کہ سب نبیوں میں آخری نبی ہمارے آقا و مولا حضور ﷺ ہیں۔ ختمِ نبوت کا منکر قرآن و حدیث کا منکر، بدترین کافر، اسلامی اور انسانی دنیا میں ہمیشہ ناقابلِ برداشت رہا ہے، آج بھی ہے اور تا قیامت رہے گا۔ عالمِ غیب پیغمبر مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے اپنے عہدِ مبارک میں باضابطہ خبر دے دی تھی کہ ہمارے عہد سے قیامت تک تیس دجّال مدعیانِ نبوت ہوں گے اور دوسری احادیث میں ستائیس جھوٹے مدعیانِ نبوت کا اعلان کیا گیا تھا، جن میں چند بدمعاش خواتین کا بھی ذکر موجود ہے، ان میں چند خواتین پیدا ہوئی ہیں۔ صحابۂ کرام سے لے کر اولیائے کرام تک ان سب کا ایک ہی عقیدہ تھا اور آج بھی جہانِ اہلِ سنت کا وہی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی اور آخری رسول ﷺ ہیں۔

قادیان کی زمین پر پیدا ہونے والا بدترین انسان غلام احمد قادیانی دماغی طور پر بھی بد حواس تھا، بے شمار امراض کا سڑا ہوا معجون مرکب تھا۔ تاریخ انسانی، طبِ نبوی اور عہدِ حاضر کے ماہرینِ امراض کا طے شدہ ہے کہ اس قسم کے افراد کوئی بھی دعویٰ کر سکتے ہیں، دوسری اہم وجہ اسلام دشمن انگریزوں نے بھی اسے شہ دی کہ ہمارے لال تم آگے بڑھو، ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر ہندوستان پر قابض ہونے والے انگریزوں کے خلاف پورا ملک کھڑا ہوا تھا، ان کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کیا گیا، مگر اس ظالم اور دیگر اسی جیسے بدعقیدہ افراد نے ان کے خلاف جہاد تو بڑی بات ہے سوچنے پر بھی پابندی عائد کی اور باضابطہ دعویٰ کرتے رہے کہ یہ انگریز حکومت مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم حکومت ہے، اس عہد میں امن و امان قائم ہے، بلکہ اس بدبخت نے تو برٹش گورنمنٹ کو "اولی الأمر منکم" میں داخل کر کے قابلِ صد احترام ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ یہ اور اس قسم کی تمام تحریریں اور بدترین اقوال آپ اس کی کتابوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ آج عالمی سطح پر اور خاص طور پر ہندوستان میں بڑی تیزی سے مسلم آبادیوں میں اپنا اثر و رسوخ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قادیانیت میں زناکاری اور بدکاری تو قطعاً کوئی گناہ ہی نہیں ہے۔ شراب و کباب یعنی شراب پی کر بدکاریوں میں مبتلا تو خود غلام احمد قادیانی بھی ہوتا رہا، جب کہ آج نوجوان لڑکیوں کو اسی مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے، جدید الیکٹرانک ذرائع اور دولت کی کثرت تو باضابطہ انگریزوں کی جانب سے جاری ہے۔ اب ہم اس اجمال کی قدرے تفصیل پیش کرتے ہیں۔

اللہ عزوجل قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠ (سورہ احزاب، آیت: ۴۰)

محمّد (ﷺ) تمھارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔

قرآن عظیم کی اس مقدس آیتِ کریمہ کا ہر دور کے علما اور مشائخ نے یہی مفہوم سمجھا اور سمجھایا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، در اصل لفظ "رَجُلْ" بالغ مرد کو کہا جاتا ہے، بلا شبہہ آقا ﷺ کے چار فرزند ہوئے، حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مگر آپ ﷺ کے یہ مبارک فرزندان بالغ ہونے سے قبل ہی وصال فرما گئے۔ "رِجَالْ" یعنی بالغ مردوں کی منزل میں نہیں پہنچ سکے۔ اب یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں، قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب سے زیادہ بلیغ ترین ہے۔ آیات کے درمیان باہم ربط بھی ہوتے ہیں، جب کہ یہ آیتِ کریمہ سورہ احزاب کی چالیسویں آیت ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی باہم ربط اور اس

کے اجزا کے درمیان کوئی تعلق نہ ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے دوسرے حصے میں یہ وضاحت فرمادی کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور تمام انبیاے کرام کے آخری نبی ہیں، اب آپ کے بعد صبح قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا، نہ ظلی نبی، نہ بروزی نبی نہ امتی نبی اور نہ تشریعی نبی۔ یعنی اب کوئی پیغمبر ہرگز ہرگز مبعوث نہیں ہو سکتا۔ فقہ حنفی کے معروف شیخ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یہاں تک ارشاد فرمادیا:

”امکان نبوت پر دلیل مانگنے والے کو میں کافر سمجھتا ہوں۔“

اسی آیت کریمہ کی تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

”یعنی آخر الانبیا کہ نبوّت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوّت کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوّت پہلے پا چکے ہیں مگر نُزول کے بعد شریعتِ محمّدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیا ہونا قطعی ہے، نصِّ قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حدِّ تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوّت کے بعد کسی اور کو نبوّت ملنا ممکن جانے، وہ ختمِ نبوّت کا منکِر اور کافر خارج از اسلام ہے۔“

قرآن و تفسیر کی روشنی میں نصِ قطعی سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس کا منکر قرآن عظیم کا منکر اور اسلام سے خارج ہے۔ آپ کے عہد یا آپ کے بعد جو بدباطن نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ مکار اور کذاب ہے، ایسے بدباطن کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں، جیسا کہ پاکستانی حکومت نے قادیانیت کو غیر مسلم ہونے کی قرار داد منظور کی۔ اس سلسلے میں بھی پاکستانی علماے اہلِ سنت کا بنیادی کردار رہا۔ خیر یہ تفصیل کا موقع نہیں، ہم ذیل میں آقا ﷺ کے آخری نبی ہونے پر چند حدیثیں پیش کرتے ہیں:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلاَ رَسُولَ بَعْدِي وَلاَ نَبِيَّ.	ترجمہ: رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

(جامع الترمذی، حدیث نمبر ۲۲۷۲)

جامع ترمذی صحاح ستہ کی ممتاز کتاب ہے یعنی ناقدینِ حدیث نے اس کے بعض منفرد پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس واضح ارشادِ رسول ﷺ کے بعد بھی اگر کوئی بدباطن اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ بدمذہب کافر، مکار اور کذاب تو ہو سکتا ہے مگر مسلمان کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔

جامع الترمذی کی ایک دوسری حدیث ہے، آقا ﷺ فرماتے ہیں:

”إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلاَثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.“ (حديث حسن)	ترجمہ: میری اُمت میں بھی عن قریب تیس کذاب ہوں گے، جن میں ہر ایک کہے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

[جامع الترمذی، ج:۲، ص:۴۵، ابواب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی تخرج نار، مجلس برکات، مبارك پور]

خاتم النبیین ﷺ کی ایک اور حدیث پاک ہے:

”عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ نبيّ اللهِ صَلى اللهُ تعالىٰ عليه وسلم قَالَ: فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَعَشْرُوْنَ مِنْهُمْ، اَرْبَعُ نِسْوَة وَاِنِّيْ خاتم النبيين لا نبيّ بعدي.“	ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ستائیس بہت بڑے جھوٹے اور دجل و فریب والے ہوں گے، ان میں چار عورتیں ہوں گی اور میں تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مسند الامام احمد بن حنبل، ص:۱۷۵۳، مسند الانصار، رقم الحديث: ۲۳۷۵، بيت الافكار، الدولة للنشر)

قرآن عظیم کی متعدد آیات اور کثیر احادیثِ نبویہ کی روشنی میں نصِ قطعی سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہم سب کے آقا حضور ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کی آمد کے بعد قصرِ نبوت مکمل ہو گیا، خود آقا ﷺ فرماتے ہیں:

''وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔''

یہ حدیث حسن، صحیح اور غریب ہے۔(جامع الترمذی، ج:۲، ص:۲۰۱)

یہ عقیدہ عہدِ رسالت سے آج تک تمام بزرگانِ دین کا رہا ہے، صحابۂ کرام، تابعین، ائمۂ مجتہدین اور ہر دور کے علمائے ربانیین اور اولیائے کاملین کا رہا ہے۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ آج بھی پوری دنیا کے سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کا ہے۔ آقا ﷺ مزید فرماتے ہیں:

مثلي ومثل الانبياء كمثل رجل ابتنى دارا فأكملها وأحسنها الأ موضع لبنة فكل من دخلها فنظر اليها قال : ما أحسنها الا موضع البنة فأنا موضع اللبنةفختم بى الأنبيا. (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۰۱، مطبوعه مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور)

میری اور دیگر انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوب صورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا: یہ مکان کس قدر خوب صورت ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔ تو اس اینٹ کی جگہ میں ہوا، مجھ پر انبیا کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(رواه الشيخان فى صحيحها، والترمذى فى سننه وابن أبى حاتم وابن مردو يه فى تفسيراتهما عن جابر رضى الله تعالىٰ عنه). (المبین ختم النبیین، امام احمد رضا قادری، رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۱۸ھ، ص:۱۱۳)

اسی بنا پر پوری امت محمدیہ نے مسئلہ ختم نبوت کو ضروریاتِ دین سے قرار دیا اور یہ مانا کہ خاتم النبیین کا معنی ''آخری نبی'' ہے اور اس میں کسی بھی تاویل، تخصیص اور تقلید کی گنجائش نہیں ہے، جو اس میں کسی تاویل یا تقلید کا قائل ہو یا اس کا انکار کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، ہر گز مسلمان نہیں۔

امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

كذلك (يكفر) من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم. أو بعده .... فهؤلاء كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم لأنه صلى الله عليه وسلم أخبر عن الله تعالى أنه أرسل كافة للناس، وأجمعت الأمة على حمل هذا الكلام على ظاهره أن مفهوم المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء الطواف كلما قطعا اجماعا وسمعا.

(كتاب الشفا بتعريف حقوق المصطفى، از: قاضى عياض مالكى، ج:۲، ص:۲۴۶، ۲۴۷)

اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہے جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں یا حضور کے زمانے کے بعد کسی کے نبی ہونے کا دعوی کرے۔ (پھر کچھ کفریہ عقائد رکھنے والوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں) یہ سب کافر ہیں اور نبی ﷺ کو جھٹلانے والے ہیں، کیوں کہ نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور انھیں تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا گیا ہے، اور پوری امت کا اس پر اجماع واتفاق ہے کہ کلام ''خاتم النبیین'' اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو کچھ اس سے سمجھا جاتا ہے (یعنی آخری نبی ہونا) ہی اس سے مراد ہے، جس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ کوئی تخصیص، تو قرآن و حدیث اور اجماع امت کی رو سے مذکورہ بالا لوگوں کے کافر ہونے میں ہرگز ہرگز کوئی شک و شبہ نہیں۔

اسی طرح حجت الاسلام امام محمد غزالی ''کتاب الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں:

إن الأمة فهمت من هذا اللفظ أنه أفهم

اس میں شک نہیں کہ پوری امت نے ''خاتم النبیین'' کا

عده نبي بعده أبدا وعد رسول بعده أبدا، وأنه ليس فيه تاويل ولا تخصيص. ومن أوله بتخصيص فكلامه من أنواع الهذيان ، لايمنع الحكم بتكفيره، مكذب لهذا النص الذي أجمعت الأمة على أنه غير مؤول ولا .ملخصاً.(کتاب الاقتصاد، امام ابو حامد محمد غزالی، المکتبة الادبیة، مصر، ص:۱۱۴)

یہی مفہوم سمجھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کبھی بھی کوئی نبی نہ ہوگا، نہ رسول، اور نہ یہ کہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ اگر اس میں کوئی تاویل و تخصیص کرے تو اس کی بات بکواس اور بے بنیاد ہے۔ اسے کافر کہنے سے کوئی ممانعت نہیں۔ کیوں کہ اس نے قرآن کریم کی اس نص کو جھٹلایا جس کے بارے میں پوری امت کا اجماع ہے کہ اس نہ میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

فتاوی عالم گیری ایک عالم دین کی تالیف نہیں ہے بلکہ اسے مشہور مغل بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ نے سیکڑوں ماہر اور باصلاحیت علماو فقہا کے ایک انجمن کی ذریعہ فقہ حنفی کی معتبر اور مستند کتابوں کے حوالے سے تیار کرایا ہے۔ یہ کتاب تمام علماے احناف کے نزدیک مقبول اور معتبر ہے۔ اس میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے:

إذا لم يعرف الرجل أن محمدا ﷺ اخر الأنبياء فليس بمسلم.

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ تمام انبیا میں سب سے آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ پشاور، پاکستان، ج:۲، ص:۲۶۳)

عظیم مجدد امام احمد رضا محدث بریلوی نے قادیانیت کی تردید میں رسالہ ” جزاء الله عدوه بإبائه ختم النبوة “میں ایک سو بیس (۱۲۰) احادیث جمع فرمائی ہیں۔

آقا ﷺ نے جن تیس جھوٹے مدعیانِ نبوت یا دوسری حدیث میں ستائیس کذاب مردوں اور چار عورتوں کا جو ذکر فرمادیا ہے۔ واضح رہے سجاح بنت حارث نے بھی نسوانی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور مسیلمہ کذاب سے نکاح کیا، مگر جب مسیلمہ کذاب کو قتل کر دیا گیا تو اس خاتون کے سر سے بھی دعواے نبوت کا خمار اتر گیا اور اس نے صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام قبول کیا۔

احادیث مبارک کی روشنی میں قیامت تک مختلف ادوار میں نبوت کا دعویٰ کرنیوالے کذاب (جھوٹے) ظاہر ہوں گے۔ لہٰذا ہر دور میں ایسے کذاب پیدا ہوئے اور فدائیانِ ختم نبوت نے ان کذابوں کی گردنیں اڑاکر ان کو واصل جہنم کیا۔

1۔ اسود عنسی (۱۱ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ فیروز دیلمی نے محل میں گھس کر اس کی گردن توڑ کر ہلاک کیا۔

2۔ مسیلمہ کذاب (۱۲ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں اس کو نیزہ مار کر ہلاک کیا۔

3۔ مختار ثقفی (۶۷ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضرت مصعب بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے جنگ میں مارا گیا۔

4۔ حارث کذاب دمشقی (۶۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ عبد الملک مروان کے حکم پر ہلاک کیا گیا۔

5۔ مغیرہ عجلی (۱۱۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دور میں امیر عراق خالد بن عبد اللہ قسری نے اسے زندہ جلا کر راکھ کر دیا۔

6۔ بیان بن سمعان تمیمی (۱۱۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ امیر عراق خالد بن عبد اللہ قسری نے اسے زندہ جلا کر راکھ کر دیا۔

7۔ بہافرید نیشاپوری نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، عبد اللہ بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے گرفتار کرکے ابو مسلم خراسانی کے دربار میں پیش کیا جنھوں نے تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا۔

8۔ اسحاق اخرس مغربی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ ابو جعفر منصور کی فوج سے شکست کھا کر ہلاک ہوا۔

9۔ استاد سیس خراسانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ ابو جعفر منصور کے حکم پر خازم بن خزیمہ نے اس کی فوج کو شکست دی اور اس کو گرفتار کرکے اس کی گردن اڑا دی۔

10۔علی بن محمد خارجی (۲۰۷ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ معتمد کے زمانے میں موفق نے اس کی فوج کو شکست دے کر اس کا سر کاٹ کر نیزوں پر چڑھایا۔

11۔بابک بن عبداللہ (۲۲۲ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خلیفہ معتصم کے حکم پر اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر الگ کر کے ہلاک کر دیا۔

12۔علی بن فضل یمنی (۳۰۳ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ بغداد کے لوگوں نے اُس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔

13۔عبدالعزیز باسندی (۳۲۲ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا لشکر اسلامی نے محاصرہ کر کے شکست دی اور سر کاٹ کر خلیفہ المسلمین کو بھجوادیا۔

14۔حامیم مجلسی (۳۲۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ قبیلہ معمودہ سے احواز کے مقام پر ایک لڑائی میں مارا گیا۔

15۔ابو منصور عسی بر غواطی (۳۶۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ بلکین بن زہری سے جنگ میں شکست ہوئی اور ہلاک ہوا۔

16۔اصغر تغلبی (۴۳۹ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حاکم نصر الدولہ بن مروان نے ایک دستہ بھیج کر اس کو گرفتار کروایا اور جیل میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا۔

17۔احمد بن قسی (۵۶۰ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حاکم عبدالمومن نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا۔

18۔عبدالحق مرسی (۶۶۸ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس نے ایک روز فصد کھلوایا۔ قہر الٰہی سے خون بہتا رہا۔ یہاں تک کہ ہلاک ہوا۔

19۔عبدالعزیز طرابلسی (۷۱۷ھ) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، حاکم طرابلس کے حکم پر ایک لشکر نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

سابقہ چار صدیوں میں سلاطین اسلام کے باہمی انتشار اور دین سے دوری کی بنا پر ممالک اسلامیہ میں فرنگیوں کا تسلط بڑھ گیا۔ اس وجہ سے بایزید روشن ۹۹۰ھ بہاء اللہ نوری ۱۳۰۸ھ اور غلام احمد قادیانی ۱۳۲۶ھ وغیرہ کذاب (جھوٹے مدعی نبوت) سزائے موت سے بچے رہے البتہ قہر الٰہی سے بے نام و نشان مٹ گئے۔

یہاں ہم دیوبندی مکتبِ فکر کی کتاب ”تحذیر الناس“ کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ مولانا قاسم نانوتوی نے ”خاتم النبیین“ کا خود ساختہ معنیٰ بیان کر کے نئے نبی کے آنے کا جواز فراہم کیا، مگر وہ پروگرام بناتے ہی رہ گئے اور ہزاروں قدم آگے بڑھ کر غلام احمد قادیانی نے ہزاروں نبیوں کی آمد کا اعلان کر دیا اور اس کے بعد خود اپنے تشریعی نبی ہونے کا بھی باطل اعلان کر دیا۔ ہمیں اس وقت کہنا یہ ہے کہ آج برصغیر اور دیگر ممالک میں قاسم نانوتوی کے ماننے والے جو ”ختم نبوت کانفرنسیں اور سیمینار“ کر رہے ہیں، انھیں یہ جواز کہاں سے ملا، ایک طرف منکرِ ختم نبوت قاسم نانوتوی کا شیدائی ہونا اور دوسری طرف ختم نبوت کے لیے مسلسل جدوجہد کرنا، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

بایں عقل و دانش بباید گریست

نانوتوی نے ”بالفرض“ کی قید لگا کر نئے نبی کے آنے کا جواز پیش کیا، مگر انتہائی بدترین غلام احمد قادیانی نے باضابطہ ہزاروں نبیوں کی آمد کا اعلان کر دیا، وہ لکھتا ہے:

”انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے، ان کا یہ سمجھنا خدا ے تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔“ (انوارِ خلافت، ص:۶۲)

مرزا غلام احمد قادیانی نے سب سے آخر میں اپنے تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مردود قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس کے معجزات اس کے دعووں کا اثبات کرتے ہیں۔ ماہِ رمضان ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں سورج اور چاند کو گرہن لگا تھا، قادیانی نے دعویٰ کیا کہ یہ کسوف و خسوف اس کے معجزے ہیں، اس سے اس کے دعواے نبوت کی تصدیق ہوتی ہے، مزید یہ بھی اپنی کتاب میں لکھا کہ ”آنحضرت کے لیے چاند کو گرہن لگا تھا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کو۔“

اب ہم چند باتیں کذاب غلام احمد قادیانی سے متعلق عرض کرتے ہیں۔ یہ بدنصیب قادیان ضلع گورداس پور پنجاب میں ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۰۸ء میں بدترین موت مرا۔ اس دجال و کذاب کے احوال بد تو بہت ہیں، ہم ذیل میں چند خاص باتیں نوٹ کرتے ہیں۔ یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے راستے جو انگریز ہندوستان پر قابض ہوئے انھوں نے حکومتِ ہند کو مسلمانوں سے حاصل کیا۔ استاذِ

مطلق، مجاہد آزادی حضرت علامہ فضلِ حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے باضابطہ دہلی کی جامع مسجد میں جہاد کا فتویٰ دیا، ہندوستان بھر کے مسلمان انگریزوں کے خلاف جہاد کر رہے تھے، مگر افسوس مولوی اسمٰعیل دہلوی، سید احمد رائے بریلوی اور غدارِ اسلام غلام احمد قادیانی انگریزوں کو اپنا محسن لکھ رہے تھے، جہاد کی مسلسل مخالفت زبانی اور قلمی طور پر کر رہے تھے۔

کذاب غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

> ”انگریزوں کی ناشکری حرام ہے جب تک وہ مذہب میں بنیادی تبدیلی نہ کریں، کسی مومن مرد و عورت کے لیے کسی اچھے کام میں ایسے بادشاہ کی نافرمانی درست نہیں جو اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرتا اور اس کے ناموس و مال کو بچاتا ہو، احسان پیشہ ہو، غم کو دور کرتا ہو اور حسنِ سلوک سے پیش آتا ہو۔“
>
> (غلام احمد قادیانی، التبلیغ، ص: ۴۲)

قادیانیت مکمل انگریزوں کی کھڑی کی گئی تحریک ہے۔ اس کے تمام طور طریقے امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کے طے کیے ہوئے ہیں۔ اس وقت اسرائیل مسلسل فلسطینی مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے، ان کے بچوں اور ان کی خواتین پر پیہم یلغار کر رہا ہے، قبلۂ اول بیت المقدس کو جی بھر کے نقصان پہنچا رہا ہے، مگر دوسری جانب قادیانیوں کے لیے وسیع مرکزی سینٹر بھی تعمیر کرا رہا ہے۔ ایک مسلم دشمن قوم کی قادیانیت پرستی کا کیا جواز ہے؟ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے، سچ کہا ہے کسی دیدہ ور نے ”الكفر ملة واحدة“.

غلام احمد قادیانی نے پہلے کچھ اصلاحی کام کیے، مناظرے کیے، مجدد اور محدث ہونے کا اظہار کیا، پھر مہدی، مثلِ مسیح، مسیح موعود، ظلی نبی، بروزی نبی، امتی نبی کی منزلیں طے کیں اور آخر میں تشریعی نبی ہونے کا اعلان کر دیا، دراصل ان خرافات کے مختلف اسباب تھے، یہ ظالم دائم المریض تھا، مسلسل دورے پڑنا، ہسٹیریا، سو سو دفعہ پیشاب، پٹھوں کا کھنچاؤ اور سر چکرانا، مراق، مسلسل غم، سوئے ہضم، نامردی، خونی قے، دردِ گردہ کی تکلیف، سخت بیماری سے نبض بند ہو جانا، مقعد سے خون اور سخت درد، دست ہی دست، حافظہ کی تباہی و بربادی، مائی او پیا، گرمی دانے اور جلون، دق، سل، زبان میں لکنت، چشم نیم باز، خارش، جان لیوا کھانسی، انگوٹھے اور گھٹنوں میں درد اور مرض الموت ہیضہ وغیرہ بے شمار بیماریوں کا نتیجہ تھا کہ وہ ہمیشہ متضاد بیانات دیتا، اس کے بیانات خود اس کی تحریروں کے مخالف ہوتے، اس کی تحریروں میں بے شمار تضادات موجود ہیں۔

اس وقت ہمیں بتانا یہ ہے کہ قادیانیت جدید الیکٹرانک ذرائع کا استعمال کر رہی ہے، اب اس نے قادیانیت کے فروغ کے لیے نوجوان لڑکیوں کا استعمال بھی شروع کر دیا ہے۔ یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ایک نوجوان جب عشق و محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اسے اپنے محبوب کی ہر بات اچھی لگتی ہے۔ زنا کاری اور بدکاری تو پہلے ہی دن سے قادیانیت میں کوئی خاص جرم نہیں ہے۔ اب انھوں نے قریب ایک سو چالیس ممالک تک اپنی باتوں کو پہنچانا شروع کر دیا ہے۔ تقریبًا ۱۵/ قادیانی چینل چل رہے ہیں۔ ان میں بھی تقسیم کار ہے، نوجوانوں کے لیے الگ پروگرام، مردوں اور عورتوں کی بھی تقسیم کر دی گئی ہے۔ اسی طرح مذہبی تعلیم یافتہ اور عصری تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے الگ الگ انداز اور دلائل ہوتے ہیں۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں متعدد میگزین نکل رہے ہیں، اسی طرح ہر ملک میں مستقل مرکزی قادیانی سینٹر ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے لیے اتنی لمبی لمبی رقوم کہاں سے آتی ہیں۔ یہ تو آپ نے جان ہی لیا کہ دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہودی، عیسائی اور ہندو مسلسل لگے ہوئے ہیں۔ ہند و بیرونِ ہند مخالفینِ اسلام کی بڑی بڑی تحریکیں ہیں جہاں دولت کی بہت فراوانی ہے، مثال کے طور پر اسرائیل، امریکہ اور برطانیہ وغیرہ ممالک ہیں جہاں عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف سازشیں رچی جا رہی ہیں اور عملی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام معاندینِ اسلام کو حق سمجھنے، حق بولنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیقِ خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم آخر میں عالمِ اسلام کے مسلمانوں سے گذارش کرتے ہیں کہ جہالت کی تاریکیوں سے نکل کر علم حاصل کر کے شرعی تقاضوں کی تکمیل کریں، عصری تعلیم بھی اہم ہے، مگر ہر مرد و عورت پر دینی تعلیم کا حصول بھی ضروری ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے، مرنے کے بعد اصل زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ ہمیں دل و جان سے اس کی تیاری کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، آمین۔

☆☆☆

آخری قسط

سلطان الاولیا حضرت احمد کبیر رفاعی

حیات وتعلیمات

مولانا محمد ناصر منیری

(۳) **عشق کی آگ:** صاحبِ مناقبِ غوثیہ حضرت شیخ محمد صادق شیبانی کے حوالے سے صاحب خزینۃ الاصفیاء اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

ایک روز میں حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے اپنے ایک خادم سے کہا: سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا اور پوچھ کہ عشق کیا ہے؟ اور اس کا جواب مجھے لاکر دے۔ خادم ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت کا پیغام دیا۔ یہ سنتے ہی انہوں نے ایک آہِ جان کاہ اپنے سینۂ پُر سوز سے کھینچی اور کہا کہ عشق ایک ایسی آگ ہے جو ماسوا اللہ کو جلا ڈالتی ہے۔ اُن کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ جس درخت کے نیچے آپ بیٹھے ہوئے تھے وہ جل اٹھا اور سیّد احمد رفاعی بھی اس کے ساتھ جل کر خاکستر ہو گئے۔ پھر وہی راکھ پانی ہو کر برف کی مانند جم گئی۔ خادم خوف زدہ ہو کر خدمتِ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ فرمایا: پھر اسی جگہ پر جا اور اس جگہ کو بخور و عطر سے معطر کر، جسمِ سید احمد رفاعی اس عالمِ عنصری کی طرف رجوع کرے گا۔ چنانچہ خادم اسی جگہ پر واپس آیا اور حضرت کے فرمودہ کے مطابق اُس جگہ کو معطر کیا۔ ابھی ایک ساعت بھی نہ گزری تھی کہ جو پانی سیّد احمد رفاعی کی جگہ پر جما ہوا تھا اس نے جسم کی صورت اختیار کر لی اور سیّد احمد رفاعی دوبارہ زندہ ہو گئے۔ [۳۳]

(۴) **تعویذ کی کرامت:** جو شخص حاجت کے لیے آپ سے تعویذ طلب کرتا آپ اسے تعویذ کر دیتے۔ اگر قلم و سیاہی نہ ہوتی تو سفید کاغذ پر ہی اپنی انگلی سے بغیر قلم و سیاہی لکھ دیتے۔ ایک روز ایک شخص بغرضِ امتحان تعویذ کھول کر خدمتِ شیخ میں لایا اور استدعا کی کہ تعویذ لکھ دیجیے۔ جب انہوں نے کاغذ ہاتھ میں لے کر دیکھا تو فرمایا: اے فرزند تعویذ تو اس پر لکھا ہوا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو سادہ کاغذ پر دوبارہ سیاہی سے لکھ دوں۔ اس کاغذ پر حروف بشکلِ خود موجود ہیں۔ [۳۴]

(۵) **مرید کو جہنم سے چھٹکارا:** ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے واسطے سے آتشِ دوزخ سے آزاد ہو جاؤں اور مجھے اسی وقت خطِ آزادی آسمان سے آجائے۔ اُسی وقت ایک سفید کاغذ برق خاطف کی طرح آسمان سے آپ کے سامنے آگرا۔ شیخ نے وہ کاغذ اٹھا کر سائل کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا: لے آتشِ دوزخ سے یہ تیرا خطِ آزادی ہے اس نے دیکھا تو وہ محض سفید کاغذ تھا۔ عرض کیا: اس پر تو کچھ نہیں لکھا ہوا۔ فرمایا: یہ کاغذ نور سے لکھا ہوا ہے جو دل ہی کی آنکھ سے پڑھا جا سکتا ہے۔ [۳۵]

تعلیمات وارشادات: آپ کے ارشادات و تعلیمات انتہائی اثر انگیز ہیں۔ آپ اپنے مُریدین و محبّین کی حُسنِ تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً شریعت و طریقت کے بہترین رہ نما اصول بھی بیان کرتے رہے۔ آپ کی بیش بہا و گراں مایہ کتاب "البرہان المؤید" آپ کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ یہاں اس میں سے چند ارشادات پیش کیے جا رہے ہیں:

(۱) **شانِ الوہیت:** اللہ کے لیے فوقیت، سفلیت اور مکان ثابت نہ کرنا اور ہاتھ اور آنکھ (وغیرہ انسانی اعضا کی طرح) اور آمد و رفت کے طریقے پر نزول کا قائل نہ ہونا کیوں کہ کتاب و سنت میں اگر کہیں ایسے الفاظ آئے ہیں جن سے بظاہر یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں تو اسی کتاب و سنت میں اسی جیسی دوسری نصوص بھی ہیں جو اصل مقصود کی تائید کرتی ہیں (اور اللہ تعالیٰ کا مخلوق کی طرح نزول اور فوق و مکان اور یدو عین سے پاک ہونا بتلاتی ہیں) لہٰذا اب اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ سلف صالحین کی طرح یوں کہا جائے کہ ہم ان متشابہات کے ظاہر پر ایمان لاتے ہیں اور مراد کے علم کو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کے عیوب سے پاک بھی سمجھتے ہیں۔ پیشوایانِ سلف اسی راستے پر چلتے رہے۔ [۳۶]

(۲) **شانِ رسالت:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شان کو بہت بڑی شان والا جانو۔ خالق و مخلوق کے درمیان آپ واسطہ بھی ہیں اور وسیلہ بھی۔ آپ ہی نے خالق و مخلوق کا فرق واضح فرمایا ہے۔ آپ اللہ کے خاص بندے، اللہ کے محبوب اور اللہ کے رسول ہیں۔ آپ تمام مخلوق میں سب سے کامل اور تمام پیغمبروں میں سب سے افضل ہیں۔ آپ اللہ کی راہ دکھانے اور اللہ کی طرف بلانے والے ہیں، اور آپ ہی سب کے لیے بارگاہِ رحمانی کا دروازہ اور بارگاہ صمدیت کا وسیلہ ہیں۔ خوب جان لو کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، وفات کے بعد بھی اسی طرح باقی ہے جس طرح حیات میں باقی تھی۔ تمام مخلوق قیامت تک آپ کی ہی شریعت کے مکلف ہیں اور آپ کا معجزہ قرآن کریم ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحیح حدیثوں کو رَد کیا گویا اُس نے کلام اللہ کو رَد کیا۔ (۳۷)

(۳)**شان صحابہ:** صحابۂ کرام میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق، پھر سیدنا عمر فاروق، پھر سیدنا عثمان ذوالنورین، پھر سیدنا علی مرتضیٰ ہیں۔ تمام صحابہ کرام ہدایت پر ہیں (رضی اللہ عنہم)۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم اُن میں سے جس کسی کی بھی تابع داری کرلوگے ہدایت پالوگے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے محبت رکھو۔ اُن کے ذکروتذکرے سے برکت حاصل کرو، اور اُن جیسے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ (۳۸)

(۴)**شان اهل بیت:** دوستو! اپنے دلوں کو نبی کریم ﷺ کی آل اولاد کی محبت سے بھی روشن کرو، کیوں کہ یہ نفوس قدسیہ جود کے چمکتے ہوئے انوار اور سعادت کے منور آفتاب ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے اہل بیت کے تعلق سے اللہ ڈرو، اور اُن کے حقوق ادا کرو۔ اہل بیت کو اپنے سے مقدم رکھو۔ خود اُن سے مقدم نہ رہو۔ اُن کی مدد کرو، اُن کی تعظیم کرو، اُن کا ادب کرو، اُس کی برکتیں تمھارے اُوپر برسیں گی۔ (۳۹)

(۵)**شان اولیا:** اولیاء اللہ کے دامن سے چمٹ جاو۔ اولیاء اللہ پر نہ کوئی خطرہ ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ولی وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھتا ہے، لہٰذا جس کو اللہ سے محبت ہو اُس سے دشمنی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی شخص میرے کسی ولی/دوست کو تکلیف دے گا میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، گویا جو اولیاء اللہ کو تکلیف دیتا ہے اللہ اُس سے انتقام لیتا ہے اور جو اولیاء اللہ سے محبت کرتا ہے اللہ اُس کی حفاظت فرماتا ہے، اس لیے تم بھی اولیاء اللہ کی محبت کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اُن کا قرب حاصل کرو۔ اُن کے ساتھ اپنے اعتقاد مضبوط رکھو۔ اُن کی وجہ سے تمھیں برکت اور سعادت ملے گی۔ (۴۰)

(۶)**اتباع سنت:** خدا کی قسم روے زمین پر کوئی بھی عقل والا جسے برے بھلے کی کچھ تمیز ہو، ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں یہ اعتقاد اور دماغ میں اس بات کا یقین نہ ہو کہ عبادت کی جو صورت، رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی ہے اور عادت کی جو شان آپ ﷺ نے اختیار فرمائی ہے وہی پسندیدہ اور بہتر اور کامل حالت ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اور مخلوق کے نزدیک بھی اور یہی وہ آداب ہیں جو خالق کے نزدیک مقبول اور مخلوق کے نزدیک محبوب ہیں، دل کو اطمنان اور نفس کو سکون ان ہی سے ہوتا ہے کیا نشہ میں مست ہونے والے اور ہوش والے، چوری کرنے والے اور امانت والے، جھوٹ بولنے والے اور سچ بولنے والے، زناکار اور عفت وعصمت والے، تکبر، مکروفریب کرنے والے اور تواضع وسخاوت کرنے والے، ظلم کرنے والے اور انصاف کرنے والے، جھوٹا دعویٰ کرنے والے اور سچا دعویٰ کرنے والے، ستم کرنے والے، سختی کرنے والے اور رحم کرنے والے، عبادت کرنے والے اور سونے والے، عقل والے اور پریشان خیال والے، نیک کام کرنے والے اور برا کام کرنے والے، کافر اور مومن کی حالت میں انسانی عقل کچھ فرق نہیں سمجھتی، یقیناً سمجھتی ہے، جس کا انکار نہیں ہوسکتا، اب دیکھو! حضور ﷺ نے جن باتوں کا حکم دیا اور جن عادات کو اختیار فرمایا ہے وہی سب سے اچھی ہے یا نہیں۔ (۴۱)

(۷)**علما کی صحبت:** علما سے میل جول ختم نہ کرو۔ اُن کی مجلسوں میں بیٹھا کرو۔ اُن سے علم حاصل کرو، اور یہ مت کہو کہ فلاں عالم بے عمل ہے۔ تم اس سے علم کی باتیں لے لو، اور خود اُن پر عمل کرو، اور اُس کو اور اُس کے عمل کو اللہ رب العزت کے حوالے کردو۔ (۴۲)

(۸)**مسلمانوں کو نصیحت:** عزیز من! شریعت کی پابندی لازم پکڑلو۔ ظاہری احکام میں بھی اور باطنی احکام میں بھی، اور اپنے دل کو اللہ کی یاد سے غافل کردینے والی چیزوں سے بچاؤ۔ درویشوں اور غریبوں کی خدمت کو لازم جانو اور نیک کاموں میں ہمیشہ جلدی کرو۔ کاہلی سے بہر حال بچو۔ اللہ رب العزت کی مرضی پر ہمیشہ جمے رہو۔ اپنے آپ کو رات میں عبادت کا عادی بناو۔ ریاکاری سے دور بھاگو۔ خلوت اور جلوت ہر جگہ اپنے گناہوں پر آنسو بہاؤ۔ (۴۳)

(۹)**موت کو یاد رکھنے کی تاکید:** خبردار! موت کو نہ بھولنا کیوں کہ یہ بھول غفلت سے پیدا ہوتی ہے، اور غفلت اللہ کو کم یاد کرنے سے اور ذکر اللہ کی کمی ایمان کی کمی سے ہوتی ہے، اور قلت ایمان کی جڑ جہل ہے اور جہل گم رہی ہے۔ بعض آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: اے ابن آدم! تو میری دی ہوئی عافیت کے ذریعہ سے میری طاعت پر قادر ہوا اور میری توفیق سے تونے میرا فرض ادا کیا، بتلا! تونے کیا کمال کیا، میرا رزق کھاکر میری نافرمانی میں زور دکھانے لگا، سوچ کہ شرم وحیا بھی کوئی چیز ہے، میری مشیت سے تو جو کچھ چاہے اپنے نفس کے لیے چاہ سکتا ہے اگر میری مشیت، امداد نہ کرے تو، تو کچھ بھی نہیں چاہ سکتا، اب سمجھ کہ تو میری مشیت سے میری نافرمانی ہی میں مدد لینا چاہتا ہے، یہ کتنی بڑی بے حیائی ہے۔ تو میری نعمت ہی سے کھڑا ہوتا، بیٹھتا، لیٹتا ہے، میرے ہی دامن میں صبح کرتا اور شام کرتا ہے، میرے ہی فضل سے جیتا اور سر سے پیر تک میری نعمت میں غرق ہو کر چلتا پھرتا ہے اور میری دی ہوئی صحت وعافیت ہی کی وجہ سے تو خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اس پر بھی تیری حالت یہ ہے کہ مجھے بھولتا ہے دوسروں کو یاد کرتا ہے اور میرا شکریہ ادا نہیں کرتا، مخلوق کے شکریہ میں ہر وقت بچھا جاتا ہے۔ (۴۴)

(۱۰)**خوف خدا کا درس:** خوف خدا کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: اے ابن آدم! موت تیرے چھپے ہوئے بھیدوں کو ظاہر کردے گی، قیامت تیری ساری حرکتوں کو آشکار کردے گی اور عذابِ جہنم تیرے پردوں کو توڑ دے گا۔ پس یہ خیال نہ کرنا کہ تیری یہ بے

حیائی اور نا انصافی چھپی رہے گی۔ ایک دن تمام مخلوق کے سامنے تیرا معاملہ ظاہر ہوگا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا اور تو نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ ہوش سے کام لے، بے ہوش نہ بن، جب تو کوئی چھوٹا گناہ کرے تو اس کے چھوٹا ہونے پر نظر نہ کر بلکہ اس کو دیکھ جس کی تو نافرمانی کر رہا ہے اور جب تجھے تھوڑا سا رزق ملے تو اس کے تھوڑا ہونے کو نہ دیکھ بلکہ اسے دیکھ جس نے تجھے رزق دیا ہے، چھوٹے گناہ کو حقیر نہ سمجھ کیوں کہ تجھے خبر نہیں کہ کس گناہ سے تو میرا نافرمان بن جائے گا، ممکن ہے کسی وقت دریائے رحمت جوش میں ہو تو، تیرے بڑے سے بڑے گناہ پر بھی مواخذہ نہ ہو اور کسی وقت عدل وانصاف کی ہوا چل رہی ہو تو تیرے چھوٹے گناہ پر بھی گرفت ہو جائے۔ میرے خفیہ قہر سے بے فکر نہ ہو کیوں کہ وہ تجھ پر اس چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے جو اندھیری رات میں پتھر پر چل رہی ہو۔(۴۵)

(۱۱)**غضب الٰہی سے بچنے کی نصیحت:** غضب خداوندی سے بچنے کی نصیحت فرماتے ہوئے اللہ پاک کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے ابن آدم! کیا تو نے میری نافرمانی کرتے ہوئے میرے غضب کو بھی یاد کیا ہے۔ اگر اس کو یاد کر لیتا تو میری نافرمانی کی جرأت تجھے نہ ہوتی۔ اللّٰھم غشنی برحمتك وجنبنی عذابك۔ یا اللہ ڈھانپ لے مجھے اپنی رحمت میں اور بچا لے مجھے اپنے عذاب سے۔(۴۶)

(۱۲)**تصوف کی حقیقت:** تصوف کے مینار کو بلند کرو، تصوف نام ہے ترک اختیار کا (کہ بندہ اپنی تجویز وارادہ رضائے حق میں فنا کر دے) عبودیت کے راستے کو مضبوطی سے پکڑے رہو، جس کی حقیقت ہے دنیا کو چھوڑ دینا، دعویٰ نہ کرنا، مشقت برداشت کرنا، مولا سے محبت کرنا، قرب کے راستے سنوارتے رہو جس کی حقیقت اللہ کے سوا ہر چیز سے الگ ہو جانا ہے۔ صدق سے آراستہ ہو جاؤ، جس کی حقیقت ظاہر وباطن کی باہم موافقت ہے۔ نعمت عافیت کی بڑی قدر کرو، جس کی حقیقت یہ ہے کہ سانس بدون تکلیف کے آتا رہے، رزق بغیر مشقت کے ملتا رہے اور عمل صالح بغیر ریا کے ہوتا رہے۔ استقامت کی حد پر ٹھہرے رہو اور استقامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کو ترجیح نہ دے۔ حلال رزق تلاش کرو اور حلال وہ ہے جس کے کھانے والے کو دنیا میں تاوان نہ دینا پڑے اور آخرت میں اس کی وجہ سے مواخذہ نہ ہو۔ طاعت کے راستے پر سیدھے جمے رہو اور طاعت یہ ہے کہ تمام اقوال وافعال واحوال میں اللہ کی رضا طلب کرے، صبر کے دستے کو پکڑے رہو اور صبر یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر جمائے رکھے۔ عزلت وخلوت کو پاکیزہ بناؤ اور ان کی حقیقت یہ ہے کہ اہل دنیا سے دور رہے اور لوگوں سے ملنا چھوڑ دے اگرچہ بظاہر ان کے درمیان ہی بیٹھا ہو۔(۴۷)

(۱۳)**صوفیہ کی اقسام:** بزرگو! اس جماعت صوفیہ کی تمام حالتیں اول سے آخر تک چار درجوں میں منقسم ہیں۔ صوفیہ کا پہلا درجہ یہ ہے کہ ایک شخص مرشد کا طالب اس لیے ہوا کہ عام لوگوں کو صوفیہ کی طرف مائل دیکھا تو اس نے بھی عام لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا، اور خانقاہ سے اور اپنی جماعت اور شان سے خوش ہونے لگا۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مرشد کی تلاش اس لیے کی کہ اس کو جماعت کے ساتھ نیک گمان ہے، وہ ان سے محبت کرتا ہے اور ان کے طریقے سے بھی اور جتنی باتیں ان سے منقول ہیں ان کو تہ دل سے پاکیزہ اور سچے اعتقاد سے قبول کرتا ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ مرشد تلاش کرنے کے بعد اس نے مقامات میں چلنا شروع کیا، گھاٹیوں کو طے کیا اور اس راستے کے بلند درجوں پر پہنچ گیا، مگر کسی وقت حق تعالیٰ کا یہ ارشاد "سنریھم آیتنا فی الآفاق وفی انفسھم" کہ ہم اپنی نشانیاں اطراف عالم میں اور خود ان کی جانوں میں ان کو دکھلائیں گے "سن کر ٹھہر گیا۔ اب کبھی تو مخلوق کو خدائی شان سمجھ کر اس کے مشاہدے میں پڑ گیا اور ایسا مشغول ہوا کہ اس (خالق) سے بھی غافل ہو گیا جس نے یہ نشان دکھایا تھا، اور کبھی اپنے نفس پر یہ سمجھ کر نظر کرنے لگا کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا نشان قدرت وحکمت دکھایا ہے، اور اس میں پڑ کر اللہ تعالیٰ سے غافل ہو گیا اور یہ مقام مقام ادلال وناز ہے اسی سے شطحیات اور حد سے تجاوز پیدا ہوتا ہے اور اونچے درجات میں پہنچنے کا اظہار ہوتا ہے۔

اور چوتھا درجہ یہ ہے کہ آدمی ہر قول وفعل اور ہر حالت وعادات میں رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا بلند کرتا ہو اور دربار الٰہی میں ذلت کے ساتھ اپنی پیشانی کو بچھاتا ہوا راستہ طے کرے اور ہر چیز کے سر پر "کل شیئ ھالك الا وجھه" (یعنی خدا کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے) کا مشاہدہ کرتا ہے اور مخلوق میں ہر ذرے کی پیشانی پر "الا له الخلق والامر" (یعنی سن لو اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے اور اسی کا حکم چلنے والا ہے۔) لکھا ہوا پاتا ہے، اپنی حد پر ٹھہرا ہوا رہتا ہے۔ اور ادب کی زمین پر اپنا رخسار لگائے رہتا ہے اور نشان ہائے قدرت کی گھاٹیوں پر درمیان سلوک میں گذرتا ہے تو ان سے ہٹ کر معبود کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

پس پہلے درجے والا تو محجوب اور محروم ہے، دوسرے درجے والا محب وعاشق ہے۔ تیسرے درجے والا راستہ طے کرنے میں مشغول ہے (ابھی مقصود تک نہیں پہنچا ہے)۔ اور چوتھے درجے والا کامل ہے پھر ان سب درجوں میں اور بھی بہت سے درجے ہیں جو عارف کو انسان کی حالت میں غور کرنے سے معلوم ہو جاتے ہیں۔(۴۸)

(۱۴)**راہِ صوفیہ وعلما کی انتہا:** صوفیہ کے راستے کی انتہا وہی ہے جو علما کے راستے کی انتہا ہے اور علما کے راستے کی انتہا وہی ہے جو صوفیہ کے

راستے کی انتہا ہے۔ جن گھاٹیوں میں پھنس کر علما مقصود کی طلب سے رہ جاتے ہیں انھیں گھاٹیوں میں صوفیہ بھی اپنے سلوک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ (دونوں کو مقصود سے روکنے والی ایک ہی چیز ہے یعنی غرض نفسانی اور حب دنیا وحب جاہ۔ اور دونوں کو مقصود تک پہنچانے والی بھی ایک ہی چیز ہے اخلاص اور ماسوائے حق سے رخ پھیر لینا) طریقت عین شریعت ہے اور شریعت عین طریقت ہے دونوں میں صرف لفظی فرق ہے اصل اور مقصود و نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ میرے نزدیک جو صوفی عالم کی حالت کا انکار کرے اس کو برا کہے یقیناً مبتلائے قہر ہے اور جو فقیہ صوفی کی حالت کا انکار کرے اس کو برا کہے وہ راندۂ درگاہ ہے۔ (۴۹)

(۱۵) اسلام کو صوفیہ و علما کی ضرورت: عزیز من! ان مسکین صوفیہ سے جو حجاب میں پڑے ہوئے ہیں، کہو کہ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمھارے شہروں میں ایسے علما موجود ہیں جو بے دینوں، بدمذہبوں اور گم راہوں کے شبہات کا روشن دلیلوں سے جوابات دیتے رہیں؟ اور اگر نہیں چاہتے ہو تو یہ تمھاری جہالت وحماقت ہے اور اگر چاہتے ہو تو علما کی ضرورت کو تم نے تسلیم کر لیا پھر ان کی مخالفت اور ان پر اعتراض کیوں کرتے ہو؟

اسی طرح ان غریب علما سے بھی پوچھو جو حجاب میں پڑے ہوئے ہیں کہ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمھارے شہروں میں ایسے لوگ رہیں جو زبردست کرامتوں سے منکروں، گم راہوں، اسلام کے مخالفوں اور معاندوں کو دبا کر مغلوب کر دیں جن کو دیکھ کر مخالفین اسلام خود ہی بول اٹھیں کہ واقعی اسلام سچا مذہب ہے اور بحث و تکرار کی نوبت ہی نہ آئے۔ کیا تمھارا دل یہ چاہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روحانی زبان کا سلسلہ بند ہو جائے؟ اور کیا تمھارے نفس یہ خواہش کرتے ہیں کہ معجزات نبوی ﷺ کی سلطنت جاتی رہے؟ اگر تمھاری یہی تمنا ہے تو اپنے ایمان کی خیر مناؤ۔ اور اگر نہیں تو بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کا روحانی ترجمان کون ہے؟ اور حضور ﷺ کے معجزات کا نمونہ کس کے پاس ہے؟ تمھارے پاس یا صوفیہ کے پاس؟ اور یہ نہ رہے تو رسول اللہ ﷺ کے روحانی وباطنی کمالات کا نمونہ دنیا کو کون دکھائے گا؟ (۵۰)

بعض قیمتی ارشادات:

☆ جو اپنے اوپر غیر ضروری باتوں کو لازم کرتا ہے وہ ضروری باتوں کو بھی ضائع کر دیتا ہے۔

☆ مخلوق کو اپنے ترازو میں مت تولو بلکہ اپنے آپ کو مومنین کے ترازو میں تولو تاکہ تم ان کی فضیلت اور اپنی محتاجی جان سکو۔

☆ جو شخص یہ خیال کرے کہ اس کے اعمال اسے ربِ قدیر تک پہنچادیں گے تو اس نے اپنا راستہ کھو دیا۔

☆ اللہ سے وہی اُنسیت رکھ سکتا ہے جو کامل درجہ کی طہارت رکھتا ہو۔

☆ اللہ غوث وقطب کو غیبوں پر مطلع فرمادیتا ہے پس جو بھی درخت اُگتا ہے اور پتّا سرسبز ہوتا ہے تو وہ سب جان لیتے ہیں۔

☆ جو اللہ پر توکّل کرتا ہے اللہ اس کے دل میں حکمت داخل فرماتا ہے اور ہر مشکل گھڑی میں اسے کافی ہو جاتا ہے۔

☆ کتنے ہی خوش ہونے والے ایسے ہیں کہ ان کی خوشی ان کے لیے مصیبت بن جاتی ہے اور کتنے ہی غم گین ایسے ہیں کہ ان کا غم ان کے لیے باعث نجات بن جاتا ہے۔

☆ افسوس ہے ایسے شخص پر جو دنیا مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتا ہے اور چھن جانے پر حسرت کرتا ہے۔

☆ اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اولیاءاللہ کے علاوہ تمام مخلوق سے وحشت ہو کیوں کہ اولیا سے محبت اللہ سے محبت ہے۔

☆ ہمارا طریقہ تین چیزوں پر مشتمل ہے: نہ تو کسی سے مانگو، نہ کسی سائل کو منع کرو اور نہ ہی کچھ جمع کرو۔

☆ مرید کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ بات یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کے لیے رخصت اور تاویلات قبول کرنے میں چشم پوشی سے کام لے۔ (۵۱)

وصال پرملال: آپ کا وصال ۶۶ سال کی عمر میں بروز جمعرات ۲۲ جمادی الاولی ۵۷۸ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۱۸۲ھ بوقت ظہر عراق کے مقام ام عبیدہ میں ہوا اور وہیں اپنے دادا شیخ یحییٰ بخاری کے گنبد تلے ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک زیارت گاہِ ہر خاص وعام ہے۔ (۵۲)

اخیر میں بارگاہ قاضی الحاجات میں دعاگو ہوں کہ مولاے پاک اپنے محبوب پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک ﷺ کے صدقے وطفیل حضرت امام رفاعی کے مرقد منور پہ رحمت وانوار کی بارشیں برسائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی یاد منانے اور ان کے نام نذر و نیاز کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی بھی توفیق خیر مرحمت فرمائے۔ آمین۔ یا رب العالمین. بجاہ النبی الامین. وبحق طٰہٰ و یاسین. صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ ومن تبعھم اجمعین.

مصادر و مراجع:

(۳۳)- جامع کرامات الاولیاء، ج:۱، ص:۴۹۳ وخزینۃ الاصفیاء، ج:۱، ص:۱۷۲

(۳۴)- ایضًا (۳۵)- ایضًا

(۳۶)- البرهان المؤید، للامام الرفاعی، ص:۳۳ (۳۷)- ایضًا، ص:۳۷

(۳۸)- ایضًا، ص:۳۸ (۳۹)- ایضًا، ص:۳۹ (۴۰)- ایضًا، ص:۴۰

(۴۱)- ایضًا، ص:۱۵۳ (۴۲)- ایضًا، ص:۱۵۵ (۴۳)- ایضًا، ص:۱۵۶

(۴۴)- ایضًا، ص:۱۵۵ (۴۵)- ایضًا، ص:۱۵۷ (۴۶)- ایضًا، ص:۱۵۵

(۴۷)- ایضًا، ص:۱۸۸ (۴۸)- ایضًا، ص:۱۹۷ (۴۹)- ایضًا، ص:۲۰۰

(۵۰)- ایضًا، ص:۲۰۲ (۵۱)- طبقاتِ صوفیہ مناوی، ج:۲، ص:۲۲۱-۲۲۷ ملخصًا

(۵۲)- سیرت سلطان العارفین، ص:۴۷، ۷۳

آپ کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ مفتی محمد نظام الدین رضوی کے قلم سے

نفل اعتکاف کی نیت کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مسئلۂ ذیل میں:
نفل اعتکاف کی نیت مَسجد میں داخل ہوتے وقت کرنی ضروری ہے؟ اگر کوئی آدمی مسجد میں بیٹھ جانے کے بعد نیت کرے تو کیا یہ نیت کرنا صحیح ہے؟

الجواب

ہمارے سامنے جو فقہی جزئیات ہیں ان سے ظاہر یہی ہے کہ مسجد میں نیتِ اعتکاف صحیح ہے، بہارِ شریعت میں ہے:
”اعتکافِ مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی جب تک مسجد میں ہے، معتکف ہے، چلا آیا اعتکاف ختم ہو گیا۔“ عالمگیری وغیرہ۔
(بہارِ شریعت، ص:۱۴۸، حصہ:۵)

عالم گیری کی عبارت یہ ہے:
لو دخل المسجد ونوي الاعتكاف إلى أن يخرج منه صح، كذا في التبيين اھ
(ص:۲۱۱، ج:۱. أول الباب السابع في الاعتكاف)
اگر مسجد میں داخل ہوا اور اس سے نکلنے تک اعتکاف کی نیت کی تو یہ صحیح ہے، ایسا ہی تبیین میں ہے۔(۲۱۱/۱)
تنویر الابصار و درِ مختار میں ہے:
الاعتكاف هو شرعا لبث ذكر مسجد جماعة بنية ، فاللبث: هو الركن والكون فى المسجد والنية من مسلم عاقل طاهر من جنابة وحيض ونفاس شرطان اھ ملتقطا.
شرعًا اعتکاف یہ ہے کہ مسجد جماعت میں نیت کے ساتھ ٹھہرے تو مطلقاً ٹھہرنا رکن ہے اور مسجد میں ہونا اور جنابت و حیض و نفاس سے پاک مسلم عاقل کی نیت شرط ہے۔
(فوق رد المحتار، ص:۴۲۸۔ تا ۴۳۰، ج:۳، اوائل اعتکاف)

رد المحتار میں ہے:
”لبث“ جو رکن ہے وہ تو اعتکاف کا لغوی مفہوم ہے اور اس کا شرعی مفہوم ”لبث مخصوص“ ہے یعنی مسجد میں ٹھہرنا اور مسلم عاقل کی شرط نیت کے لیے ہے کہ بغیر اسلام اور عقل کے نیت صحیح نہیں۔
(رد المحتار، ص:۴۳۰، ج:۳، باب الاعتکاف)
ٹھیک یہی صراحت بحر الرائق ص:۲۹۸، ۲۹۹، ج:۲، اوائل باب الاعتکاف وغیرہ میں بھی ہے۔
ان عبارات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لیے مسجد میں نیتِ عبادت سے ٹھہرنا ضروری ہے، خواہ داخل ہوتے وقت یہ نیت ہو یا نہ ہو، کیوں کہ اعتکاف کی تعریف اور اس کے رکن و شرائط میں کہیں ”دخولِ مسجد کے ساتھ“ نیت کا ذکر نہیں ہے۔
لہٰذا جو شخص مسجد میں ہو وہ نیتِ اعتکاف کر سکتا ہے، جیسا کہ عالمگیری اور بہارِ شریعت کے درج بالا جزئیہ سے ظاہر ہے۔
ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں کچھ کھانے پینے، یا سونے کے لیے جانا چاہتا ہے تو اسے حکم ہے کہ مسجد میں اعتکاف کی نیت کے ساتھ داخل ہو کہ مسجد میں غیر معتکف کے لیے جو مقامی ہو کھانا، پینا، سونا مکروہ ہے۔
رد المحتار میں ہے:
في كراهية جامع الفتاوىٰ: يكره النوم والأكل في المسجد لغير المعتكف وإذا أراد ذلك ينبغى أن ينوى الاعتكاف فيدخل فيذكر الله تعالىٰ بقدرى ما نوىٰ أو يصلى ، ثم يفعل ماشاء. اھ
جامع الفتاویٰ میں کراہت کے بیان میں ہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں سونا اور کھانا مکروہ ہے اور جب کوئی مسجد میں سونا یا کھانا چاہے

تو وہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے یا نماز پڑھے یا پھر جو چاہے کرے (یعنی سوئے یا کھائے پیے)

(رد المحتار، ص:۴۴۰، ج:۳، باب الاعتکاف من کتاب الصوم)

نیز رد المحتار کتاب الصلاۃ، بحث احکامِ مسجد میں ہندیہ کے حوالے سے یہی وضاحت کی گئی ہے۔ ہاں کفایہ شرح ہدایہ میں دخولِ مسجد کے ساتھ نیتِ اعتکاف کا ذکر ہے، عبارت یہ ہے:

وصورة الاعتكاف النفل أن يدخل المسجد بنية الاعتكاف بدون النذر فيكون معتكفا بقدر ما اقام وله ثواب المعتكفين مادام فى المسجد فإذا خرج انتهى، اعتكافه وهذا النوع من الاعتكاف يصح بالصوم و بغير الصوم فى ظاهر الرواية، اھ.

اعتکافِ نفل کی عمومی صورت یہ ہے کہ مسجد میں نیت اعتکاف سے بغیر اس کی منت مانے ہوئے داخل ہو تو وہ جب تک مسجد میں رہے گا معتکف رہے گا اور اسے اعتکاف کا ثواب ملے گا اور جب مسجد سے باہر ہو گا تو اعتکاف ختم و مکمل ہو جائے گا، اس نوع کا اعتکاف ظاہر الروایہ میں روزے کے ساتھ بھی صحیح ہے اور بغیر روزے کے بھی۔

(الکفایہ تحت الفتح، ص:۳۰۷،۳۰۸، ج:۲)

یہ اعتکافِ نفل کی عمومی صورت ہے کہ عموماً ہوتا یہی ہے کہ جسے اعتکاف کرنا ہوتا ہے وہ پہلے سے اس کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے مسجد میں داخلہ کے ساتھ ہی نیتِ اعتکاف کر لینی چاہیے، اسے یہاں "صورتِ اعتکاف" کے عنوان سے بیان کیا ہے، ایسا نہیں کہ یہ شرط ہو، یہی وجہ ہے کہ اس جزئیہ کے اصل ماخذ میں جو تعبیر اختیار فرمائی گئی ہے، اس سے اس کا اشارہ بھی نہیں ملتا کہ دخولِ مسجد کے وقت نیتِ اعتکاف ہونی چاہیے۔ فتح القدیر میں ہے:

واعلم ان المنقول من مستند اثبات هذه الرواية الظاهرة هو قوله فى الأصل : إذا دخل المسجد بنية الاعتكاف فهو معتكف ما أقام تارك لهٗ إذا خرج .اھ

روایتِ ظاہرہ کے مستند ثقات سے منقول ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاصل میں فرمایا کہ: "جب مسجد میں نیتِ اعتکاف کے ساتھ داخل ہوا تو جب تک مسجد میں رہے گا معتکف ہے اور جب مسجد سے باہر ہو گا تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

(فتح القدیر، ص:۳۰۷، ج:۲، باب الاعتکاف)

یہ اسی صورتِ عمومی کے بیان کی دوسری تعبیر ہے، بلکہ یہی اصل تعبیر ہے جس میں نیتِ اعتکاف کے ساتھ مسجد میں داخل ہونے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

اعتکافِ نفل اور اعتکاف واجب و سنت کے درمیان فقہا نے جو فرق بیان کیا ہے ان میں بھی کہیں ایسی صراحت نہیں ملتی کہ اعتکافِ نفل کے لیے دخولِ مسجد کے وقت نیتِ اعتکاف ضروری ہے، اعتکافِ نفسل کے لیے روزہ کی شرط نہیں ہے جب کہ اعتکافِ سنت اور واجب کے لیے روزہ کی شرط ہے اور اعتکافِ نفل ایک گھڑی کے لیے بھی ہو سکتا ہے، جب کہ بقیہ اعتکاف دن بھر سے کم کے نہ ہوں گے، یہ اعتکاف مسجد سے نکلتے ہی تام و مکمل ہو جاتا ہے جب کہ دوسرے اعتکاف بلا حاجت نکلنے سے فاسد ہو جاتے ہیں۔ اعتکافِ نفل اور اعتکافِ سنت و واجب کے درمیان یہ تین تین طرح کے فرق پائے جاتے ہیں مگر اعتکاف کی تعریف، رکن اور بقیہ شرائط سب کے یکساں ہیں۔ اس لیے اعتکافِ نفل میں بھی مسجد میں ٹھہرنے کے وقت نیتِ اعتکاف کافی ہے، جیسے کہ اعتکافِ واجب و سنت میں کافی ہے۔

هذا ما عندى والعلم بالحق عند ربّى عزّ و جلّ وهو تعالىٰ اعلم و علمه جل مجده اتم و أحكم.

شراب کی خالی بوتلوں کے کاروبار کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں: زید کا کاروبار ایسی شراب کی خالی بوتلوں کا جنھیں وہ شراب کی دوکان اور کباڑیوں سے خرید کر دھلائی کرا کر شراب کی کمپنی کو دیتا ہے، وہ کمپنی ان بوتلوں میں دوبارہ شراب بھر کر مارکیٹ میں فروخت کرتی ہے، زید کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور اس کمائی کے تعلق سے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب

زید گناہ پر تعاون کی نیت نہ رکھے بلکہ صرف اس سے غرض رکھے کہ اس کا ایک کاروبار ہے جو چاہے اس سے خریدے، تو فتویٰ جواز اور تقویٰ احتراز ہے۔ یعنی یہ کاروبار کر سکتا ہے اور بچے تو بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ☆☆☆

جھوٹ پھیلانے میں سوشل میڈیا کا کردار

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی

رب تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا اور انکو اچھے بُرے کی تمیز عطا فرمائی اور یہ بھی اعلان فرمایا:

ترجمہ: اور ضرور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت فرماتا ہے۔
(القرآن، سورہ نساء آیت نمبر ۶۸)

اللہ اور رسول کی اطاعت ہی سیدھی راہ ہے قرآن کریم میں جگہ جگہ اس بات کا ذکر موجود ہے اللہ نے انسانوں کو تاکیدی حکم دیا بار بار وصیت کی کہ دیکھنا تم شیطان کی بندگی اور اطاعت شروع نہ کر دینا کیوں کہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ (القرآن، سورہ یٰسین آیت نمبر ۶۱)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“ (القرآن، سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱)

جہاں شیطان کی پوجا و پیروی سے منع فرمایا وہیں اللہ سے ڈرنے کے ساتھ ساتھ سچوں کے ساتھ ہو جانے کا بھی تاکیدی حکم دیا ہے۔ اللہ کا خوف اور سچ انسانی خوبیوں کی اعلیٰ صفات و بنیاد ہے پورے معاشرے میں سچ بولنے والے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور کیوں نہ ہو کیوں کہ حکم خداوندی ہے سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور جھوٹے انسان کو لوگ گری نظر سے دیکھتے ہیں اور اس سے دور بھی رہتے ہیں اور اللہ کی لعنت بھی اس پر پڑتی ہے سچائی ایمان کی علامتوں میں سے ہے۔

منافق کی تین علامتیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (بخاری، حدیث نمبر ۳۳)

جھوٹا شخص منافق بھی ہوتا ہے اور منافق کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

ترجمہ: منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ (سورہ منافقون ۶۳' آیت نمبر ۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے: ”بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکھٹا کرے گا۔“ (القرآن، سورہ نساء آیت نمبر ۱۴۰)

اور ارشاد باری ہے: ”بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔“ (القرآن، سورہ نساء آیت نمبر ۱۴۵)

جھوٹ کی مذمت میں قرآن میں اور بھی بہت سی آیات مبارکہ موجود ہیں اور احادیث کے ذخیرے میں بھی بہت احادیث پاک ہیں چند ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ایمان وعقیدہ کو مضبوط کریں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر ’جھوٹ‘ باندھے تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ (بخاری، حدیث نمبر ۱۱۲)

اس حدیث پاک کو پڑھ کر عبرت حاصل کریں جو بھی MESSAGE آئے آپ بغیر انکوائری SHARE قطعی نہ کریں تک بندی لکھی رہتی ہے اور آپ اسے حدیث سمجھ کر ایک دوسرے کو شیئر کر کے گناہ عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جیسے کہ... اللہ خوش ہوتا ہے تو بیٹی پیدا کرتا ہے (معاذاللہ) اللہ قادر مطلق ہے وہ خوشی، غم انسانی جذبات سے پاک ومنزہ ہے وہ پاک، بے نیاز ہے اس کو خوشی کی حاجت نہیں اس طرح کی تک بندی کو کسی بزرگ کا قول یا حدیث کہہ کر شیئر نہ کریں یہ دین کی خدمت نہیں ہے۔ ہر شخص کو اتنا علم یا تمیز نہیں کہ یہ حدیث ہے بھی کہ نہیں تو اس طرح جھوٹ پھیلا کر گناہ کا وبال کیوں لیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے:

”حضرت حفص بن عاصم سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات لوگوں سے بیان کر دے۔“ (صحیح مسلم کتاب المقدمہ باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع)

کوئی بات سن کر فوراً یقین نہ کر لو تحقیق کرو: اللہ رب العزت مسلمانوں کو حکم فرما رہا ہے کسی بات کو سن کر فوراً قبول نہ کرو قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاو۔ (القرآن، سورہ الحجرات ۴۹ آیت نمبر ۶)

یہ آیت مبارکہ ابن عقبہ کے متعلق نازل ہوئی جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے صدقات وصول کرنے بھیجا۔ زمانہ جاہلیت میں ولید اور قبیلہ بنی مصطلق میں پرانی عداوت تھی مگر جب ان لوگوں کو پتہ چلا کہ ولید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے عامل مقرر ہو کر آئے ہیں (وصول کرنے والے) تو وہ لوگ استقبال کرنے آئے اور ولید بن عقبہ سمجھے کہ مجھے قتل کرنے آئے ہیں، وہ فوراً واپس لوٹ آئے۔ اور حضور کی خدمت میں یہ ماجرا عرض کیا حضور نے خالد بن ولید کو بھیجا تو آپ وہاں گئے دیکھا تو تمام قبیلہ والے اذانیں دے رہے ہیں، نمازیں پڑھ رہے ہیں اور بعد نماز کے صدقات آپ کی خدمت میں حاضر کر دیے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خیال رہے کہ رب تبارک تعالی نے یہاں ولید کو فاسق نہ فرمایا کوئی صحابی فاسق نہیں نیز خوف اور خطرہ بدگمانی نہیں، ہاں نیک اور متقی کی بات بغیر تحقیق بھی قبول کر

لینی چاہیے جائز ہے لہٰذا خبر واحد بھی معتبر ہے)۔

سبق اگر صرف ولید بن عقبہ کے کہنے پر مسلمان اس قبیلہ پر حملہ کر دیتے تو سخت شرمندہ ہوتے۔اس سے معلوم ہوا کہ حاکم ایک طرفہ بیان پر فیصلہ نہ کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت کرنے والے، جھوٹ بولنے والے اور چغل خور کی بات ہرگز قبول نہ کی جائے اور کسی کام میں جلدی نہ کی جائے ورنہ پچھتانا پڑیگا۔

سورہ حجرات کی مختصر تفسیر: اس سورہ مبارکہ کی آیتوں کی تعداد اٹھارہ ہے ان میں نہایت اہم موضوعات بیان کئے گئے ہیں حضور کی بارگاہ کے آداب بیان کیے گئے ہیں اس کے بعد مسلمانوں کو بتایا گیا کہ اتنے سادہ لوح نہ بن جاؤ کہ جس کسی نے کوئی بات کہہ دی فوراً مان لیا۔(تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۴، ص ۵۷۵)

جیسے آجکل SOCIAL MEDIA پر ہو رہا ہے کوئی میسج آیا اور لگے FORWORD کرنے اور اپنے رد عمل کا بھی اظہار کرنے لگے۔جب تک کسی خبر پر اعتبار نہ ہو جائے یا کوئی غیر معتبر آدمی کوئی بات بتائے تو پہلے خوب چھان بین کر لو پھر کوئی قدم اٹھاؤ۔ورنہ شدید ندامت (شرمندگی) کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مسلمانوں کی ذمہ داریاں: ہر سوسائٹی میں ایسے کم ظرف، نالائق، رذیل، رنگین مزاج لوگ ہوتے ہیں جن کا محبوب مشغلہ ہے بے پر کی اڑانا اور غلط افواہیں غیر مستند اڑائی ہوئی خبروں کو پھیلانا ایسی افواہیں قبیلوں اور قوموں کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں اللہ رب العزت سختی سے مسلمانوں کو ہدایت فرما رہا ہے: خبردار! اگر کوئی فاسق اور بدکار جھوٹا تمھارے پاس خبر لے آئے تو اس کو فوراً قبول نہ کیا کرو ہو سکتا ہے وہ خبر جھوٹی ہو یا وہ جھوٹ بول رہا ہو اور تم ان کی جھوٹی خبر سے غصہ ہو کر ایسی کاروائی کر بیٹھو جس پر خوفناک نتائج مرتب ہوں اور پھر تم ساری عمر فرط ندامت سے کف افسوس ملتے رہو اس لئے جب کوئی خبر تم تک پہنچے تو اس کو بلا تحقیق مان لینا عقل مندی نہیں چھان پھٹک کر لو اور پھر خوب سمجھ کر قدم اٹھاؤ اس میں جلد بازی نہ کرو جلد بازی شیطانی طریقہ ہے۔

علامہ راغب اصفہانی اور حضرت امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس آیت کا مطلب ہے کہ فاسق کی خبر کی تحقیق کرنا واجب ہے جب تک حقیقت حال پوری طرح واضح نہ ہو جائے اس پر عمل کرنا ممنوع ہے اس کے بعد فرماتے ہیں جن امور میں حقوق کا تعلق ہے، فاسق کی شہادت مردود ہوگی (یعنی ناقابل قبول ہوگی) روایت حدیث میں بھی اسکا کوئی اعتبار نہ ہوگا، کسی قانون، کسی شرعی حکم اور کسی انسان کے حق کے ثبوت کے لیے بھی اس کی خبر غیر معتبر اور غیر مقبول ہوگی (احکام القرآن) اللہ رب العزت نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر مسلمانوں کی اصلاح وتربیت کا اہتمام فرمادیا اور اسلام کے ماننے والوں کو حقیقت سے آشکارہ کر دیا۔(تفسیر ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۸۵)

سوشل میڈیا نے اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا: جدید ترین وسائل میں آج موبائل ایک حیرت انگیز نعمت الٰہی ہے اللہ نے انسانوں کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں جن کا شمار انسان نہیں کر سکتا (قرآنی مفہوم) جہاں موبائل موجودہ دور کی ضرورت ہے اور ہر کام میں مدگار ثابت ہو رہا ہے وہیں اس نے اور سوشل میڈیا نے طرح طرح کے خرافات کو بھی جنم دیا ہے جن سے ہماری ثقافت، تہذیب اور اسلامی شعار پر بہت برا اثر پڑا ہے جہاں دور دراز تک بات پہچانے میں اب ذرہ برابر پریشانی نہیں زمان ومکان کے فاصلوں کو ختم کر دیا رابطہ کے سماجی اور غیر سماجی وسائل نے انسانی ذہنوں کو حیران و ششدر کر دیا ہے وہیں اس کے ذریعہ سوشل میڈیا نے نہ صرف مسلم معاشرے میں بلکہ پوری دنیا میں لاتعداد برائیاں پیدا کر دی ہیں جن کو لکھنے کے لیے ایک دفتر کی ضرورت پڑے گی اور کچھ کا لکھنا انتہائی شرمندگی کا باعث ہوگا آج اس کی وجہ سے ہمارے اور خاص کر ہمارے نوجوانوں اور بچوں میں جو آگے کی نسل ہوگی بڑا اثر ڈالا ہے اور آداب اور تہذیب کا خاتمہ کرتا جارہا ہے۔ہمیں آنکھیں کھلی رکھنے کی ضرورت ہے ہمیں اچھے اور برے کی تمیز باقی رکھنی ہوگی افواہوں اور جھوٹ (FALSE) سے بچنا ہوگا اور جھوٹ سچ کے درمیان فرق کو سمجھنا ہوگا اور اگر اس میں تمیز چھوڑ دیں گے تو ذلت کے عمیق گڑھے میں گرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔قرآن وحدیث میں افواہیں پھیلانے والوں اور جھوٹوں پر لعنت کی وعید آئی ہے:

ترجمہ: تم فرما دو زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔(القرآن، سورہ انعام آیت ۱۰)

ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔(القرآن سورہ ہود آیت ۱۸)

ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔(القرآن سورہ آل عمران آیت ۸۷)

منافق ضرور جھوٹے ہیں۔(القرآن سورہ نور آیت ۷)

وغیرہ وغیرہ جس پر اللہ کی لعنت ہو فرشتوں کی لعنت ہو تمام انسانوں کی لعنت ہو وہ کیسے ترقی کریگا کیسے فلاح پائے گا۔گھوڑے کی نالی دروازے تو کیا ماتھے پر بھی ٹھوک لے گا بھالو کا بال باندھنے کے بجائے پوری کھال بھی اوڑھ لے گا برکت آنے والی نہیں ایمان وعقیدہ سدھارنے کی سخت ضرورت ہے جھوٹ بولنے سے رزق میں کمی آتی ہے برکت اٹھالی جاتی ہے جھوٹ سے ان گنت نقصانات ہیں اس چھوٹے سے مقالہ میں لکھنا مشکل ہے اللہ کے رسول نے فرمایا کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ کسی کی کہی ہوئی بات پھیلانا شروع کر دے ہمارے نوجوانوں اور تمام مسلمانوں کو اس حدیث سے سبق لینا چاہیے کہ موبائل میں کوئی میسج آیا کہ لگے اس کو FORWARD کرنے، لگتا ہے کہ یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہے اللہ سمجھ عطا فرمائے اور بچائے۔خدارا اس سے بچیں اور موبائل کی وہ چیزیں جو انتہائی شرمناک اور خطرناک ہیں ان سے بھی بچیں ورنہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے آمین ثم آمین ☆☆☆

برکاتِ ماہِ رمضان

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

اللہ رب العالمین نے سال کو بارہ مہینوں پر تقسیم فرمایا ہے اور ہر ایک مہینے کو برابر نہیں کیا، بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور جن دنوں، مہینوں کو فضیلت سے نوازا ہے ان میں عبادات کے ثواب کو بھی بڑھا دیا ہے، اس حیثیت سے ماہِ رمضان المبارک کو بڑی خصوصیات اور فضائل حاصل ہیں۔ یہ مہینہ یقیناً خیر و برکت کا مہینہ ہے، تقویٰ و پرہیزگاری کا مہینہ ہے، ہر طرف اس ماہِ مبارک میں رحمت و نور کی بارش ہوتی ہے، خدائے قدیر نے اس کی فضیلت خود قرآن حکیم میں بیان فرمائی ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

روزہ اور قرآن: اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے تاکہ تم گناہوں سے بچو (یہ) چند دنوں کا ہے پھر تم میں کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو (اور روزے نہ رکھ سکے) تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کرے (یعنی قضا کرلے) اور جو طاقت نہیں رکھتے (یعنی شیخ فانی ہوں) وہ فدیہ دیں ایک مسکین کا (دونوں وقت کا) کھانا پھر جو زیادہ بھلائی کرے (یعنی مقدار سے زیادہ دے) تو یہ اس کے لیے بہتر ہے (زیادہ ثواب کا باعث ہے) اور (ان حالات میں بھی) روزہ رکھنا تمھارے لیے بہتر ہے اگر جانو (یعنی سمجھ سے کام لو)۔

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا لوگوں کی ہدایت کو اور حق و باطل میں جدائی بیان کرنے کے لیے تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس (پورے مہینے کا) روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے، اللہ تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے، سختی کا ارادہ نہیں فرماتا اور تمھیں چاہیے کہ تم گنتی پوری کرو (اور اللہ کی بڑائی بولو کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور اس امید پر کہ اس کے شکر گزار ہو جاؤ۔ (سورہ بقرہ: ۲/۱۸۳ تا ۱۸۵)

ان آیات سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

(۱)- روزہ امتِ محمدیہ پر فرض ہے اور جب فرض ہے تو اس کا ترک یقیناً گناہ ہے۔

(۲)- مختلف اوقات اور ایام میں روزے سابقہ تمام امتوں پر فرض تھے، لہٰذا امتِ محمدیہ کے تمام افراد کو اس کا اور زیادہ لحاظ اور اہتمام کرنا چاہیے اور اس سے غفلت بڑی شرم کی بات ہے۔

(۳)- روزے کا مقصد تقویٰ و پرہیزگاری ہے، یعنی صرف روزہ ہی نہیں رکھنا ہے، دوسرے تمام گناہوں سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنا ہے، یعنی روزہ تزکیۂ نفوس اور اصلاحِ قلوب کا ذریعہ ہے۔

(۴)- روزہ ایک مہینے کا ضرور ہے لیکن یہ ایام بھی تھوڑے ہیں کہ بہت جلد گزر جاتے ہیں، اللہ کی عبادت کا شوق رکھنے والوں پر گراں نہیں ہوتے، البتہ نافرمانوں پر ضرور بھاری ہوتے ہیں، ان پر ایک دن کا روزہ بھی بھاری ہوتا ہے۔

(۵)- مریض اگر سخت مرض میں گرفتار ہے اور یقیناً روزہ اس کے لیے تکلیف کا باعث ہے یا مرض کے طول پکڑنے کا اندیشہ ہے تو اس کے لیے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور دوسرے دنوں میں ان کی قضا کرے۔

(۶)- تین دن کی راہ کا جو سفر کرے (جس کی مقدار آج کل کے حساب سے ۹۲/ (بانوے) کلومیٹر ہے، اس کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے، اور اگر رکھ لے تو بہتر ہے، نہ رکھنے کی صورت میں دوسرے دنوں میں قضا کرنا فرض ہے۔

مریض اور مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی صرف اجازت ہے، نہ رکھنا ضروری نہیں، کیوں کہ رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کو دوسرے دنوں میں بھرنا (قضا کرنا) آسان نہیں مشکل ہوتا ہے اور اگر ذرا سی غفلت ہوئی تو یہ روزے رہ جاتے ہیں، دوسرا رمضان آجاتا ہے، اس لیے قرآن پاک نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اجازت کے دنوں میں بھی روزہ رکھنا ہی بہتر ہے اور یہ سمجھ داری کی بات ہے۔

(۷)- جو بوڑھے مرد یا عورت کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ آئندہ ان کو ایسی طاقت کی امید کہ روزہ رکھ سکیں، اس کو شیخ

فانی کہتے ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ ہر روزے کے بدلے نصف صاع یعنی دو کلو پینتالیس گرام گندم (گیہوں) یا اس کا دوگنا (۴؍ کلو ۹۰؍ گرام) جو صدقہ کریں یا ان کی قیمت مساکین کو دیں اور اگر فدیہ کے بعد طاقت آجائے تو روزہ رکھنا ضروری ہے۔

(۸)- رمضان کا مہینہ جس میں روزے فرض کیے گئے ہیں اس لحاظ سے بھی اہمیت و فضیلت کا حامل ہے کہ اس میں خدائے ذو الجلال کا مقدس کلام قرآن پاک نازل ہوا، اللہ نے اس کا بطور خاص ذکر کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جس مہینے یا دن میں کوئی باعظمت چیز ہے وہ مہینہ اور دن بھی باعظمت ہو جاتا ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ روزہ اللہ نے باعظمت مہینے میں فرض کیا ہے، تاکہ بندہ روزہ کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی عظمتوں سے بھی ہم کنار ہو جائے۔

(۹)- روزے کا فدیہ غربا و مساکین کی امداد کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔

(۱۰)- روزے کا فدیہ مقرر ہے کہ اتنا دینا واجب لیکن اس میں اضافہ کرنا بہتر ہے تاکہ دینے والے کو ثواب ملے اور غربا و مساکین کا بھلا ہو اور اس اضافے کی کوئی مقدار معین نہیں یعنی جو جس قدر چاہے بڑھاتا جائے اور ثواب میں بڑھتا جائے۔

(۱۱)- قرآن لوگوں کے لیے ہدایت کی کتاب ہے اور جو حق و باطل کا فیصلہ چاہے صدق دل سے قرآن کا مطالعہ کرے، اسے پتہ چل جائے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

(۱۲) پورے ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں، کمی کی کوئی گنجائش نہیں، اس لیے اگر کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھا تو اس کی قضا فرض ہے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ مسافر اور مسکین کو رخصت دے کر آسان فرمانا چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا، کیوں کہ وہ غفور رحیم ہے، روزہ میں جو ذرا سختی ہوتی ہے اس کا مقصد بندوں کو پریشانی میں ڈالنا نہیں بلکہ ان کے ایمان و روحانیت میں اضافہ کرنا اور جسمانی صحت سے ہم کنار کرنا ہے جو اس کی رحمت کی نشانی ہے۔

(۱۴) - اور اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے مومنو! تم رمضان کے روزوں کی مدت پوری کرو، کمی نہ کرو اور اللہ نے تمھیں جو ہدایت دی اور روزوں کی عظیم عبادت سے سرفراز فرمایا اس کی تکبیر بولو، یعنی اس کی بڑائی بیان کرو اور کثرت سے اللہ اکبر کا ورد کرو۔ بعض مفسرین نے فرمایا، اس سے تکبیرِ عید مراد ہے۔

قرآن پاک کی مذکورہ آیات کے بعد ایک آیت میں بندوں کو رب عز و جل نے اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور دعا کرنے کی ترغیب دی ہے کہ شاید بندہ روزہ رکھ کر اپنے کو بوجھل نہ سمجھنے لگے اور اس کے روزے میں اکتاہٹ نہ آجائے، ارشاد فرمایا:

"اور اے محبوب! جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں (کہ میں دور ہوں یا نزدیک تو انھیں جواب دو) کہ میں نزدیک ہوں، دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے، تو انھیں چاہیے کہ میری بات قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں اس امید پر کہ راہ پائیں۔" (بقرہ،۲/۱۸۶)

آگے ارشاد ہوتا ہے:

"روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمھارے لیے حلال ہوا (جب کہ پہلے صرف عشاء تک حلال تھا)) وہ تمھاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمھاری توبہ قبول کی اور تمھیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو (راتوں میں) اور طلب کرو جو اللہ نے تمھارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمھارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔" (بقرہ:۲/۱۸۷)

ان آیات میں یہ مسائل و فوائد سامنے آتے ہیں:

(۱۵)- ماہِ رمضان میں راتوں کو صرف عشا تک صحبت کی اجازت تھی، مگر جب اس سلسلے میں بعض حضرات سے خطا سرزد ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے پوری رات اجازت دے دی تاکہ بندوں کو دشواری پیش نہ آئے، اور جو غلطی ہو گئی اس کی معافی کا بھی اعلان کر دیا۔

(۱۶)- صحبت کرو۔ کا حکم اباحت کا ہے وجوبی نہیں، یعنی ایسا کرنا تمھارے لیے مباح ہے، جسے حاجت پیش آئے وہ رات میں صحبت اختیار کر سکتا ہے۔

(۱۷)- راتوں کو کھانے پینے کا حکم دے کر وقت بھی بیان کر دیا گیا کہ طلوع فجر تک کھانے کی اجازت نہ کہ اس کے بعد۔ آیت میں رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبحِ صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی ہے، معنی یہ ہیں کہ تمھارے لیے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبحِ صادق تک مباح فرمایا گیا۔

(۱۸)-ایک مسئلہ یہ بیان کیا گیا کہ جو اعتکاف کی حالت میں وہ اپنی عورت سے قربت نہیں کر سکتا نہ مسجد میں نہ مسجد سے باہر، یعنی معتکف دن میں تو تمام ممنوعات سے بچے گا، رات میں کھانے پینے کی تو اجازت ہوگی مگر بیوی سے قربت رات میں بھی ممنوع و حرام ہوگی۔ اوپر کی آیت میں رات کو قربت کی اجازت دی گئی تھی اس سے اگر شبہہ ہوتا تو اس آیت سے دور ہو جاتا ہے۔

روزہ حدیث رسول کی روشنی میں: ذیل میں روزہ اور ماہ رمضان کے فضائل و برکات پر وارد چند احادیث رسولِ کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) کا ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ ہماری آنکھیں کھلیں، روزہ و رمضان کے مقام و مرتبے کو جانیں پہچانیں اور کوتاہی و غفلت سے دور بھاگیں۔

سرکارِ اقدس نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا:

◘ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث ۱۸۹۹، ابو ہریرہ)

◘ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (بخاری، حدیث:۱۸۹۸)

◘ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث:۱۰۷۹)

◘ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ:

جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تو ان میں کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے:

اے خیر طلب کرنے والے! متوجہ ہو۔ اور اے شر کے چاہنے والے! باز رہ۔ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی، حدیث:۶۸۲)

◘ اور امام احمد و نسائی کی روایت انھیں (ابو ہریرہ) سے ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

رمضان آیا، یہ برکت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بے شک محروم رہا۔ (سنن نسائی، حدیث:۲۱۰۳)

◘ ابنِ عباس روایت کرتے ہیں:

جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ ﷺ سب قیدیوں کو رہا کر دیا کرتے اور ہر سائل (مانگنے والے) کو عطا فرماتے۔

(شعب الایمان، بیہقی، حدیث:۳۶۲۹)

◘ رمضان کی آخر شب میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے، عرض کی گئی کیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں، لیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے جب کام پورا کر لے۔

(مسند امام احمد، از: ابو ہریرہ، حدیث:۷۹۲۲)

◘ حضرت سلمان فارسی سے شعب الایمان بیہقی میں ہے کہ:

رسولِ خدا ﷺ نے شعبان کے آخری دن میں وعظ فرمایا:

○ اے لوگو! تمھارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا۔ وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

○ اس کے روزے اللہ نے فرض کیے۔

○ اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) ہے۔

○ جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر (۷۰) فرض ادا کیے۔

○ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔

○ اور یہ مہینہ مواسات (غم گساری اور بھلائی) کا ہے۔

○ اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

○ جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا، بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔

ہم نے عرض کی یارسول اللہ ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے افطار کرائے۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خرما (چھوہارا) یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے۔

○ اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھانا کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ (باقی ص:۲۵ پر)

رمضان کی عظمت اور روزہ کی حقیقت

مفتی محمد کمال الدین اشرفی

روزہ اللہ تعالیٰ کی ایک قیمتی نعمت ہے اور ایک سخت عبادت بھی، اس میں انسانی خواہشات اور نفسانی رغبتوں کی بندش ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ہمیں خیر الامم کا درجہ دیتے ہوئے روزے کی فرضیت کو صرف امت محمدیہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں رکھا بلکہ ان سے قبل جتنی بھی امتیں گزری ہیں کسی کو بھی اس عبادت کی فرضیت سے آزاد نہیں کیا۔

البتہ پہلی امتوں کے روزے کی صورت ہمارے روزوں سے مختلف تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام پر چاند کے ہر مہینے تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے فرض تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن روزہ رکھتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محرم کی دس تاریخ یعنی عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر صرف رمضان ہی کے روزے فرض تھے۔

شیخ التفسیر ملا احمد جیون علیہ الرحمہ پچھلی امتوں کے روزے کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

پہلے صرف سال میں ایک ہی روزہ عاشورہ کے دن فرض ہوا تھا پھر یہ منسوخ ہو کر چاند کی تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تاریخوں کے روزے فرض ہوئے پھر یہ بھی منسوخ ہو کر رمضان کے روزے فرض ہوئے مگر لوگوں کو اختیار تھا کہ چاہے روزہ رکھیں چاہے فدیہ ادا کریں پھر یہ اختیار منسوخ ہو کر روزہ لازم ہوئے مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پہلے جو چاہو کھالو سو کر کچھ بھی نہیں کھا سکتے پھر یہ بھی منسوخ ہو کر صبح تک کھانے پینے کا اختیار دیا گیا مگر جماع پھر بھی حرام رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آنے پر رات میں بھی یہ حلال کر دیا گیا۔ (تفسیرات احمدیہ، ص:۵۳)

رمضان کی تحقیق:

رمضان ”رمضاء“ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے ”گرم پتھر“ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرب کے قبیلہ والے شدید گرمی کے موسم میں روزے رکھا کرتے تھے لہٰذا جب ان لوگوں نے مہینے کا روزہ رکھنا چاہا تو ان ایام میں یہ مہینہ انتہائی گرمی کے موسم میں آیا۔ چنانچہ اسی مناسبت سے اس کا نام رمضان رکھا گیا۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس مہینے کو رمضان اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ماہ مقدس گناہوں کو جلا دیتا ہے جیسے آگ سونے کو جلا کر اس کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ اس کو صاف و شفاف کر لیتی ہے اسی طرح اس مہینے کی عبادتیں اور نیکیاں مسلمانوں کو گناہوں سے پاک و صاف کر دیتی ہیں۔ خدا کے قریب کر دیتی ہیں۔ اسلامی سال کے بارہ مہینوں میں صرف رمضان ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کا نام قرآن عظیم میں ملتا ہے، باقی دوسرے مہینوں کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ“

رمضان کے کل اسماء: ماہ رمضان کے کل چار نام ہیں:

(۱) ماہ رمضان (۲) ماہ صبر (۳) ماہ مواسات (۴) ماہ وسعت رزق۔

رمضان یا تو رحمٰن کی طرح اللہ تعالیٰ کا نام ہے چوں کہ اس ماہ میں رات و دن اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے اس لیے ماہ رمضان یعنی اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہا جاتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

لا تقولوا جاء رمضان و ذهب رمضان ولكن قولوا جاء شهر رمضان فان رمضان اسم من اسماء الله تعالىٰ. (تفسیر روح البیان)

ترجمہ: یوں نہ کہو کہ رمضان آیا اور چلا گیا بلکہ یوں کہو کہ ماہ رمضان آیا اور چلا گیا کیوں کہ رمضان اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

kamalmisbahi786@gmail.com

اور اس کا دوسرا نام ماہ صبر اس لیے ہے کہ روزہ رکھنا ایک صبر ہے جس میں انسان بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرتا ہے اور روزہ رمضان ہی کے مہینے میں رکھا جاتا ہے اور ماہ مواسات اس لیے کہتے ہیں کہ مواسات کا معنیٰ ہے بھلائی کرنا۔ چونکہ اس ماہ میں سارے مسلمانوں سے اور خصوصاً اہل قرابت سے بھلائی کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے اس لیے اسے ماہ رمضان کہتے ہیں اور پھر چونکہ اس مہینے میں رزق کی فراخی بھی ہوتی ہے اور غرباء و مساکین بھی اطمینان و سکون کے ساتھ اس مہینے میں کھاتے پیتے ہیں اس لیے اسے ماہ وسعت رزق بھی کہا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

وهو الشهر الصبر والصبر ثوابه الجنة و شهر المواسات و شهر يزاد فيه رزق المومن .

(مشکوۃ شریف ص ۱۷۴)

رمضان کے حروف کی توضیح :

بعض اہل علم نے رمضان کے حروف کی توضیح میں کہا ہے کہ رمضان میں پانچ حروف ہیں "ر" "م" "ض" "ا" "ن" حرف راء سے مراد رحمت الٰہی ہے۔ میم سے مراد محبت الٰہی ہے۔ الف سے مراد امان الٰہی ہے۔ اور نون سے مراد نور الٰہی ہے۔ اور رمضان میں پانچ عبادتیں مخصوص ہیں (۱) روزہ (۲) تراویح (۳) تلاوت قرآن (۴) اعتکاف (۵) شب قدر کی عبادت۔

جو کوئی صدق دل سے یہ پانچوں عبادتیں ادا کرے وہ ان پانچ انعام کا مستحق ہے جو رمضان کے پانچ حروف سے منصوب ہیں۔

(کیا آپ جانتے ہیں ص ۳۷۳)

رمضان کا فیضان عام:

رمضان المبارک عبادت، ذکر، تلاوت اور زہد و تقویٰ کا ایسا عالمی موسم اور جشن عام کا مہینہ ہے جس میں عالم اسلام کے تمام مسلمان خواہ وہ عالم ہو یا جاہل امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا رعایا، آقا ہو یا غلام ہر قسم اور ہر گروہ کے لوگ ایک ہی پلیٹ فارم پر آکر ایک دوسرے کے شریک و رفیق اور ہمدم نظر آتے ہیں یہ رمضان ایک ہی وقت میں ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر دیہات میں آتا ہے امیر کے محل اور غریب کی جھونپڑی دونوں میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نا کوئی شخص خود سری اور خود آرائی کرتا ہے نہ روزے کے لیے دونوں کے انتخاب میں کوئی انتشار و جھگڑا پیدا ہوتا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورے اسلامی معاشرے پر نور و نکہت کا ایک وسیع شامیانہ سایہ فگن ہے اور جو لوگ روزہ کے معاملہ میں سست اور کاہل ہیں وہ بھی عامۃ المسلمین سے جدائیگی و علیحدگی کے خوف اور شرم و حیا سے روزہ رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں اور اگر کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے تو شرم کے مارے چھپ کے کھاتے پیتے ہیں۔

رمضان المبارک کا روزہ ایک ایسا اجتماعی اور عالمی روزہ ہے جس سے خود بہ خود ایک ایسی سازگار اور خوشگوار فضا پیدا ہوتی ہے جس میں روزہ رکھنا آسان معلوم ہوتا ہے دل نرم ہوتا ہے اور لوگ عبادت وطاعت اور ہمدردی و غمخواری کے کاموں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

روزہ کے لیے رمضان کا انتخاب:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزوں کو رمضان کے مہینے میں فرض کیا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رمضان ہی وہ مقدس اور عظمت والا مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور گم کردہ راہ انسانیت کو صبح صادق نصیب ہوئی اس لیے یہ مناسب تھا کہ جس طرح صبح صادق کا طلوع ہونا روزے کے آغاز کے ساتھ ہو ٹھیک اسی طرح رمضان کو بھی (جس میں مسلسل طویل تاریک رات کے بعد پوری انسانیت اور عالم اسلام کی صبح ہوتی ہے) روزے کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے نیز اپنی رحمت و برکت و نسبت باطنی روحانیت اور نسبت باطنی کے لحاظ سے بھی یہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل اور اس کا مستحق تھا کہ اس کے دنوں کو روزے سے اور راتوں کو عبادت سے آراستہ کیا جائے جس کی علت اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید میں بیان فرمائی۔ شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن۔۔

رمضان اور قرآن کے درمیان بہت گہرا تعلق اور خصوصی مناسبت ہے اس لیے حضور ﷺ رمضان شریف میں تلاوت قرآن کا زیادہ سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے لیکن رمضان میں جب جبرئیل امین آپ سے ملنے آتے اس زمانے میں سخاوت کا معمول اور بڑھ جاتا حضرت جبرئیل رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے اور قرآن مجید کا دور کرتے اس وقت جب جبرئیل سے آپ ملتے تو آپ سخاوت داد و دہش اور نیک کاموں میں ہوا سے بھی تیز نظر آتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مناسبت کو اپنے ایک مکتوب میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

اس مہینے کو قرآن مجید کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے اور کسی مناسبت کی وجہ سے قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔ (مکتوبات امام ربانی، دربیان روزہ)

روزے کا فلسفہ :

روزے کا فلسفہ خود پروردگار عالم نے بیان فرمادیا ہے کہ میں نے تم پر روزے اس لیے فرض کیا تاکہ تم "متقی و پرہیز گار" بن جائو جیسا کہ لعلکم تفلحون سے معلوم ہوتا ہے۔ روزہ ہی کو یہ امتیازی حیثیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی دوسری عبادات سے احکام میں صفت تقویٰ سے متّصف ہونے کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ انسان میں نیکی کا جوہر اور تقویٰ کا نور ہر عبادت پیدا کرتی ہے۔

تقویٰ کی حقیقت :

تقویٰ اس جوہر اخلاق کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت سے مل کر پیدا ہوتا ہے۔ خدا کی رحمت اور اس کے بے شمار احسانات کے حقیقی شعور سے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ سے محبت کا جذبہ ابھرتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے قہر و غضب اور اخروی سزاؤں کے تصور سے خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے اسی جذبۂ محبت و خشیت سے مل کر دل میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسی کا نام تقویٰ ہے اور یہ قلبی کیفیت روزہ رکھنے ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

روزے میں تقویٰ کا تصور:

اس کو سمجھنے کے لیے روزے کی بنیاد اور اس کا قانون پہلے سمجھنا ضروری ہے۔ روزے کا بنیادی اور قانونی وجود تین باتوں پر منحصر ہے۔

صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کچھ نہ کھانا کچھ نہ پینا اور جنسی خواہشات پوری نہ کرنا دوسرے لفظوں میں روزے کا اصل اور بنیادی قانون یہ ہے کہ روزے کی حالت میں کھانے اور پینے اور جنسی خواہشات سے اجتناب و پرہیز ہی روزے کی اصل اور حقیقت ہے۔

پھر جب ہم نفس اور جسم کے مطالبات پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اندر یہی تینوں مطالبے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور یہی سب سے زیادہ طاقت ور ہیں کیوں کہ غذا کے مطالبے پر بقائے حیات کا انحصار ہے اور صنفی مطالبے پر بقائے نوع کا انحصار ہے۔ انسان زندہ رہنے کے لیے کھانے پینے اور نسل کو باقی رکھنے کے لیے جنسی ملاپ کا ہر حال میں ضرورت مند ہے یہ تینوں مطالبے اپنی حد کے اندر ہیں تو عین منشائے فطرت ہیں لیکن جب یہ اپنی حد سے تجاوز کر جاتے ہیں تو پھر یہ انسان کو اپنا غلام بنا لیتے ہیں اور انسان ان مطالبات اور تقاضوں کو پورا کرنے میں ہر دم لگا رہتا ہے وہ اس قدر ان خواہشات کے جال میں پھنس جاتا ہے کہ بسا اوقات انسانیت سے حیوانیت کی منزل تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی زندگی کا بس ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ بھلا جیسے بھی ہو جائز یا ناجائز طریقے سے جسم اور نفس کی اور خواہشات کی ہر دم تکمیل ہوتی رہے یونہی انسان گناہوں کے دلدل میں پھنستا جاتا ہے اور اس کی زندگی تباہ و برباد ہونے لگتی ہے۔

لیکن جب ایک انسان روزہ رکھتا ہے تو روزہ نفس کی ان بنیادی اور طاقتور خواہشات کو اپنے قانون اور ضابطہ کی گرفت میں لے لیتا ہے اور ان کی آزادی پر قابو و کنٹرول کی مشق کراتا ہے روزہ ایک بندۂ مومن کو یہ سبق سکھاتا ہے ہے کہ تیرے خدا نے جو تیرا رازق ہے وہ آج دن بھر کے لیے تجھ پر دانہ و پانی حرام کر دیا ہے تیری صنفی خواہشات پر بھی آج پابندی عائد کر دی ہے۔ پیاس کی شدت سے حلق میں کانٹے پڑے ہوتے ہیں منہ سے آواز تک اچھی طرح نہیں نکل پاتی۔ ٹھنڈا پانی پاس رکھا رہتا ہے اور نفس بے تاب ہو کر اسے ہونٹوں سے لگا لینا چاہتا ہے مگر اس کا روزہ ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور انسان خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس حلال اور طیب و طاہر پانی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے انسان بھوک کی شدت سے نڈھال ہو جاتا ہے اور گھر میں عمدہ و لذیذ کھانا موجود ہوتا ہے پھر بھی رضائے الٰہی کے خاطر اس کا ذہن بھی ادھر ادھر نہیں جاتا اور یہی حال دوسری خواہشات کا بھی ہوتا ہے۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ روزہ روزے دار کو اس کی بھی تعلیم دیتا ہے کہ تیرے رب کی خوشی اسی میں ہے کہ دن بھر کی بھوک و پیاس کے بعد جو تو افطار کرے تو نڈھال ہو کر لیٹ نہ جاؤ بلکہ اٹھ کر عام دنوں سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور نماز عشاء کے ساتھ نماز تراویح بھی پڑھو اور جب تراویح کی لمبی رکعتوں سے فارغ ہو کر آرام کے لیے نیند کی آغوش میں سو جائو تو صبح تک مدہوش ہو کر مت سو بلکہ خلاف معمول صبح صادق سے پہلے اٹھ کر کچھ کھا پی لو پھر نماز فجر ادا کرو۔

یہ صرف ایک دن کی بات نہیں بلکہ مسلسل ایک مہینہ یہ مشق کرائی جاتی ہے اور صرف ایک ہی ماہ نہیں بلکہ سن بلوغ سے لے کر مرتے دم تک ہر سال ایک مہینہ یہ مشق بار بار دہرائی جاتی ہے۔

اس طرح ہر سال پورا ایک مہینہ نفس کے ان تین بڑے مطالبات اور خواہشات کو مسلسل کنٹرول میں رکھنے اور ان کے آزادی پر پابندی لگانے سے انسان کے اندر یہ طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق اپنے نفس پر حکومت کر سکے اور انسان نفس کا تابع و مطیع نہیں بلکہ خود اس کا حاکم بنے جو انسان اپنے نفس کی ان بڑی خواہشات کو اپنے قابو میں لے لیتا ہے تو وہ دوسری چھوٹی خواہشات کو بھی بڑی آسانی سے اپنی گرفت میں کر لیتا ہے جس کی بدولت احکام الٰہی کی اطاعت اور دین اسلام کی پیروی و اتباع میں نفس اور شیطان کے تمام مزاحمتوں اور رکاوٹوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتا ہے اور شریعت مطہرہ پر کما حقہ عمل کر کے صحیح معنوں میں ایک خدا ترس اور متقی انسان بن سکتا ہے۔

روزے کی خصوصیات :

یہ جان لینے کے بعد کہ روزہ انسان کو تقویٰ کے حقیقی جوہر سے آراستہ کرتا ہے، اب مزید جاننے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ جس شخص میں تقویٰ کا نور پیدا ہو جاتا ہے اس کا ہر کام رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے کیوں کہ تقویٰ وہ چیز ہے جس کے دامن میں دین اسلام کی تمام مطلوبہ چیزیں سمائی ہوئی ہیں لیکن پھر بھی بعض صفات اور اعمال ایسے ہیں جو روزے کے بڑے نمایاں اور اہم ثمرات کی حیثیت رکھتے ہیں جس میں سے چند یہ ہیں۔

صبر: روزے سے صبر کی صفت پروان چڑھتی ہے، انسان بھوک و پیاس کو برداشت کر کے راہ حق میں مختلف مصائب و مشکلات کو برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے، شدید گرمی میں بھوک اور پیاس کی شدت مومن کے روزے میں کوئی خلل پیدا نہیں کر سکتی، پھر جب ایک مرد مومن مسلسل روزہ رکھ کر اس میں کامیاب ہو جاتا ہے اور مفلسی اور بے چارگی کے کٹھن اوقات میں صبر و تحمل کی عادت پڑ جاتی ہے اور توکل و قناعت کی اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے کبھی بھی حرف گلہ و شکوہ زبان پر نہیں لاتا اور وقت پر جو کچھ روکھا سوکھا نصیب ہوتا ہے اسے ہی کھا پی کر پروردگار عالم کا شکر بجا لاتا ہے چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ اسی کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا۔ اور روزہ صبر کا مہینہ ہے اور اس کا ثواب جنت ہے۔

مساوات: روزہ مساوات کے شعور کو مضبوط سے مضبوط تر کر دیتا ہے اس مہینے میں امیر و غریب، راعی و رعایا خاص اور عام غرض کہ امت مسلمہ کے سارے ہی افراد نمایاں حد تک ایک سی حالت میں ہوتے ہیں، سب کے سب غلامی کے ایک ہی سطح پر کھڑے ہوتے ہیں، سب کے چہروں سے ایک ہی اقتدار کی محکومی کا اعلان ہوتا ہے، یہی صورت حال ان کے اندر سے اونچ نیچ اور امیر و غریب کے تصور کو نکال کر باہر کر دیتی ہے اور اس طرح ملت اسلامیہ کی پوری فضا پر حقیقی مساوات کے اسلامی ماحول کا گہرا رنگ چھا جاتا ہے۔

غمخواری کا جذبہ: روزہ رکھنے سے جذبۂ غمخواری پیدا ہوتا ہے۔ ایک امیر انسان روزہ رکھتا ہے تو اس کو بھوک اور پیاس کی حالت میں ان بے کسوں اور محتاجوں کی یاد ضرور آتی ہے جو نان شبینہ کو بھی ترستے ہیں، جن کے لیے اپنے اور بال بچوں کے پیٹ کی آگ بجھانا مشکل ہوتا ہے جو کئی کئی وقت فاقہ کر کے نہایت ہی عسرت و تنگدستی کے عالم میں زندگی گذارتے ہیں، پھر یہ احساس اغنیا کے دلوں میں رحم کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور ایمانی غیرت و حمیت کے باعث ان غریبوں اور ناداروں کی امداد و اعانت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

نفسانی خواہشات پر قابو: روزہ نفسانی خواہشات پر کنٹرول بھی رکھتا ہے اور لگام لگاتا ہے، کیوں کہ روزے کی حالت میں جو انسان مسلسل ایک دن جائز طریقوں سے بھی نفسانی خواہشات کی تکمیل سے اجتناب کرتا ہے بھلا وہ ناجائز طریقے سے کس طرح اپنی خواہش پوری کر سکتا ہے بھوک اور پیاس سے انسان کی ہوش کی تیزی اور شہوت کی شدت میں تخفیف پیدا ہوتی ہے اس لیے تو حضور اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو جسے نکاح کی ضرورت ہو مگر اس کے معاشی حالات اجازت نہ دیتے ہوں تو اسے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔

برے کاموں سے اجتناب اور نیک کاموں کی رغبت: روزہ نہ صرف خواہشات نفسانیہ پر قابو رکھنے کی طاقت پیدا کرتا ہے بلکہ روزہ ایک انسان کو تمام برائیوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ روزہ دار کو ہر وقت یہ شعور ہوتا ہے کہ کھانا پینا تو اس کے روزے کو فاسد کر دیتا ہے لیکن ان کے علاوہ دوسرے برے کام بھی اس کے روزہ کو مکروہ کر دیتے ہیں وہ اپنے روزہ کو کراہت سے محفوظ رکھنے کے لیے خلاف شرع کاموں سے اجتناب کرنے کی بھرپور کوشش میں لگا رہتا ہے۔

روزہ رکھ کر انسان ایک طرف برے کاموں سے بچتا ہے تو دوسری طرف زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے اجر و ثواب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کیوں کہ وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں ہر نیکی کا ثواب ستر (۷۰) گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

قرآن کی تلاوت کرنا کثرت سے نوافل پڑھنا تراویح کی نماز پڑھنا، صدقہ وخیرات کرنا، روزہ افطار کرنا غرض ہر قسم کی عبادتیں اور نیکیاں حاصل کرکے انسان خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جوں ہی رمضان کا مہینہ قریب ہوتا ہے تو انسان کے اندر نیکی کرنے کی رغبت پیدا ہونے لگتی ہے اور رمضان ختم ہونے پر مہینوں تک اس کا اثر دیکھنے کو ملتا ہے۔

مقصود زندگی کا سبق:

انسان کی زندگی اور اس کی حیات کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی :

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون .

سے ظاہر ہے مگر دنیا میں قدم رکھنے کے بعد انسان اس رنگین و خوشنما دنیا میں اس طرح کھو جاتا ہے کہ وہ عبادت الٰہی کے بجائے کھانا پینا اور نفس کے تقاضوں کو پورا کرنا ہی مقصود حیات سمجھ لیتا ہے اور پھر اس کی تمام تر توجہات اور کوششیں پیٹ بھرنے اور نفس پروری میں صرف ہونے لگتی ہیں۔

لیکن جب ایک انسان ایک ماہ مسلسل روزہ رکھتا اور کھانا پینا، اور جنسی خواہشات کی تکمیل سے باز رہتا ہے تو یہ روزہ انہیں اپنے مقصد تخلیق کی طرف توجہ دلاتا ہے اسے اس بات کا سبق سکھاتا ہے کہ اے غافل انسان! کھانا پینا اور جنسی خواہشات کو پوری کرنا ہی تمھاری زندگی کا مقصد نہیں ہے بلکہ تمھاری پیدائش اور اس خاکدان گیتی پر آنے کا مقصد تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

نفس کی غلامی سے نجات: نفس امارہ ہمیشہ انسان کو گناہ اور برے کاموں پر آمادہ کرتا رہتا ہے ایک مرد مومن ایمان کی دولت سے سرفراز ہونے کے بعد سب سے پہلے اسی ظالم نفس کی خباثتوں اور ریشہ دوانیوں سے بچنے کے لیے تدابیر اختیار کرتا ہے کیوں کہ جو نفس کی غلامی کی زنجیریں جکڑ جاتا ہے اس کی زندگی تباہ و برباد ہو جاتی ہے اس کے لیے کبھی ریاضت و مجاہدہ کرتا ہے کبھی ترک لذات اور ترک دنیا سے کام لیتا ہے اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل کر کے نفس کی غلامی اور سرکشی سے نجات حاصل کرتا ہے اور اپنی پوری زندگی عبادت خالق اور خدمت خلق کے لیے وقف کر دیتا ہے۔

ایک انسان جب مسلسل ایک مہینہ روزہ رکھتا ہے تو ان روزوں کی بدولت اسے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کا ایک بہترین موقع فراہم ہوتا ہے ہر ایک سال کا مہینہ مکمل طور سے لہو ولعب بیہودگی، چغل خوری، غیبت، کذب بیانی، حرام خوری اور دیگر منہیات شرعیہ سے اجتناب کرتا ہے زیادہ کھانے پینے اور زبان کی لذتوں سے اپنے کو محفوظ رکھتا ہے اور آہستہ آہستہ نفس پر غلبہ حاصل کرکے اس کی سرکشی اور غلامی سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

روزہ کے جسمانی فوائد: طبی نقطۂ نظر سے روزہ کی افادیت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اطبائے متقدمین سے لیکر دور حاضر کرکے ماہرین تک اسلامی روزہ کی تعریف و توصیف میں ہر ایک رطب اللسان ہیں اور اس کے جسمانی فوائد ہر ایک کے نزدیک مسلم الثبوت ہیں۔

ارسطو، فیثا غورث اور بطلیموس جیسے حکمائے متقدمین کا ماننا ہے کہ روزہ تزکیہ قلب اور دماغ کی صفائی کا بہترین علاج ہے "ایک یورپی غیر مسلم ڈاکٹر نے روزہ کا جائزہ لینے کے لیے خود روزہ رکھا تا کہ اپنی ذات پر روزہ کا اثر دیکھ سکے اور اس کا تجزیہ کر سکے۔ روزہ رکھنے کے بعد وہ روزہ سے متعلق اپنا تاثر یوں پیش کیا:

"روزہ نہ تو کام سے روکتا ہے نہ کام کرنے والے کی قوت و توانائی سست کرتا ہے بلکہ روزہ سے فاسد جسمانی مادے جل جاتے ہیں بعض اعضا میں کم طاقت ضرور پیدا ہوتی ہے مگر وہ مضر نہیں بلکہ اپنی توانائی کی بشارت ہے، روزہ انسان کو جسمانی مشقت سے نہیں روکتا، روزہ داروں کی سماعت و بصارت دونوں تیز ہو جاتی ہیں علاوہ ازیں جب غذائی بے اعتدالیوں سے ہاضمہ میں فتور ہو جاتا ہے تو جسمانی فضلات بروقت اور پورے طور پر خارج نہیں ہوتے بلکہ بطور غلاظت خون میں شامل رہتے ہیں، روزہ ان فضلات کے اخراج میں مدد دیتا ہے۔

(ماہنامہ استقامت، کانپور، بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ شمارہ فروری ۱۹۹۶ء)

جب تک آدمی کھانے پینے کے معاملے میں اعتدال سے کام لیتا ہے اور معدہ پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا ہے تو معدہ صحیح کام کرتا ہے اور نظام ہاضمہ درست رہتا ہے جس سے صحت ٹھیک رہتی ہے کیوں کہ صحت کا دارومدار قوت ہاضمہ پر ہی منحصر ہے مگر چونکہ انسان فطرتاً کھانے پینے کے معاملہ میں حریص ہوتا ہے، دسترخوان پر بیٹھنے کے بعد جب وہ اپنے سامنے انواع و اقسام کے لذیذ و نفیس کھانے کو دیکھتا ہے تو پھر وہ حفظان صحت کے سارے اصول بھول جاتا ہے اور آسودگی و شکم سیری کے معاملے میں کچھ بھی کسر نہیں چھوڑتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہاضمے کا نظام درہم برہم ہو کر

رہ جاتا ہے اور آگے چل کر یہی ہاضمہ کی گڑبڑی بہت سی بیماریوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے، جب کہ روزہ نظام ہاضمہ کو برقرار رکھنے اور معدہ کو تقویت پہنچانے میں ایک اہم رول ادا کرتا ہے۔

جب آدمی صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے سے روکا رہتا ہے تو اس کے معدہ کو آرام کرنے کا کافی موقع مل جاتا ہے اور افطار کے بعد معدہ پھر نئی طاقت وقوت کے ساتھ اپنا کام شروع کرتا ہے جس سے اس کا نظام ہاضمہ درست رہتا ہے۔ روزہ سے انسان کے معدہ میں قوت جگر میں طاقت، طبیعت میں طہارت اور قوت نفسانیہ میں نزاکت پیدا ہوتی ہے، دماغ روشن اور انسانی زندگی قابل رشک بن جاتی ہے، اگر انسان روزہ نہ رکھے تو ان کا دماغ کثیف قوتوں میں انکسار، اعضا میں سستی اور ڈھیلا پن پیدا ہو جاتا ہے، معدہ خراب اور دل کمزور ہو جاتا ہے جس سے انسان کی تندرستی تباہ ہو جاتی ہے، روزہ کے اسی فلسفہ اور حکمت کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے" صوموا تصحوا" روزہ رکھو اور صحت یاب رہو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ :

لیکن دور حاضر کے کچھ ظلمت کدہ لوگوں کا خیال ہے کہ روزہ رکھنا صحت کے لیے مضر اور باعث نقصان ہے، روزہ سے انسان کے جسم میں کمزوری اور قویٰ میں اضمحلال پیدا ہوتا ہے، حالانکہ یہ خیال فاسد اور سراسر جہالت پر مبنی ہے اور روزہ کی افادیت سے چشم پوشی اور اس کی حقیقت کا انکار ہے، اگر صحیح معنوں میں روزہ سے انسان کے جسم میں کمزوری پیدا ہوتی اور انسان کمزور ہو جاتا تو پھر مجاہدین روزے کی حالت میں بدر کے ریتیلے اور تپتے ہوئے میدان میں کفار سے جنگ نہ کرتے۔

ہمارے اسلاف کرام عہد بلوغ سے لے کر آخری عمر تک رمضان کے ساتھ سال بھر کے اکثر ایام میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے پھر بھی صحت و تندرستی میں لاجواب اور مثالی حیثیت رکھتے تھے دور حاضر اور ماضی کے اسلاف میں اگر صحت و توانائی کے اعتبار سے تقابل اور موازنہ کیا جائے تو سال کا اکثر حصہ روزہ رکھنے اور معمولی غذا کے باوجود وہ طویل العمر تھے اور ہم بھر پور کھانے پینے اور روزہ سے کنارہ کشی کے باوجود قلیل العمر اور اکثر امراض میں گھرے اور پریشان نظر آتے ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور روزہ کی برکتوں سے فیضیاب اور مالا مال کرے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین. ☆☆☆☆☆

(ص:۱۹کا بقیہ)

○ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت ہے اور اس کا اوسط، درمیانی حصہ مغفرت (معافی) ہے اور اس کا آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔

○ جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمادے گا۔

(صحیح ابن خزیمہ، حدیث:۱۸۸۷/شعب الایمان بیہقی، حدیث:۳۶۰۸)

◘ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازے کا نام "ریّان" ہے اس دروازے سے وہی جائیں گے جو روزہ دار ہیں۔

(بخاری، حدیث:۳۲۵۷)

◘ جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کے روزے رکھے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے، اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کی راتوں کو قیام (عبادت) کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے، اور جو ایمان اور ثواب کے لیے شبِ قدر کا قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (بخاری، حدیث ۲۰۱۴،۲۰۰۹، از: ابوہریرہ)

◘ حضور ﷺ نے فرمایا:

روزہ اور قرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا اے رب! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے رب! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر، دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔ (مسند امام احمد، حدیث:۶۶۳۷)

بخاری اور مسلم دونوں نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ رسولِ پاک علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کے ہر نیک کام کا بدلا دس سے سات سو (گنا) تک دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اس کی جزا میں دوں گا، کہ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ سپر (ڈھال) ہے اور جب کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ بیہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اگر اس سے کوئی گالی گلوج کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ (مشکاۃ المصابیح، حدیث:۱۹۵۹)

ان احادیث سے روزہ اور ماہِ رمضان مبارک کا مقام و مرتبہ خوب واضح ہے، آئندہ مزید احادیث کا تحفہ پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

شادیوں کے چند اصلاح طلب پہلو

مفتی محمد ساجد رضا مصباحی

نکاح قدرت کا ایسا عطیہ ہے جو بقاے نوعِ انسانی کا ضامن اور کمالاتِ انسانی کے فروغ کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ حکمتِ الہیہ اور قانونِ فطرت کے تحت عورتوں کے بعض طبقے کو انسان کے لیے حلال اور بعض کو حرام رکھا گیا۔ نکاح کا مقصد شریعت مطہرّہ نے جائز طریقے سے فطری خواہشات کی تکمیل کے ساتھ دل و نگاہ کی حفاظت قرار دیا ہے۔ شادی کی اس حکمت کو سرکار دوعالم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء.

[مشکوۃ المصابیح او ل کتاب النکاح]

ترجمہ: اے جوانو! تم میں جس کو بارِ نکاح کی طاقت ہووہ شادی کرے۔ کیوں کہ یہ نگاہ کو نیچی رکھنے اور جاے شہوت کی حفاظت میں زیادہ کارگر ہے، اور جسے وسعت نہ ہووہ روزے رکھے، کہ روزہ اس کے لیے شہوت شکن ہوگا۔

شادی ایک شدید ترین فطری ضرورت ہونے کے ساتھ آقاے دوعالم ﷺ کی عظیم سنت بھی ہے، اس سنت کی تکمیل اسلامی اصول وقوانین کی روشنی ہی میں ہونی چاہیے، نکاح کی پاکیزہ اور اہم تقریب میں بدعات و خرافات اور متعدّد غیر اسلامی رسوم ورواج کی شمولیت نہ صرف یہ کہ اس کی برکتوں اور سعادتوں سے محرومی کا سبب ہوتی ہے بلکہ ان خرافات کی نحوستوں کا اثر ازدواجی زندگی پر بھی مُرتب ہوتا ہے۔

گزرتے وقت کے ساتھ ہمارے سماج میں شادیاں دشوار سے دشوار تر ہوتی جا رہی ہیں، نت نئے رسوم اور جہیز کے بڑھتے ہوئے رواج کے سبب نہ جانے کتنے غریب گھر کی لڑکیاں شادی کی آس میں اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہیں۔ ہمارے معاشرے کے جوان دینی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں، ان کے اندر خوف خدا کی کمی، تصور آخرت سے غفلت، فکر وتدبر سے نا آشنائی ہوتی ہے بلکہ اکثر جوان جذبات سے مغلوب ہوتے ہیں اور ان کے اندر مصلحت اور دور اندیشی کی حد درجہ کمی ہوتی ہے، وہ دنیاوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ کر ایسی شریکِ حیات تلاش کرتے ہیں جو حسن وجمال کی ملکہ اور دولت وثروت کے بام عروج پر ہو، حالاں کہ شریعتِ مطہرہ نے حسن وجمال اور مال ودولت پر دین داری اور تقوی کو ترجیح دی ہے۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تنکح المرأة لاربع، لمالها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین[مشکوۃ المصابیح اول کتاب النکاح]

عورتوں سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، مال دولت، حسب ونسب، حسن وجمال اور دین داری کی وجہ سے تو دین دار عورت کو اختیار کرو۔

ایک مسلم جوان کو یہ قطعا زیب نہیں دیتا کہ وہ صرف حسن وجمال پر متاع جان ودل لٹا بیٹھے یا دولت وثروت پر سرمایۂ ہوش وخرد قربان کردے۔ اگر ہمارے سماج کے جوان اپنی ترجیحات میں انقلاب برپا کریں اور شریکِ زندگی کے انتخاب میں فرمان مصطفی کی پیروی کریں تو شادیاں آسان ہوجائیں گی اور ایک اہم سماجی برائی کا یقینا خاتمہ ہوجائے گا۔

آج ہمارے سماج میں شادیوں کے اخراجات میں اضافہ بھی شادیوں کا دشوار بنا رہا ہے، طرح طرح کے رسوم رائج ہو رہے ہیں، جن کا لحاظ نہ کرنا سماج میں عار اور دقیانوسیت تصور کیا جاتا ہے، اہل ثروت کو ان رسوم کی ادائیگی میں تو کوئی دشواری نہیں ہوتی، لیکن سماج کا غریب طبقہ رسم ورواج کی چکّی میں بُری طرح پس جاتا ہے، بسا اوقات ان سماجی رسوم کے چکر میں شادیوں میں غیر معمولی تاخیر ہوجاتی ہے، بوڑھا باپ اپنے بچوں کی خوشی کے لیے در در کی خاک چھاننے پر مجبور ہوتا ہے، لاکھوں کے قرضے میں ڈوب جاتا ہے۔ آخر ان رسوم کو ہمارے مسلم سماج نے اپنے او پر اس طرح مسلّط کیوں کر لیا ہے؟ ہر چند کہ ان میں سے بہت سارے رسوم ایسے ہیں جو شرعی نقطہ نظر سے جائز

ومباح ہیں، لیکن ان کی ادائیگی کو اپنے اوپر واجب سمجھ لینا کہاں تک درست ہے؟۔ خدارا ان خود ساختہ اصولوں سے اپنے آپ کو آزاد کیجیے اور ہمارے سماج و معاشرے کو پاکیزہ بنانے کے لیے شادیوں کو آسان اور سہل بنائیے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِن اعظم النکاح بر کۃ ایسرہ مؤنۃ

سب سے بابرکت شادی وہ ہے جس کا بارکم ہو۔

[مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، ص:۲۶۸]

ہمارے سماج کے بہت سارے بے غیرت خاندانوں نے شادی جیسے متبرک رشتے کو نفع جوئی اور زر طلبی کا ایک عمدہ کاروبار سمجھ لیا ہے، ایسے خانداں میں اگر پانچ بیٹے ہیں تو ان کے سرپرست پہلے ہی سے یہ حساب لگا لیتے ہیں کہ ان کے گھر کتنی کاریں، کتنی موٹر سائیکلیں، کتنے فریج اور سونا چاندی آنا چاہیے، پھر اسی حریصانہ طبیعت کے مطابق وہ اپنے لڑکوں کا رشتہ تلاش کرتے ہیں، جہاں انہیں اپنے ان مذموم مقاصد کی تکمیل کی صورت نظر آتی ہے وہیں بستر جما لیتے ہیں۔ نہ دین کا خیال، نہ تقویٰ وطہارت کی رعایت۔ آج نہ جانے کتنے ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنے لڑکوں کا نکاح صرف جہیز اور مال دولت کے حصول کے چکر میں بدمذہبوں کے یہاں کر دیا، گزرتے وقت کے ساتھ یہ سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے۔ دنیاوی جاہ وحشمت کا لحاظ کر کے بعض ضمیر فروش بے غیرت اپنی بچیوں کا نکاح بھی ایسے افراد کے ساتھ کر دیتے ہیں جن کی گمراہی اور بدمذہبی کھلی ہوئی ہے۔ اللہ ایسے افراد کو ہدایت عطا فرمائے۔

شادی بیاہ میں رائج بہت سی رسمیں شرعی نقطہ نظر سے حرام وگناہ بلکہ حیا سوز اور اخلاق سوز بھی ہوتے ہیں۔ خوشی ومسرت کے اس حسین موقع پر انسان شریعت کے احکامات کو پس پشت ڈال کر مکمل طور پر آزاد ہو جاتا ہے، پھر وہ سب کچھ ہوتا ہے جس کے بارے ایک شریف انسان سوچ بھی نہیں سکتا، غیرتیں مٹی میں مل جاتی ہیں، شرافتیں شرم سار ہو جاتی ہیں، اور بے حیائی کا ننگا ناچ ناچا جاتا ہے اور عفت وعصمت کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ ایسے ناجائز اور حرام کاموں میں ہمارا مسلم بھائی ہزاروں اور لاکھوں خرچ کرتا ہے، جیب ساتھ نہ دے تو قرض لے کر شوق پورا کیا جاتا ہے، لیکن اسی شخص سے جب مسجد، مدرسہ یا کسی دینی کام کے لیے سو دو سو روپے طلب کیا جاتا ہے تو معاشی بدحالی، حالات کی ناسازگاری، گھریلو حالات کی نامساعدگی اور اپنی بے شمار پریشانیوں کی ایک طویل داستان سنا کر معذرت کر لیتا ہے، ایسے سماج میں اگر آفات کا نزول ہو اور معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ جائے تو کیا بعید ہے۔ ہم ہمیشہ حالات کا رونا روتے ہیں، مشرکین کے غلبہ کا شکوہ کرتے ہیں، مسلمانوں پر کیے جانے والے مظالم پر زبان شکایت دراز کرتے ہیں لیکن ہمیں اپنے ان کرتوتوں کے محاسبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

شادی بیاہ کے رسوم کا آغاز رسم منگنی سے ہوتا ہے جس کے لیے اب باقاعدہ دعوت طعام دی جانے لگی ہے، باضابطہ بارات کی طرح ایک جم غفیر دولھن والوں کے گھر وارد ہوتا ہے، منگنی نکاح نہیں بلکہ محض وعدۂ نکاح ہے، منگنی ٹوٹ بھی جایا کرتی ہے، پھر اس کے لیے اس قدر ہنگامہ خیزی، اور پر تکلف دعوت طعام کا اہتمام جہاں بے شمار مشقتوں کا باعث ہے وہیں غریبوں کے لیے درد سر بھی!۔

شادی سے چند دن پہلے ہلدی اور مہندی کی رسم انجام دی جاتی ہے۔ یہ رسمیں بھی بے شمار خرافات اور منکرات کا مجموعہ ہیں، مہندی تو یقینا دولھن کے لیے باعث زینت ہے، لیکن اس کے لیے عورتوں کو جمع کرنا، ہنسی ٹھٹھا، مذاق اور دوسرے غیر شرعی امور بہر حال قابل اصلاح ہیں۔

نکاح کے لیے شاندار کارڈ طبع کرائے جاتے ہیں، اس میں بھی مقابلہ آرائی ہوتی ہے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے اور اپنی نمائش کے لیے بے دریغ مال ضائع کیا جاتا ہے۔ ان قیمتی کارڈ کا شادی کے بعد یہ حشر ہوتا ہے کہ وہ یا تو بچوں کو کھیلنے کے لیے دے دیے جاتے ہیں یا ردی کی ٹوکری کی نذر ہو جاتے ہیں، اگر سادہ کارڈ سے کام چلا لیا جائے تو بچی ہوئی رقم سے کسی غریب بچی کی شادی میں تعاون کیا جا سکتا ہے۔

جس عورت کو پیغام دینا ہو اسے دیکھ لینا بہتر ہے، تاکہ پسند و ناپسند کا مسئلہ بعد میں نہ کھڑا ہو۔ مرد عورت کو دیکھ کر پسند کرتا ہے اور پھر اس سے نکاح کرتا ہے تو باہم الفت بڑھتی ہے، جو شادی کی کامیابی کا موجب ہے۔ اگر عورت کے چہرے میں کوئی نقص ہو یا مرد کو پسند نہ ہو تو وہ نکاح کا پیغام نہیں دے گا اور اگر دیا ہے تو واپس لے لے گا۔ اس طرح آئندہ پیش آنے والی ناخوشگوار باتوں کا سد باب قبل از وقت ہو جائے گا۔ اسلام نے اسی مصلحت کے پیش نظر، اس عورت کو دیکھ لینے کی اجازت دی ہے جس سے نکاح کا ارادہ کر لیا گیا ہو۔

حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے انصار کی ایک خاتون سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے پوچھا: تم نے اس کو دیکھ بھی لیا تھا؟ کیوں کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔ اس نے کہا ہاں میں نے اسے

دیکھ لیا ہے۔[مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، ص:۲۶۸]

مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے دیکھ لو اس سے تمھارے درمیان الفت پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔[ترمذی ابواب النکاح]

ان حادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس لڑکی سے شادی کرنے کا قصد ہو اسے دیکھنا جائز ہے، شریعت نے اس کی رخصت دی ہے، لیکن اس رخصت سے فائدہ اٹھا کر نہ بار بار دیکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے، نہ میل جول کی اور نہ عشق و محبت کے تعلقات پیدا کرنے کی۔

ہمارے معاشرے میں اس حوالے سے بھی بڑی بے رواہ روی پیدا ہو گئی ہے، دیکھنے نام پر، ملنے، سیر و تفریح کرنے بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ ڈیٹ پر جانے کا سلسلہ ماڈرن فیملیز میں شروع ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان گناہوں کی نحوستوں سے بچائے۔

شادیوں میں ناچ گانے کا رواج بھی عام ہو گیا ہے، گزرتے وقت کے ساتھ ناچ گانوں کی صورتیں بھی بدل رہی ہیں، پہلے یہ کام گھر میں ہوتا تھا، اب بارات کے ساتھ باضابطہ آرکسٹرا ہوتا ہے، ناچنے والیاں ناچتی ہیں، فحش گانے بجائے جاتے ہیں، میوزک کی دھن پر سارے باراتی تھرکتے ہیں، بدتمیزی کا ایک طوفان ہوتا ہے، جو شرم و حیا کے سارے حدود کو پار کرتے ہوئے نکاح کی برکتوں کو پامال کر دیتا ہے۔

شادیوں میں ناچ اور گانے بجانے کی رسم کے متعلق صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی قادری قدس سرہ فرماتے ہیں:

”اکثر جاہل خاندانوں میں رواج ہے کہ محلے کی یا رشتے دار عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں، یہ حرام ہے۔ اول ڈھول بجانا ہی حرام، پھر عورتوں کا گانا، مزید برآں عورتوں کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور عشق و ہجر و وصال کے اشعار۔“[بہار شریعت، حصہ ہفتم، ص:۷۰]

اب تو حد یہ ہو گئی ہے کہ باراتیوں کی ضیافت کے لیے مسلم فیملیز میں بھی باضابطہ شراب کا انتظام ہونے لگا ہے، شراب کے نشے میں دُھت ہو کر نوجوان ناچنے گانے کے ساتھ بعض دفعہ ایسی حرکتیں کر بیٹھتے ہیں، جو دونوں خاندانوں کے درمیان جھگڑے کا باعث ہوتا ہے، پہلے کہا سنی ہوتی ہے، پھر معاملہ آگے بڑھتا ہے، بارات واپس ہو جاتی ہے اور بسا اوقات کیس مقدمہ کی بھی نوبت آجاتی ہے۔ آہ! ہم نے شادی کے ایک بابرکت عمل کو اپنی ملمع سازیوں کے ذریعہ کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا، ایک آسان اور سہل کام کو کس قدر دشواریوں سے بھر دیا۔ چند سال پہلے صرف لڑکی والے اپنی بچی کی شادی کے لیے مالی طور پر پریشان رہا کرتے تھے، لیکن رسم و رواج، نام و نمود، نمائش اور مقابلہ آرائی کی نحوستوں نے اب لڑکے کی شادی کو بھی مہنگی کر دیا ہے، لڑکی کے لیے سونے اور چاندی کے ڈھیر سارے زیورات، بیس پچیس جوڑے کپڑے، باراتیوں کے لیے دو درجن لگزری گاڑیوں کا انتظام، بینڈ باجا اور آرکسٹرا والوں کے اخراجات، ولیمہ میں شاندار دعوت کا اہتمام اور بہت سارے جائز اور ناجائز رسوم کی ادائیگی کو اپنے اوپر لازم العمل سمجھ کر ہمارے معاشرے کا نوجوان شادی کے اخراجات کے انتظام میں سرگرداں رہتا ہے، شادی میں تاخیر ہوتی جاتی ہے، ادھر خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیے گناہوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، آخرت کی تباہی کی کوئی فکر نہیں ہوتی، لیکن اپنے آپ کو ماڈرن ثابت کرنے کے لیے سو جتن کیے جاتے ہیں، خدارا اپنا طرز عمل بدلیں سوچ و فکر بدلیں، سماج و معاشرے کو صاف ستھرا رکھیں ورنہ دنیا و آخرت کی تباہیاں ہماری منتظر ہیں۔

شادی بیاہ میں درآئی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے سماجی سطح پر تحریک کی ضرورت ہے۔ ان منکرات کی قباحتوں سے کوئی بھی مسلمان ناواقف نہیں ہے، بلکہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی فکر آخرت سے بے پرواہ ہو کر شرعی حدود کو پامال کیا جاتا ہے، اس لیے صرف تقریروں سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلنے والا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لیے باضابطہ اصلاحی تحریک کی ضرورت ہے۔

اس تحریک اصلاح کی قیادت علما کریں، سماجی سطح پر ایسے افراد کا بائیکاٹ کیا جائے جو شادی میں اس طرح کے غیر شرعی امور کو انجام دیں، گاؤں، محلے اور قصبے کے لوگ ایسی شادیوں میں شریک نہ ہوں، خاص طور پر علما ایسی شادیوں میں شرکت سے اجتناب کریں، ایسی شادیوں میں نکاح بھی نہ پڑھائیں، یہ کام اجتماعی طور پر ہو، عام مسلمان بھی ایسے لوگوں سے دور رہیں، ان کے گھر نہ کھائیں، نہ پئیں اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی راہ و رسم رکھیں، اگر ایسے افراد کا حقہ پانی بند کر دیا جائے اور ان کا اسلامی بائیکاٹ کر دیا جائے تو اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ جن علاقوں میں اس طرح کے قوانین نافذ ہیں وہاں کی شادیاں ان خرافات سے پاک ہیں، میں نے بذات خود ایسے علاقوں کا دورہ کیا ہے جہاں سماجی سطح پر بھی ان ممنوعات پر پابندی لگا دی گئی ہے اور وہ علاقے مکمل طور پر شادی کی غیر شرعی رسموں سے آزاد ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی اور اپنے معاشرے کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ☆☆

حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم

مولانا عبدالباری نعیمی

شہنشاہ ولایت، پیکر عزیمت و شجاعت، فاتح خیبر، شیر خدا، قائد اعظم، مولائے کائنات، ابو تراب، امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقت کے عظیم قائد، مصلح قوم وملت، قاضی القضاۃ، ہونے کے ساتھ ساتھ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معتبر صحابی اور داماد رسول تھے۔ آپ کی ذات اور صفات کی فضیلت کے باب میں بے شمار احادیث کریمہ وارد ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت اس کی صلب سے جاری فرمائی، اور میری ذریت ابو تراب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صلب سے جاری اور ساری رہے گی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کعبہ معظّمہ میں تیس عام الفیل میں ۱۳ رجب المرجب ۶۰۰ عیسوی بروز جمعہ ہوئی، اور شہادت مسجد میں واقع ہوئی، تاریخ میں آپ ہی ایک ایسے انسان ہیں، جن کی ولادت خانہ کعبہ میں اور شہادت مسجد میں واقع ہوئی، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر تقریباً دس سال کی تھی، جب حضور نبی اکرم کو بارگاہ خداوندی سے عظیم الشان نبوت و رسالت منصب سے سرفراز کیا گیا، اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم کے ساتھ ساتھ رہتے تھے، اس لئے آپ کو اسلام کی نعمت سب سے پہلے حاصل ہوئی، عورتوں میں سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، مردوں میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بچوں میں امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ دین اسلام کی عظیم نعمت سے مستفیض ہوئے، آپ جاں نثاری، امانت داری، حسن کفالت میں یکتائے روزگار تھے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ المکرمہ سے مدینۃ المنورہ کی جانب ہجرت کرنے کا عزم مصمم فرماتے ہیں، تو مکہ والوں کی امانتیں سپرد کرنے کے لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولائے کائنات ہی کا انتخاب فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا کر فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہجرت کرنے کا مقدس حکم آ چکا ہے، میں مدینہ طیبہ روانہ ہو جاؤں گا، لہٰذا آج کی رات تم میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑھ کر سو جانا، اور صبح قریش مکہ کی ساری امانتیں جو میرے پاس رکھی ہوئی ہیں، وہ ان کے مالکوں کے سپرد کرکے تم بھی مدینہ چلے آنا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سو گئے، صبح ہوئی تو کفار مکہ جو رات بھر ناپاک منصوبے اور ارادے کے ساتھ کاشانہ نبوی کا سخت محاصرہ کیے ہوئے تھے، برہنہ شمشیریں لے کر کاشانہ نبوت و رسالت میں اچانک داخل ہو گئے، یہاں آکر دیکھا تو بستر نبوی پر پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بجائے آپ کا ایک مقدس رفیق دنیا سے بے نیاز ہو کر استراحت پذیر ہے، کفار مکہ آپ کو دیکھ کر اپنے عزائم اور منصوبے میں ناکام ہو کر اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے ہیں۔

حضرت علی کی شجاعت عہد طفلی ہی سے ظاہر ہو گئی تھی۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ کسی کام میں مشغول تھیں، دراں حالے کہ آپ جھولے میں تھے، اچانک ایک سانپ ظاہر ہوا اور جھولے کی طرف بڑھنا چاہا، حضرت علی نے جھولے سے دونوں ہاتھ نکال کر اژدہے کے دو ٹکڑے کر دیے، آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی نگاہ اس جانب گئیں، تو دیکھا علی کے دونوں ہاتھوں میں سانپ کے دونوں جبڑے ہیں، آپ کی زبان سے اچانک حیدر نکلا، اس وقت سے آپ کا نام حیدر پڑ گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا علی حق کے ساتھ ہیں، اور حق علی کے ساتھ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے، بخاری شریف میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے علی تو مجھ سے ہے، اور میں تجھ سے ہوں۔ علی اعلان کر دو کہ دنیا والے جان لیں، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں، اور میں علی سے ہوں، اور یہ روایت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی عام ہے۔

حضرت یعلی بن مرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی، اس نے اللہ سے محبت کی، اور

جس نے علی سے عداوت رکھی، اس نے مجھ سے عداوت رکھی، اور جس نے مجھ سے عداوت رکھی، اس شخص نے اللہ سے عداوت رکھی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی، جس نے علی کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے علی کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بحیثیت قاضی بھیجنا چاہا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے یمن کی جانب بھیج رہے ہیں، لیکن میں ناتجربا کار نوجوان ہوں میں ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہوں، پس سرور کائنات ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر مارا، اور فرمایا! اے اللہ اس کے دل کو ہدایت عطا کر اور اس کی زبان میں استقامت عطا فرما، اس وقت سے میرے اندر قوت فیصلہ کا اتنا مادہ موجزن ہو گیا کہ میں دو آدمیوں کے مابین فیصلے کرتے وقت کبھی کسی طرح کی کوئی شکایت نہیں سنی۔ یہی وجہ ہے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بصیرت دانائی اور قوت فیصلہ ضرب المثل بن گئے۔ زمانۂ رسالت کے بعد زمانۂ خلافت راشدہ تک تمام دینی، ملی، فقہی، سماجی، معاشی، اقتصادی، مسائل کے لئے لوگ آپ ہی سے رجوع کرتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کی رائے کو ہمیشہ فوقیت دیتے تھے۔ اور ان خلفاے راشدہ کے دور میں مفتی اعظم کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔

نبی کریم ﷺ کی دعا کی تاثیر تھی کہ آپ فہم وفراست، علم وحکمت کی بلند مقام پر فائز ہوئے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں تین شخص آئے، ان کے پاس سترہ اونٹ تھے، ان لوگوں نے آپ سے اپنے درمیان ان اونٹوں کو تقسیم کرنے کے لیے عرض کیا، کہ ہم میں ایک شخص آدھے کا حصہ دار ہے، دوسرا تہائی کا، اور تیسرا نویں کا، مگر شرط یہ ہے کہ پورے پورے اونٹ ہر شخص کو ملے، کسی سے کچھ پیسہ دلائیں نہ کاٹ کر انھیں تقسیم کریں، بڑے بڑے دانشور اور روٗسا جو آپ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے آپس میں چہ میگوئیاں کرنا شروع کردیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پورے پورے اونٹ ہر شخص کو ملیں، اور وہ کاٹے نہ جائیں، نہ کسی سے کچھ پیسے دلائے جائیں، کیوں کہ جو شخص آدھے کا حصہ دار ہے اسے ۱۷ میں سے ساڑھے آٹھ ملے گا، پورے ۹ اونٹ اسے نہیں ملیں گے اور جو شخص تہائی کا حق دار ہے اسے پورے ۶/اونٹ نہیں ملیں گے، اور جو شخص نویں حصہ کا حق دار ہے ۱۷/میں سے وہ بھی دو سے کم ہی پائے گا تو ایک دو نہیں بلکہ تین اونٹوں کو ذبح کیے بغیر اونٹوں کی تقسیم ان لوگوں کے درمیان کبھی نہیں ہوسکتی، مگر شیر خدا، قاضی القضاۃ، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی فہم وفراست اور ان کی قوت فیصلہ پر قربان جائیے آپنے اونٹوں کو ایک لائن میں کھڑا کروادیا اور اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ایک اونٹ اسی لائن کے آخر میں کھڑا کردو جب آپ کے اونٹ کو کھڑا کردیا گیا، تو ملاکر کل ۱۸ اونٹ ہوگئے، جو شخص آدھے کا حصہ دار تھا، آپ نے اسے ۱۸/میں سے ۹/ دے دیا، اور جو تہائی کا حصہ دار تھا اسے ۱۸ میں سے ۶ دیدیا، اور جو نویں حصہ کا حق دار تھا اسے ۱۸ اونٹوں میں سے دو دے دیا۔ اور اپنے اونٹ کو پھر اپنی جگہ پر بھجوا دیا، اس طرح آپنے اپنے فیصلہ کے ذریعے نہ تو کوئی اونٹ کاٹا نہ ہی کسی کو کچھ معاوضہ دلوایا، اور ۱۷ اونٹوں کو ان تینوں اشخاص کی شرط کے مطابق تقسیم فرما دیا جس پر کسی شخص کو کوئی اعتراض نہیں ہوا، آپ کے اس فیصلے سے جمیع حاضرین حیران اور ششدر رہ گئے، سب بیک زبان چیخ اٹھے کہ بے شک آپ کا سینہ حکمت وعدالت کا بحربے کراں ہے، امیر المومنین مولاے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خصوصیات میں سے ایک عظیم خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نبی اکرم ﷺ کے حقیقی چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ عقد مواخات میں بھی آپ کے بھائی ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابۂ کرام کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا یعنی ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا دینی، ملی، اسلامی بھائی بنادیا، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبدیدہ ہوکر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپنے عقد مواخات میں تمام صحابہ کرام کو ایک دوسرے کا بھائی بنادیا، لیکن مجھے کس کا بھائی بنایا، رسول اکرم ﷺ نے نہایت محبت سے فرمایا اے علی دنیا اور آخرت دونوں میں تم میرے بھائی ہو۔ اسی طرح کا ایک واقعہ بخاری اور مسلم میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں پر اپنا خلیفہ بناکر چھوڑے جاتے ہیں، تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا، اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے۔ البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ شیر خدا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹ رمضان المبارک شب جمعہ میں زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان یکشنبہ کی شب شہادت ہوئی، چار برس آٹھ ماہ نو دن آپ نے شرعی طور پر امور خلافت کو انجام دیا، اور ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا، حضرت امام حسن حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو غسل دیا، اور آپ کی نماز جنازہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ ☆

نعیم الاصفیا علامہ الشاہ سید نعیم اشرف جائسی علیہ الرحمہ
ایک نظر میں

مولانا محمد رفیق اشرفی

اس دار فانی میں بے شمار انسان آئے اور اپنی حیات مستعار ختم کرکے مدت معینہ پر لقمہ اجل بن گئے دنیا نے ان کے نقوش حیات اور زندگی کے لیل ونہار کو فراموش کرکے ان کی میت کے ساتھ ہی زیر زمین دفن کردیا ان کا تذکرہ کسی دفتر میں نہ رہنے دیا مگر اس عالم رنگ وبو میں کچھ ایسے خدا رسیدہ جلیل القدر قدسی صفات افراد نے بھی آنکھیں کھولی جن کی تابندہ درخشندہ زندگی کے افکار وکارنامے اوران کی بے لوث خدمات کے انمٹ نقوش ان کو حیات جاودانی عطا کرکے لوگوں کے قلوب واذہان اور دل ودماغ میں زندہ جاوید رکھتے ہیں۔

انہی ستودہ صفات اور جامع کمالات ہستیوں میں خانوادۂ اشرفیہ جائس شریف کی عظیم ہستیوں میں متبع شریعت وطریقت، عالم ربانی، نعیم الاصفیاء علامہ الشاہ سید نعیم اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات ہے جو غوث العالم محبوب یزدانی میر حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولایت کا دل کش نمونہ تھے۔

پیدائش: ۱۹/ اپریل ۱۹۲۵ء کو اپنے نانا حضرت علامہ سید شاہ نقی اشرف الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین جائس کے گھر پیدا ہوئے۔ عرفانی روحانی ماحول میں آنکھ کھولی اور پروان چڑھے۔ فراغت اورآسودگی کی فضا میں پرورش ہوئی۔ حضرت کے نانا جان بلند پایہ عالم نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔

تعلیم وتربیت: آپ کی رسم بسم اللہ خوانی آپ کے نانا جان نے خود فرمائی اور تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ ۶/ سال کی عمر شریف میں ناظرہ قرآن شریف ختم کیا۔ اسی عمر میں نماز کا طریقہ اور متعدّد آیات شفا و دعائیں یاد کرادی گئیں۔ فارسی تعلیم بھی نانا جان سے حاصل کی پھر درس نظامی شروع ہوا جس میں نحو، صرف، فقہ، دیگر علوم کو حاصل کیا۔ لکھنؤ میں بھی حصول علم کے لیے دو سال قیام رہا، یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ آپ کے اکتساب علم کا نقطہ اس وقت عروج پر آیا۔ جب آپ نے مخدوم الملت حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کچھوچھوی (جوجائس رشتہ سے آپ کے ماموں اور کچھوچھوی رشتہ سے خسر تھے) سے تفسیر، حدیث کی تکمیل فرمائی۔ اسی طرح معقولات ومنقولات مین کئی کتابیں پڑھیں۔

بیعت: ۱۹۴۳ء میں اپنے نانا حضرت علامہ سید شاہ نقی اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سجادہ نشین جائس سے بیعت ہوئے یہ حصول علم کا دور تھا۔ مرشد برحق نے دو قانون نافذ فرمائے (۱) کھانا اور ناشتہ حضرت کے ساتھ کریں (۲) درس کے بعد حضرت سے مل کر پھر مکان مین داخل ہوں ان دو احکام نے حضرت کی تعلیم وتربیت کے استحکام میں بہت مفید اوراہم رول ادا کئے۔ پیر ومرشد آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔

درس وتدریس: پیر طریقت نے اپنے اسلاف کے طریقے پر اہل سنت کی تبلیغ واشاعت اور مخدومی مشن کے فروغ کے لئیے اپنے آپ کو مصروف کردیا۔ مسلک اہل سنت جماعت کے فروغ وارتقاء کے لئے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیس، ماریشس جیسے بڑے بڑے ممالک میں دورہ فرمایا۔ جوار میں رائے بریلی، سلطان پور ضلع کا ایک بہت بڑا علاقہ اسی سجادہ سے وابستہ رہا۔ شروع میں اسی حلقہ مریدین کا دورہ رہا پھر سلسلہ کی اشاعت ہوتی رہی اور باہر ممالک میں خوب سلسلہ کو فروغ دیا۔

ابتدائی خطاب: ۱۹۴۹ء میں کچھوچھہ شریف میں کسی تقریب کے موقع پر میلاد شریف کا اہتمام ہوا حضرت کے علاوہ خاندان کے دیگر نوجوان علماء کو بھی دعوت دی گئی۔ شام کو اطلاع ملی کہ حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی دورہ سے واپس تشریف لائے ہیں اور صاحب محفل کو کہلایا ہے کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں لیکن میلاد

شریف میں شرکت کروں گا۔ وقت پر پیر طریقت محل میں پہنچے توسامعین توبکثرت تھے مگر حضرت نے ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ باربار یہ خیال آیاکہ حضرت محدث اعظم ہند تشریف لاتے ہوں گے لیکن حضرت کو بھی نہیں دیکھااور تقریر ختم فرمادی اور صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا۔ بعد میں معلوم ہواکہ حضرت محدث صاحب تشریف لائے تھے اور باہر کرسی لگادی گئی اور صلوٰۃ وسلام پڑھ کر چلے گئے۔ صبح حضرت سے ملنے گئے توبہت خوش ہوئے بہت حوصلہ افزائی فرمائی اوراپنی رفاقت میں دوسال تک رکھا۔

آپ کے زیر مطالعہ کتب: آپ کی عمر شریف ابھی اٹھارہ سال ہی تھی جب سے ہی مندرجہ ذیل کتب سے آپ کو بے حد محبت تھی اور زیادہ تر ان کتابوں کا مطالعہ میں رکھتے لطائف اشرفی، مکتوبات اشرفی، مکتوبات امام ربانی، کشف المحجوب، عوارف المعارف فوائد الفائد، احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، شفاشریف، مدارج النبوۃ، شوائد النبوۃ، مثنوی مولاناروم وغیرہ۔

شادی: نومبر۱۹۴۶ء میں حضرت پیر طریقت کا رشتۂ مناکحت عارف باللہ قدوۃ الاصفیا حضرت مولانا الشاہ محی الدین اشرف اشرفی الجیلانی عرف اچھے میاں کی صاحب زادی سے کچھوچھہ شریف میں ہوا حضرت کے خسر محترم سراج الاصفیا شیخ المشائخ حضرت سیّد شاہ اشرف حسین اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے پوتے اور خوش دامن صاحبہ علیہا الرحمۃ قدوۃ المشائخ اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کی پوتی تھیں اور بلا شبہ مذکور دونوں بزرگ خانوادۂ اشرفیہ کے آفتاب ومہتاب تھے۔

صاحب زادگان: حضرت علامہ الشاہ سیّد محمد کلیم اشرف صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی جن کی خطابت کی دھوم برصغیر ہی نہیں بلکہ افریقی اور یورپی ملکوں میں بھی ہے جو اپنی مثال آپ ہیں اور دوسرے مایہ ناز صاحب زادے فاضل محقق حضرت علامہ الشاہ ڈاکٹر سیّد علیم اشرف صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی جائسی ہیں جو اپنے وقت کے بہے بڑے محقق ہیں اس وقت مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد عربی میں علم وفن کی خدمت میں مصروف ہیں تیسرے صاحب زادے صوفی باصفا حضرت علامہ الشاہ سیّد قسیم اشرف عرف حسن میاں صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی جوحضور شیخ طریقت کی یادگار ہیں اور اس وقت دارالعلوم احمدیہ اشرفیہ جائس آپ ہی کی صدارت میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے باقی تین صاجزادے بھی جدید تعلیم یافتہ ہیں چوتھے حضرت سید فہیم اشرف صاحب اشرفی الجیلانی ایڈوکیٹ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے گریجویٹ ہیں پانچویں حضرت سیّد ندیم اشرف صاحب اشرفی الجیلانی جو بڑے سیاست داں ہیں سابق منتری حکومت اترپردیش چھٹے حضرت سیّد شمیم اشرف صاحب اشرفی الجیلانی جو لکھنو یونیورسٹی سے ایم۔اے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی بہت ساری خوبیوں سے نوازاہے یہ سب حضور شیخ طریقت علیہ الرحمۃ الرضوان کا فیض ہے۔

طرز ھدایت: حضور پیر طریقت کا طریقہ رشدوہدایت نہایت سادہ مگر دل نشین تھاآپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ مخاطب کے معیار کے مطابق گفتگو فرماتے تھے آپ کی مجلس میں بیٹھ کر سابقین اہل خانقاہ کی یاد تازہ ہوجاتی تھی ہر بیٹھنے والا اپنے آپ کو مخاطب سمجھتا تھا۔ ہر چھوٹے بڑے امیر، غریب کی طرف یکساں التفات رہتا تھاہر ایک سے بڑی محبت سے ملتے۔ تواضع، انکسار، فیاضی، مروت اور دردمندی میں اپنی مثال آپ تھے بلاشبہ حسن اخلاق کے اوصاف عالیہ سے آراستہ تھے آپ کی بارگاہ سے ہر عمر، ہر طبقہ، ہر شعبہ حیات اور ہر معیار کے لوگ یکساں فیض یاب ہوتے تھے ایثار واخلاص کی خصوصی تلقین فرماتے تھے اور خود بنفس نفیس تواس کا مرقع تھے، خودارشاد فرماتے ہیں۔

کتنے ایوانوں کی زینت میری ہمت کا ثبوت
میرا غم خانہ مرے اخلاص کا جرمانہ ہے
جیب وداماں دونوں خالی نام ہے اس کا نعیم
مومن مخلص ہے انداز سخن رندانہ ہے

وصال شریف: آخر کار یہ سورج ۶/ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ ۲۷/ جون ۲۰۱۲ء بروزبدھ صبح ۸:۳۰ بجے غروب ہو گیاآپ نے اپنی ۹۰ سالہ پوری عمرشریف میں اسلام وسنیت کی خدمت فرمائی آپ کے انتقال پر پوری امت مسلمہ کوصدمہ ہوااور کیوں نہ ہورسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایک عالم ربانی کی موت پورے عالم کی موت ہے،،آپ کے جنازے میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی آپ کا مزار شریف دارالعلوم احمدیہ اشرفیہ جائس شریف میں مرجع خلائق ہے پوری دنیامیں آپ کے مریدین ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور شیخ طریقت علیہ الرحمۃ الرضوان کے نورانی فیوض وبرکات سے ہم سب کومستفیض فرمائے اورآپ کی دینی خدمات کواپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور بہترین صلہ عطافرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس مخدومی چمن کوخوب ترقی عطافرمائے ☆☆

آخری قسط

عالمی افق پر علامہ قمر الزماں اعظمی کی دینی خدمات

مولانا محمد فروغ القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ایها السادة!

انه لمن المحزن ان نری جیشین من اقوی الجیوش الاسلامية تتطاحن فی حربٍ ضروسٍ بالرغم من توافر کل المعطیات لا تحادها ضد عدوها المشترک، من المحزن ان نری الامکانیات الضخمة لایران وللعراق تهدر بطريقة تدفعنا للتخوف علی اقتصاد البلدین، وانه لمن المحزن اکثر ان نسمع الخمینی یدعوا ذلک جهادا فی سبیل الله، کیف یکون جهادا فی سبیل الله قتل المسلم للمسلم.

لقد تزاید التذمر بین عامة المسلمین اعتراضا علی اصرار الخمینی علی اعطاء الخمینی حربه حذه صفة الجهاد.

ادعاءات الخمینی هذه اعطت انطباعا عالمیا سیئا جدا عن الجهاد، حتی انه اصبح یقترن بالارهاب والاعتداء وبالمجازر البشرية.

انی اود ان الفت انتباه الخمینی الی ان هذه الحرب حرب حدود ومشاکل جُوار بین ایران والعراق ما ظلت هذه الحرب علی الحدود، ولکن اصرار الخمینی علی نقلها الی بغداد والبَصره سیغیر من طبیعتها ویجعلها حرب ایران واشقائها العرب، حیث ان الامة الاسلامية العربية لن تقف مکتوفة الایدی وبغداد تُحتل، وقد ظهر ذلک جلیا لکل ذو بصر عند زیارة ملک الاردن ورئیس مصر اَلخاطفة لبغداد بمجرد تعرضها للقصف.

فهل یرغب الخمینی فی اثارة حرب عنصرية لن تکون نتائجها حمیدة علی الامة الاسلامية جمعاء.

وهل قام الخمینی بثورة لیُعز الاسلام ام لیثیر حرباً بین الشعوب الاسلامية کلها تَصرِفها عن اعدائها الحقیقیین وتهدر امکانیاتها.

ان العراق اعلن عدة مرات فی مناسبات مختلفة عن رغبته فی انهاء هذه الحرب وقبول مبداء المفاوضة ولکن اصرار الخمینی علی استمرارها بل وتصعیدها ووضع شروط غیر منطقية لأنهائها یجعلنی اقترح علی هذا المؤتمر ان یذکره بالاية الکريمة التی تقول "وان جنحوا للسِلم فأجنح لها" وهذا فی حق العد والکافر فما بالک بأخیک المسلم.

انی اقترح علی مؤتمرکم الموقر ان یتقدم للخمینی بطلب ایقاف الحرب بدون قید او شرط قبل حلول شهر رمضان المبارک والجلوس مع اشقائه العراقین للتفاوض بالخصوص.

اذا لم یتجاوب الخمینی مع مؤتمرنا هذا فأننی اقترح ان یعود کل وفد الی بلاده طالبا من حکومتها العمل علی تأسیس قوة اسلامية مشترکة علی الحدود بین البلدین لمنع اعتدا ایران علی العراق.

اذا لم تتمکن القوات الاسلامية المشترکة من ایقاف الحرب فعلیها التدخل ضد المعتدی انطلاقا من قول الله تعالی فی الاية الکريمة "فأن بغت احداهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر الله."

صدق الله العظیم

وفقکم الله ایها السادة لما فیه الخیر

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

قمر الزمان الاعظمی

سکریتر العام للدعوة الاسلامية العالمية

حجاز کانفرنس لندن ۱۹۸۵ء:

۱۹۸۳ء میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیّدی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے عظیم ترجمۂ قرآن پر متحدہ عرب امارات کی وزارت قانون امور اسلامیہ اور اوقاف کی جانب سے ائمہ مساجد اور واعظین کو ایک سرکولر (Circular) نیز رابطۂ عالم اسلامی مکۃ المکرمۃ کے سیکرٹریٹ (Secretariat) کی طرف سے یہ فتویٰ جاری کیا گیا ہے کہ "کنزالایمان ترجمۂ قرآن" جہاں بھی ملے اسے جلا دیا جائے۔ اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی اور کنزالایمان پر جھوٹے الزامات تراشے گئے، چنانچہ اس کے ردّعمل کے نتیجے میں "ورلڈ اسلامک مشن" اور دنیا بھر کے علمائے اہل سنت کے تئیں شدید غم وغصہ پایا گیا۔ چنانچہ ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ کے قائدین نے ۲۴/ فروری ۱۹۸۳ء ۲۵/ مارچ ۱۹۸۳ء ۱۲/ اپریل ۱۹۸۳ء اور پھر ۱۳/ مئی ۱۹۸۳ء کو خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کے نام بتوسط سفیر سعودیہ عربیہ متعیّنہ لندن کے خطوط روانہ کیے۔ ان خطوط میں اس بات پر توجہ دلائی گئی تھی کہ علمائے نجد کے فتوے سے عالم اسلام خصوصاً ہندو پاک کے مسلمانوں میں حد درجہ اضطراب اور بے چینی پائی جا رہی ہے لہٰذا اس فتوے کو فوری طور پر واپس لیا جائے، اور برصغیر ہند وپاک کے مسلمانوں سے باضابطہ معذرت کی جائے۔ لیکن جب شاہ فہد کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو "حجاز کانفرنس" کے نام سے ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ کے زیر اہتمام ایک بین الاقوامی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ یہ عظیم الشان اجتماع مورخہ ۵/ مئی ۱۹۸۵ء (Wemley Center London) ویملے سینٹر لندن میں منعقد ہوا۔ جس کے دو طویل اجلاس مجموعی طور پر دس ۱۰/ گھنٹے تک جاری رہے۔ جس میں سے ایک کی صدارت نقیب الاشراف شہزادۂ شہنشاہ بغداد حضرت سیدنا طاہر علاء الدین گیلانی نے جب کہ دوسرے اجلاس کی صدارت دیوان سید آل مجتبیٰ صاحب سجادہ نشین دیوان عالم پناہ اجمیر مقدس نے فرمائی تھی۔

اس کانفرنس کا مقصد امت محمّدیہ میں عالمی پیمانے پر وحدت فکر وعمل کے ذریعے اتحاد عالم اسلام قائم کرنا تھا۔ اس کانفرنس میں جو قرار دادیں پاس ہوئیں اس کے مطالعے سے یہ امر واضح ہو جائے گا کہ: "ورلڈ اسلامک مشن" کا مقصد اعلیٰ غلط فہمیاں دور کرکے مسلمانوں کو قریب لانا تھا۔ اس تاریخ ساز کانفرنس کے "اسٹیج سیکریٹری" ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ کے سیکریٹری جنرل حضور مفکر اسلام سیدی علامہ قمر الزماں اعظمی تھے۔ بلاشبہہ حجاز کانفرنس لندن کی کامیابی میں علامہ اعظمی کی شب وروز کی محنتیں اور دقت طراز کوششوں کا بڑا دخل ہے۔

اب ذیل میں حجاز کانفرنس کی تفصیلی قرارداد سے چند اہم اقتباسات ملاحظہ فرمائیں، جسے رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری نائب صدر ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ نے مرتب فرمایا تھا۔ ظاہر ہے کہ زیر نظر مضمون کی طوالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ قرارداد کی مکمل کاپی یہاں شائع کی جائے۔ واضح رہے حجاز کانفرنس لندن کی قرارداد تقریباً ۷/ سات صفحات پر مشتمل ہے جو کہ راقم الحروف کے پاس "قلمی نسخہ"۔ خود علامہ کی تحریر میں موجود ہے۔ ان شاء اللہ پھر کسی موقعے سے اس کی اشاعت منظر عام پر لائی جائے گی۔

"حجاز کانفرنس لندن" کے بعد بھی خادم الحرمین شاہ فہد سے ملاقات کی پیہم کوشش کی گئی مگر جب کامیابی نہیں ہوئی تو مایوسی کی اس فضا میں ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ، برطانیہ نے اپنے مرکزی قائدین کے مشورے سے یہ فیصلہ کیا کہ مارچ ۱۹۸۷ء میں جب شاہ فہد لندن کے دورے پر آئیں تو حکومت سعودیہ اور علمائے نجد کے اس طرز عمل کے خلاف "محضر نامے" پیش کیے جائیں گے اور ان کی جانب سے مجرمانہ تغافل کے خلاف لندن کی شاہ راہ عام پر مظاہرہ کیا جائے گا۔ جس کا اعلان برطانیہ کے تمام نیشنل اور انٹرنیشنل اخبارات میں کیا گیا۔ اور (Open Letter) ایک کتاب مفتوح شاہ فہد کے نام سے شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کتاب مفتوح کا انگریزی متن حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

A Memorandum

To

Khadim-ul-Harameen

Fahd Bin Abdul Aziz

Presented by the delegation of

The World Islamic Mission (UK Branch)

201/207 Shoreditch High Street London E1 6PH

World Islamic Mission

President:

Maulana Shah Ahmed Noorani

Vice President:

Maulana Abdul Sattar Khan Niazi

General Secretary:

Allama Qamruzzama Azmi

An open letter to His Majesty, King Fahd of Saudi Arabia upon his visit to the

Birmingham. It was agreed that a delegation be sent to Your Majesty's London Embassy on 7th 1985 to discuss the matter.

The delegation was given firm assurance that Your Majesty would look into the matter and that a platform for discussion with Wahabi Ulama would be set up as well as a private audience with this assurance, and as a token of this faith, we went along with the Embassy's request to refrain from further public debate. Yet to this day, no action has been taken further to this assurance.

The delegation also presented the Embassy's with a copy of "Resolutions Passed at the Hejaz Conference", a brief summary of which is given below:

1. The pilgrimage tax which is expressly forbidden by the Quran should abolished.
2. Wahabi Ulama should not impose their beliefs and teachings on 99% of the muslims (this includes Sheaits as well as Sunnis), and, therefore, pilgrims should be allowed to carry copies of the Quran which contain translation and commentary by prominent non-Wahabi muslims (E.G. Maulana Ahmad Raza Khan).
3. Muslims should be free to celebrate the Prophet's Birthday in Saudi Arabia, as they are in every other Muslims country, since this celebration is in accordance with the Quran (Surah Ahzab, 56). Intimidation and harassment of those active in organising this celebration should be stopped at once while basic human and religious rights should be restored.
4. All religious and historical sites should be preserved, restored and protected according to the teachings of the Quran.
5. Excessive house rent during pilgrimage to Mecca and Medina should be held in check,

United Kingdom from 24th March to 26th March.

We wish to welcome Your Majesty to his country and express our appreciation of the improvement of some of the premises and facilities for pilgrims in the Holy Places of Mecca and Medina.

We strongly regret, however, that we have no alternative but use the columns of this newspaper in order to convey our grievances to you, as all previous efforts through the channels have failed to evoke any response.

The mainstream of muslims (Ahle Sunnat Wa-Jamat), who make up about 90% of the total muslim population, have been subjected to continual harassment by Wahabi Ulama (the religious leaders of the Wahabi sect) since your Majesty's family came to power. With the advent of the petro-dollar, this harassment, coupled with intimidation and oppression, increased to an intolerable level.

It is common occurrence that people are arrested, manhandled and beaten, while a lucky few are deported, all because they pray in a fashion not approved of by the narrow-minded Wahabi Ulama of your Kingdom. You will be aware that the religious leadership and scholarship throughout the ages has come from areas such as Egypt and North Africa Syria, Iraq, Turkey, Central Asia and the Indian Subcontinent, in spite of the location of Mecca and Medina in Saudi Arabia.

When our repeated petitions were ignored, a number of conferences were held, notably the internationally acclaimed "Hejaz Conference" in London on 5th May 1985 and the "Kanzul Iman Conference" in

while other muslim governments should be invited to co-operate on the improvements of facilities for pilgrims.

6. We reiterate very strongly that we bear no personal grudge against the Saudi Royal Family, yet we fill that Your Majesty should provide an opportunity for our ulama to present and explain their point of view concerning the Quran and Sunna. It would then become clear how the Wahabi Ulama have misguides the Saudi Government and have directly affected its prestige and honour.
7. The mainstream muslims should be given proportional represantation in the Word Muslims League if it is to claim its international character.

Your Majesty will note that these resolutions are based on the Quran and Sunna and that our grievances are very genuine and very pressing.

In the interest of all Muslims, and of Islam in general, we hope that Your Majesty will give consideration to these grievances, which might well pave the way for improving the situations in many other areas, too. Furthermore, it would call a halt to the public debate which is very harmful to all of us.

May Allah guide Your Majesty and give you foresight and make you an instrument of unification.

اسی اثنا میں ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ کے نمائندگان کی شہزادہ سلطان ترکی بن عبد العزیز (شاہ فہد کے برادر حقیقی) سے یہاں لندن میں ملاقات ہوگئی اور اہل سنت و جماعت کی ناراضگی اور احتجاج کے جذبات سے انھیں آگاہ کیا گیا۔ شہزادہ مذکور نے جواب دیا کہ ان کی نوٹس میں نہ حجاز کانفرنس کی قراردادیں لائی گئیں اور نہ ہی مذاکرات کے سلسلے میں شاہ فہد بن عبد العزیز خادم الحرمین الشریفین کی صدارت میں علمائے نجد سے مذاکرات کی پیش کش کا کوئی ذکر ہوا ہے۔ بہر حال شہزادہ ترکی نے یقین دلایا کہ شاہ فہد سے ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ کے علما کی ملاقات کا ہم جلد ہی اہتمام کریں گے چنانچہ مارچ ۱۹۸۷ء کی آخری تاریخوں میں خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد نے مشن کے علما سے یہاں لندن میں ملاقات کی اور پر امن طریقے سے اختلافات کو دور کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ساتھ ہی شاہ فہد نے مشن کے نمائندوں کو یقین دلایا کہ ”حجاز کانفرنس لندن“ کے مطالبات کے سلسلے میں ضروری اقدامات کریں گے۔ اور ان شاء اللہ عالم اسلام سے جو سنی حجاز زائرین جو سعودی عرب آتے ہیں ان کی دشواریوں کے ازالے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

خادم الحرمین شاہ فہد کی ملاقات کی تفصیلات بتانے کے لیے ورلڈ اسلامک مشن نے لندن میں ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا اس کانفرنس میں شاہ فہد کے بھائی شہزادہ ترکی کی ملاقات کی تفصیل مشن (WIM) کے سرپرست خواجہ سید غلام السیدین اور مجلس الائمہ والمساجد کے چیئرمین ڈاکٹر محمد ذکی بداوی اور مشن کے ترجمان علامہ شاہ احمد نورانی کے برادر بزرگ علامہ شاہ محمد جیلانی صدیقی نے جو بیان پڑھ کر جس کی رپورٹ روزنامہ جنگ لندن ۱۳/ اپریل ۱۹۸۷ء ”یومیۃ العرب العالمیۃ“ لندن ۷/ اپریل ۱۹۸۷ء Daily Times London ۷/ اپریل ۱۹۸۷ء The Nation Lahore روزنامہ نوائے وقت لاہور اور Dawn Karachi نے نمایاں طور پر شائع کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں جنگ لندن کی رپورٹ:

”سواد اعظم اہل سنت و جماعت سے وابستہ مسلم نمائندے خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز سے یہاں لندن میں ملاقات کر کے سنی مسلمانوں کی متعدد شکایات اور مطالبات ان تک پہنچانے کی کئی سالوں سے کوشش کر رہے تھے۔ شاہ فہد کے بھائی شہزادہ ترکی کی کوششوں سے ورلڈ اسلامک مشن (یوکے) برطانیہ کا ایک وفد شاہ کے حالیہ دورۂ برطانیہ کے دوران ان سے ملا۔ مشن کے وفد کی شاہ فہد سے ملاقات تقریباً ۴۵/ منٹ جاری رہی۔ اس دوران شاہ نے تمام شکایات کو توجہ کے ساتھ سنا اور اسباب و وجوہات پر بھی گفتگو کی، آخر میں شاہ فہد نے وعدہ کیا کہ وہ ان تمام شکایات کی پوری تحقیق کریں گے، اور ان کے ازالہ کی پوری کوشش کی جائے گی۔ علامہ شاہ غلام جیلانی صدیقی کے تحریری بیان کے بعد پرنس ترکی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شاہ فہد کو ”حجاز کانفرنس“ کے مطالبات اور سنیوں کی

شکایات کا علم نہ تھا۔ ورنہ اس کے ازالہ کے لیے اس سے قبل ہی اقدامات کیے جاتے۔ اب ان تمام باتوں کا علم ہونے کے بعد شاہ فہد نے اوّلین فرصت میں ورلڈ اسلامک مشن کے وفد سے خصوصی ملاقات کی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ تمام مطالبات پر ہمدردی سے غور کیا جائے گا۔ نیز شاہ فہد نے پیغام دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے اختلاف کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اور لوگوں کے مذہبی امور میں مداخلت کو پسند نہیں کرتے۔ قرآن پاک کے ترجمہ کنزالایمان اور تفسیر ”خزائن العرفان“ پر پابندی کا انھیں کوئی علم نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ پابندی ان کے حکم سے لگائی گئی ہے۔ وہ تحقیقات کے بعد اس کا ضرور ازالہ کریں گے۔“

پرنس ترکی نے میلاد شریف کے انعقاد کے بارے میں کہا کہ ہمارے یہاں میلاد پر ہرگز پابندی نہیں ہے۔ سعودی حکومت خود میلاد کا اہتمام کرتی ہے۔ لیکن اپنا اپنا طریقہ ہے۔ ہم میلاد کی محفل کے لیے کسی مخصوص انداز کو کسی پر مسلط نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ دائرۂ شریعت میں رہ کر مختلف جداگانہ طریقوں سے محفل میلاد شریف کے اہتمام کی آزادی ہوگی۔

(مطبوعہ رپورٹ روزنامہ جنگ لندن ۱۳؍اپریل ۱۹۸۷ء)

”حجاز کانفرنس لندن“ ۵؍مئی ۱۹۸۵ء کی قراردادیں

The Resolutions of Hijaz Conference London

(۱) پہلی قرارداد: سورۂ حج کی آیت نمبر ۲۵، اور سورۂ بقرۃ کی آیت نمبر ۱۱۴۔ کی روشنی میں پیش کی گئی جہاں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ۔ ”اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکے۔ اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے، ان کو حق نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔“

اس تناظر میں سعودی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حاجیوں سے داخلے کا کوئی ٹیکس یا رہائش گاہ کا کرایہ وصول نہ کیا جائے۔

(۲) دوسری قرارداد: کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن اور دلائل الخیرات اور دیگر کتب وظائف سے پابندی فوری طور پر ختم کی جائے۔

(۳) تیسری قرارداد: محفل میلاد النبی اور محافل صلوۃ والسلام کی ضرورت کو سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۶؍ سے ثابت کرتے ہوئے حکومت سعودیہ عربیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ ان محافل پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ کی جائے۔ جن مسلمانوں کو اس قسم کی محافل و مجالس کے انعقاد کے جرم میں قید و بند کی تکالیف دی گئیں، جلا وطن کیا گیا، ان کے کاروبار تباہ کیے گئے، ان کے مکانات انھیں واپس کیے جائیں اور کاروبار و تجارت پر بحال کیا جائے۔

(۴) چوتھی قرارداد: سورۂ حج کی آیت نمبر ۳۲؍ ترجمہ: ”اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔“ کے تحت شعائر اللہ اور اسلامی تاریخی یادگاروں کے تحفظ و احترام کا اہتمام کیا جائے۔ جنت المعلیٰ اور جنت البقیع کے تقدس کو بحال کیا جائے۔

(۵) پانچویں قرارداد: موسم حج کے دوران حرمین شریفین کے رہائشی مکانات اور ہوٹلوں کے کرایوں میں یک لخت ہوش ربا اضافے کی روک تھام کی جائے، اور حکومت سعودیہ، ممالک اسلامیہ کے تعاون سے حاجیوں کے لیے رہائش گاہیں تعمیر کرائے۔

(۶) چھٹی قرارداد: حکومت سعودی عرب سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ دینی معاملات میں صرف نجدی علماء کے فتاوے کو زبردستی نافذ کرنے کے بجائے، اختلافی مسائل میں علمائے اہل سنت و جماعت کے نقطۂ نگاہ کو پیش کرنے کا موقع دیا جائے اور اس مقصد کے لیے حکومت سعودیہ، علمائے اہل سنت کے ایک نمائندہ وفد کے موقف کی وضاحت اور اشاعت کے مواقع فراہم کرے۔

(۷) ساتویں اور آخری قرارداد: حکومت سعودیہ عربیۃ کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ وہ ”رابطۂ عالم اسلامی“ کی افتراق انگیز سرگرمیوں پر قدغن لگائے۔ اور اسی طرح سعودی نواز دیگر اسلامی تنظیموں کو بھی متعصبانہ، فرقہ پرستانہ ریشہ دوانیوں سے حکماً روک دے۔

بہر کیف پرنس ترکی اور شاہ فہد اپنے وعدوں کے بعد واپس چلے گئے اور انھوں نے ورلڈ اسلامک مشن کے قائدین کے ساتھ علمائے نجد کی ملاقات کا جو وعدہ کیا تھا اس سلسلے میں سفیر سعودی عرب لندن کے ذریعہ بارہا یاد دہانی کرائی گئی مگر ابتداءً ٹال مٹول کے تاخیری حربے استعمال کیے گئے۔ پھر بعد میں یہ کہا گیا کہ آپ اپنے ان علما کے نام دیجیے جو علمائے نجد سے گفتگو کریں گے۔ چنانچہ حضور تاج الشریعۃ علامہ اختر رضا خان صاحب قبلہ الازہری، رئیس القلم علامہ ارشد القادری، مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی اور ڈاکٹر علامہ شجاعت علی قادری کے اسمائے گرامی سعودی سفیر لندن کو بھیجے گئے، لیکن اس کا کوئی مثبت جواب تا دم تحریر موصول نہیں ہوا۔ ایسا لگتا ہے کہ کتاب مفتوح (Open Letter) کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے ایسا وعدہ کر لیا گیا تھا۔ ہاں اس کے بعد اتنا ضرور

ہوا کہ وہ تشدد، سختیاں اور علمائے اہل سنت کو گرفتار کر کے واپس بھیجنے کی روایت ختم ہو گئی۔ مگر ابھی بہت سارا کام اس ضمن میں باقی ہے جو علمائے اہل سنت کو انجام دینا ہے۔

حجاز کانفرنس ہو یا عراق/ایران کانفرنس ہو یا پھر امریکہ و یورپ میں قوم ملت کے ماضی قریب میں جتنی بھی اہم تحریکیں اٹھی ہیں علامہ قمر الزماں اعظمی، نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پر سوز کے حامل بن کر نمایاں کردار و عمل کے ساتھ سامنے نظر آئیں ہیں اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔

مغرب میں علامہ اعظمی کے بے پایاں اخلاص وایثار اور جذبۂ عمل کی ناقابلِ تسخیر صلاحیتوں کے حوالے سے ذیل میں رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کا ایک یادگار مکتوب بنام علامہ اعظمی ملاحظہ فرمائیے۔

پیکر اخلاص و محبت، مجسمۂ خیر و سعادت، حضرت علامہ اعظمی مدظلہ مذہباً مشرباً و مولداً

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ثم علیکم

مزاج ہمایوں نصیب!

جمشید پور، پٹنہ اور اپنے وطن بلیا کے طویل سفر سے واپسی پر نامۂ گرامی کی زیارت سے مشرف ہوا آپ کے خط کے ذریعے یہ معلوم کر کے بے پایاں مسرت ہوئی کہ آپ نے خموشی کے ساتھ علم و ادب کی جو کاشت کی ہے اب اس کی پہلی فصل تیار ہے۔ یہ آپ کا عظیم الشان علمی کارنامہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے "قمر" کے گرد کواکب کا اجتماع جتنا خوش نظر ہوگا، اس کی تعبیر کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

یقیناً یہ اس قابل ہے کہ اخلاص پیشہ اہل نظر کو آپ دعوت نظارہ دیں۔

اس خبر پر سب سے زیادہ خوشی مجھے اس بات پر ہے کہ جزیرۂ برطانیہ میں اہل سنت کی ایک بلند پایہ درس گاہ کے قیام کا منصوبہ تنہا اپنی ذات سے کسی رسمی اعلان کے بغیر آپ نے پورا کر دیا۔ فجزاك الله مولیٰ تعالیٰ.

اب ضرب المثل کے طور پر یہ بات علی رؤس الاشہاد کہی جا سکتی ہے کہ لوگ عمارت بنانے کے بعد علما کی پیداوار شروع کرتے ہیں اور آپ علما پیدا کرنے کے بعد عمارت کا آغاز کریں گے۔ اپنے اقران و معاصرین میں جس طرح آپ بے مثال ہیں، آپ کا یہ کارنامہ بھی بے مثال ہے۔ میں صمیم قلب کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ آپ کی قوت ارادی اور علم و فضل کا شباب کبھی زوال پذیر نہ ہو۔ اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے ہماری تمناؤں کو بار بار فائز المرام کریں۔

اپنے متعلقین کو سلام کہہ دیں۔ اور احباب اہل سنت کو بھی سلام۔ باقی عند الملاقات۔

والسلام

خیر اندیش، آپ کا مخلص:

ارشد القادری

جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء، ذاکر نگر، نئی دہلی

۷/ دسمبر ۱۹۹۷ء

حضور رئیس القلم سیّدی علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی عقابی نظروں میں حضرت مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی سیکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ کی خدمت و وقعت کس درجہ اہمیت خیز تھی اس کا اندازہ قارئین نے حضور رئیس القلم کے مکتوب نامے سے لگایا ہوگا۔

علامہ اعظمی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے اختلافی مسائل میں اکیڈمک اپروچ (Academic Approach) یا علمی طریقۂ اظہار کو اختیار کیا ہے، اور شدید جذباتی ماحول میں بھی وہ منطقی اور علمی استدلال سے گریز نہیں کرتے۔ دلائل اور جذبات کا اتنا حسین امتزاج بہت کم دیکھا گیا ہے۔ مفکر اسلام علامہ اعظمی خطاب برائے خطاب کے نہیں بلکہ خطاب برائے تعمیر کے قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے خطبات ہوا کے دوش پر اڑ نہیں گئے بلکہ وہ ہندوستان اور یورپ و امریکہ میں پھیلے ہوئے درجنوں اداروں اور اسلامی مراکز کی شکل میں موجود ہیں۔ عصر حاضر میں علامہ اعظمی ان عبقری شخصیات میں سے ہیں جو گذشتہ چار دہائیوں سے اپنی بلند قامتی، سحر انگیزی اور متنوع جذبۂ اخلاص کے باعث شرق و غرب میں اہل سنت کی آواز بنے ہوئے ہیں۔ ان کی ذات گرامی میں شرافت، دیانت، مروّت، فتح مندی، شب بیداری، عبادت گذاری اور برداشت کا وہ عظیم تسلسل موجود ہے جس سے موت کو حیات میں بدلنے کا راز آشکار ہوتا ہے۔ ربّ قدیر اہل سنت کے اس محسن کو ہم میں بہت دیر تک باقی رکھے۔ اور ان کا سایۂ عاطفت ارباب علم و دانش کے سروں پر طویل عرصے تک سلامت رہے۔ آمین یا رب العالمین۔ سماحۃ الاستاذ سیدی علامہ اعظمی کے کردار و عمل کی عظمت کا پورا احاطہ میرے فکر کی دسترس سے باہر ہے۔ تاہم میرے یہ شکستہ حروف ان کی حریم فکر و فن کو نذر ہیں جہاں بیٹھ کر میں نے زندگی کی قدریں سیکھی ہیں اور مستقبل کی راہوں میں صحرا نوردی کا حوصلہ پایا ہے۔

مت سہل ہمیں جانو! پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

دعوتِ اسلامی اور رمضان المبارک

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکرو بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں ۔ہم ارباب قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں ۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں ۔از: مبارک حسین مصباحی

جون ۲۰۱۹ء کا عنوان عید الفطر کے اسلامی طریقے

جولائی ۲۰۱۹ء کا عنوان مدارسِ اسلامیہ: ایک جائزہ

رمضان المبارک میں سنتوں پر عمل کرنے اور کرانے کا موسمِ بہاراں

انسانی دنیا پر عالمی تحریک دعوت اسلامی کے اثرات

از: **ناصر جمال عطاری مدنی، کراچی،** yahyaraza25@gmail.com

کسی بھی چیز کو رفتہ رفتہ درجہ کمال تک پہنچانا تربیت کہلاتا ہے۔ غیر تربیت یافتہ افراد کی کثرت معاشرے کے لیے ثمرآور اور سود مند نہیں ہوتی البتہ نقصان کا بہت بڑا سبب ضرور بن جاتی ہے اسی لیے معاشرے کی ترقی اور بقا کو افراد کی بہترین اسلامی تربیت پر منحصر قرار دیا جاتا ہے۔ معاشرے میں بسنے والے افراد کو اسلامی تربیت کے ذریعے رفتہ رفتہ درجہ کمال تک پہنچانے کے لیے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمی تحریک دعوتِ اسلامی نے مسجد، گھر، بازار، اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز وغیرہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں درس اور اجتماعات کا ایسا نظام رائج کیا جس کے مثبت نتائج دیکھے اور محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ کسی فرد کا تعلق معاشرے کے امیر طبقے سے ہو یا غریب، دعوتِ اسلامی نے اپنے اسی تربیتی نظام کے ذریعے اس میں نیکی کا عنصر پیدا کررہی ہے اور اُسے بے عملی و آزاد فکری سے نجات دِلا کر ایک کامیاب مسلمان بنا رہی ہے۔ یہ تحریک ثابت کررہی ہے کہ حقیقی اسلامی تربیت انسان کے رویے پر اثرانداز ہوکر کس طرح اس کی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب برپا کرتی اور اُس کی شخصیت نکھار کر معاشرے کے لیے کارآمد بناتی ہے۔

رمضانُ المبارک میں سال بھر کی نسبت نیکیوں کا رجحان کئی گُنا زیادہ ہوتا ہے، مسجدوں میں نمازیوں کی کثرت ہوتی ہے، تلاوتِ قرآن کا بھی خوب جذبہ ہوتا ہے لہٰذا دعوتِ اسلامی مسلمانوں میں نیکی کا یہ عنصر سارا سال برقرار رکھنے کے لیے اس ماہِ مبارک میں تربیت کا بھرپور اہتمام کرتی ہے، آئیے! اِس کی کچھ تفصیل ملاحظہ کرتے ہیں:

(۱) سنتوں بھرے اجتماعات:

دنیا کے مختلف شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے رمضانُ المبارک میں سنتوں بھرے اجتماعات کا سلسلہ ہوتا ہے جس میں عام افراد، پروفیشنل ٹیچرز، اکاؤنٹنٹس، ڈاکٹرز، انجینیرز اور طلبہ کی کثیر تعداد شرکت کر کے اسلام کی روشن تعلیمات سے آگاہی بھی حاصل کرتی ہے، رمضان کو نیکیوں میں گزارنے کے طریقے سیکھتی ہے اور رمضان المبارک کے آخری عشرے میں سنتِ اعتکاف کی نیت بھی کرتی ہے۔

(۲) ہفتہ وار اور افطار اجتماعات:

ہند سمیت دنیا کے کئی ممالک میں دعوتِ اسلامی کے تحت ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات تقریباً گیارہ ہزار مقامات پر مردوں کے لیے ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب اور خواتین کے لیے ہر ہفتے کسی

ایک دن قبل ظہر یا بعد ظہر ہوتے ہیں جن میں پانچ لاکھ سے زائد خواتین و حضرات شرکت کرتے ہیں ہے۔ البتہ رمضانُ المبارک میں مردوں کا اجتماع بروز جمعرات بعد نماز عصر ہوتا ہے جس میں مختلف موضوعات پر بیانات اور ذکر و دعا کا سلسلہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ رمضانُ المبارک میں دعوتِ اسلامی کے افطار اجتماعات کا سلسلہ بھی ہوتا ہے جس میں شخصیات کو جمع کر کے نیکی کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔

(۳)نمازِ تراویح اور دعوتِ اسلامی کے حُفّاظ:

نمازِ تراویح رمضان کی اہم ترین عبادت ہے کیوں کہ اس میں پورا قرآن سننے سنانے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے، دعوتِ اسلامی کے حفظ و ناظرہ کے شعبے مدرسۃُ المدینہ سے فارغ حُفّاظ دنیا بھر میں نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں چنانچہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۸ء میں مدرسۃُ المدینہ سے منسلک ساڑھے سولہ ہزار (۱۶۵۰۰) سے زائد حُفّاظ کو نمازِ تراویح میں قرآنِ پاک سننے سنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یاد رہے کہ ملک و بیرون ملک مدرسۃُ المدینہ (للبنین وللبنات) کی تین ہزار انچاس (۳۰۴۹) شاخیں قائم ہیں جن میں تقریباً ایک لاکھ چوالیس ہزار چھ سو تینتیس (۱۴۴۶۳۳) مدنی منے اور منیاں حفظ و ناظرہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ۔ اب تک دو لاکھ نوے ہزار ایک سو اکیاون (۲۹۰۱۵۱) مدنی منے اور مدنی منیاں حفظ و ناظرہ مکمل کر چکے ہیں۔

(۴)رمضانُ المبارک اور دار الافتا اھل سنت:

دعوتِ اسلامی کا شعبہ ”دارالافتا اہلسنت“ رمضانُ المبارک میں بھی تحریری، زبانی، ای میل، واٹس ایپ، مدنی چینل اور سوشل میڈیا کے ذریعے امتِ مسلمہ کو درپیش شرعی مسائل کا جواب فراہم کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

(۳)رمضانُ المبارک اور مدنی چینل:

دعوتِ اسلامی نے رَمضانُ المبارَک ۱۴۲۹ ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۸ء سے مدنی چینل کے ذَرِیعے گھر گھر قرآن و سنّت کا پیغام عام کرنا شروع کیا۔ اِس وقت (۲۰۱۹ء) مدنی چینل ۳ زبانوں (اردو، انگلش اور بنگلہ) میں ۶ سیٹیلائٹ کے ذریعے دنیا کے ۸۰ فیصد خطے کو اپنی نشریات پیش کر رہا ہے۔ مدنی چینل رمضانُ المبارک میں خصوصی نشریات پیش کرتا ہے جس کے ذریعے شرعی مسائل سے آگاہی ملتی ہے، نیک اعمال میں کی جانے والی غلطیوں کی نشاندہی ہوتی ہے، اپنی خامیوں کی اصلاح کا ذہن بنتا ہے، نیکیاں کرنے کی ترغیب ملتی ہے اور علمِ دین کا بیش بہا خزانہ ہاتھ آتا ہے۔ دنیا بھر کے ناظرین کے صوتی وصوری پیغامات رمضانُ المبارک میں مدنی چینل کی نشریات کے مقبولِ خاص و عام ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔

(۵)دعوت اسلامی اور اعتکاف:

دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں رمضانُ المبارَک کے آخری عشرے کے اعتکاف کے علاوہ پورے ماہِ رمضان کے اعتکاف کا سلسلہ بھی ہوتا ہے۔ عاشقانِ رسول رمضانُ المبارَک کا پورا مہینہ مسجد میں گزارتے ہیں، شیخِ طریقت امیرِ اَہلِ سنّت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت بَرکاتہم العالیہ پیرانہ سالی (old age) کے باوجود خود بھی پورے ماہ رمضان کا اعتکاف کرتے ہیں اور شرکائے اعتکاف کی تربیت فرماتے ہیں۔

۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء میں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے پورے ماہِ رمضان کے اجتماعی اعتکاف میں ہند کے مختلف شہروں سمیت دنیا بھر میں ۱۴۹ مقامات پر بارہ ہزار تین سو چودہ (۱۲۳۱۴) عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔

آخری عشرے کا اعتکاف: دعوت اسلامی کے تحت ہند کے مختلف شہروں سمیت دنیا بھر میں تقریباً پانچ ہزار چھ سو انچاس (۵۶۴۹) مقامات پر ایک لاکھ اکیس ہزار دو (۱۲۱۰۰۲) عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔

اجتماعی اعتکاف کی خصوصیات: ہند سمیت دنیا بھر میں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے اجتماعی اعتکاف میں نمازِ پنجگانہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نَوافل (مثلاً تَحِیَّۃُ الْوُضُو، تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد، تَہَجُّد، اِشراق، چاشت، اَوَّابِین، صلوٰۃُ التّوبہ اور صلوٰۃُ التَّسبیح) بھی ادا کیے جاتے ہیں، وضو، غسل، نماز اور دیگر ضروری احکام سکھائے جاتے ہیں، دعائیں یاد کروائی جاتی ہیں، اِفطار کے وقت رِقَّت انگیز مُناجات اور دعاؤں کے پُرکیف مَناظر ہوتے ہیں معتکفین کو دُرست قرآن اور نماز نیز سنّتیں اور آداب سکھانے کا بھی سلسلہ ہوتا ہے۔ روزانہ نمازِ عصر اور تراویح کے بعد امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مذاکروں میں شرکت کی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے۔ الحمد للہ! مدنی مذاکرہ علمِ دین حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ مَدنی مذاکروں میں

امیر اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ سے مختلف موضوعات مثلاً عقائد و اعمال، فضائل و مناقب، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت اور دیگر موضوعات سے متعلق سوالات ہوتے ہیں اور آپ دامت برکاتہم العالیہ انہیں عشقِ رسول میں ڈوبے ہوئے حکمت سے بھرپور جوابات سے نوازتے ہیں۔ایک محتاط اندازے کے مطابق رمضانُ المبارک (۱۴۳۹ھ/۲۰۱۸ء) کے آخری عشرے میں مدنی مراکز حاضر ہوکر اور مدنی چینل کے ذریعے لاکھوں افراد شریک ہوئے۔

اجتماعی اعتکاف کے نتائج و اثرات: اجتماعی اعتکاف کی برکت سے کثیر افراد باجماعت نمازِ پنجگانہ کی پابندی، عمامہ باندھنے، داڑھی رکھنے اور گناہوں سے بچنے کی نیت کرتے ہیں۔مَدَنی مذاکروں اور سنّتوں بھرے بیانات میں والدین اور دیگر رشتے داروں کے حقوق کے بارے میں سننے کے بعد بعض افراد ہاتھوں ہاتھ اپنے گھر فون کرکے والدین اور بہن بھائی وغیرہ سے گزشتہ غلطیوں کی مُعافی مانگتے ہیں اور آئندہ حُقُوق العباد پورے کرنے کی نیت کرتے ہیں۔اعتکاف کے دوران متعدّد افراد مدنی چینل کو تاثرات دیتے ہیں کہ ہمیں یہاں نمازوں کی پابندی نصیب ہوئی، توبہ کرنے اور گناہوں سے بچنے کا ذہن بنا، یہاں ہمیں محبت بھرا ماحول نصیب ہوا، بہت سے افراد نمازیں اور دیگر فرائض ادا کرنے، داڑھی و عمامہ کی سنّت سجانے، فرض علوم سیکھنے اور جامعۃُ المدینہ میں داخلہ لینے، مدنی قافلوں میں سفر کرنے اور اپنے علاقوں میں نیکی کی دعوت عام کرنے کی نیتوں کا بھی اظہار کرتے ہیں۔شرکائے اعتکاف اپنی ذات میں جو تبدیلی محسوس کرتے ہیں اسے خود لکھ کر دیتے ہیں، ان تحریرات کو "مدنی بہاروں" کے نام سے محفوظ کیا جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً رسائل کی صورت میں شائع بھی کیا جاتا ہے، یقیناً یہ تحریریں مؤرخین، محققین اور ماہرین کے لیے دعوتِ اسلامی کی اثر انگیزی اور نتیجہ خیزی کے تفصیلی مطالعے کے حوالے سے معاصر شہادت اور اہم ترین ماخذ ثابت ہوں گی۔

(۶) خواتین کی اصلاح و تربیت کا نظام:

معاشرے کے افراد کو علم و عمل کا پیکر بنانے، برائیوں سے بچانے اور اُن کے اخلاق و کردار سنوارنے میں دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ خواتین کا کردار حد درجہ اہم ہے اسی لیے اسلام نے خواتین کی تربیت پر بھرپور زور دیا ہے لہٰذا دختران اسلام کی اصلاح و تربیت کا نظام جتنا مستحکم ہوگا، معاشرہ تعمیر و ترقی کی منزلیں اتنی ہی تیزی کے ساتھ طے کرتا چلا جائے گا۔اسی اہمیت کے پیش نظر دعوتِ اسلامی نے خواتین کی اصلاح و تربیت کے لیے دنیا کے مختلف ممالک میں دارُالمدینہ، مدرسۃُ المدینہ و جامعاتُ المدینہ للبنات جیسے عظیم الشان تعلیمی ادارے قائم کر رکھے ہیں، اُس کے ساتھ ساتھ ہفتہ وار اجتماعات اور مختلف مواقع پر کورسز وغیرہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے بالخصوص رمضانُ المبارک میں دعوتِ اسلامی کی جانب سے خواتین کے یہ دو کورسز ہوتے ہیں:

(۱) مدنی تربیتی کورس:

یہ ۱۹ دن کا رہائشی کورس ہوتا ہے جس کے ذریعے تجوید، فقہ، سنتیں اور آداب سکھانے کا سلسلہ ہوتا ہے۔یکم رمضانُ المبارک ۱۴۳۹ھ کو ۶ مقامات پر اس کورس کا اہتمام کیا گیا جس میں ۶۳۴ خواتین نے شرکت کی۔

(۲) فیضانِ تلاوتِ قرآن کورس

(دورانیہ روزانہ دو گھنٹے) یہ ۲۲ دن کا کورس ہوتا ہے جس کا دورانیہ روزانہ دو گھنٹے ہوتا ہے۔یکم رمضانُ المبارک ۱۴۳۹ھ سے ہند سمیت ہند، تنزانیہ، ملائیشیا، کینیڈا، ایران اور نیپال، موزمبیق، موریشس، اسپین، بلجیم، اٹلی، ڈنمارک، آسٹریا، فرانس، ناروے وغیرہ کے ایک ہزار آٹھ سو بیاسی (۱۸۲۲) مقامات پر بیالیس ہزار نو سو پینسٹھ (۴۲۹۶۵) خواتین شریک ہوئیں۔

معزز قارئین! رمضانُ المبارک میں دعوتِ اسلامی کی خدمات کچھ تفصیلات آپ نے ملاحظہ کیں، ان تمام تفصیلات کو سامنے رکھ کر آپ بھی کوشش کیجیے کہ رمضانُ المبارک دعوتِ اسلامی کے ساتھ گزاریں تاکہ علم و عرفان کے اس بہتے دریا سے آپ بھی مستفیض ہوں۔

☆☆☆

دعوت اسلامی اور ماہ رمضان کا اعتکاف

از: **یحییٰ رضا مصباحی**، مدرس جامعۃ المدینہ فیضان کنزالایمان ممبئی yahyaraza25@gmail.com

دعوتِ اسلامی عاشقان رسول کی عالمگیر غیر سیاسی مدنی تحریک ہے جو اصلاح عقائد و اعمال کے لیے کوشاں ہے اس تحریک کے امیر امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی نے ایک مدنی مقصد دیا، مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش

کرنی ہے ان شاء اللہ عزوجل 'لھذا اس مقصد عظیم کے لئے ۱۰۴ سے زائد شعبہ جات قائم کئے گئے ان شعبوں میں ایک اہم شعبہ ماہ رمضان کا اعتکاف بھی ہے جس کے زیر اہتمام اصلاح عوام کی سعی کی جاتی ہے ابتدا صرف دس روزہ اعتکاف کیا جاتا تھا مگر اب کئی سالوں سے ایک ماہ کا اعتکاف کروایا جا رہا ہے جس میں ہزاروں افراد شریک ہو کر اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرتے ہیں معتکفین عبادات کے ساتھ ساتھ علم دین حاصل کرنے سنتوں کی تربیت پانے میں مشغول رہتے ہیں۔ دوران اعتکاف درست مخارج کے ساتھ قران مجید پڑھنا نماز کا عملی طریقہ روز مرہ کے معاملات کی سنتیں اور دعائیں سیکھتے ہیں اصلاح عقائد واعمال کے حلقے لگتے ہیں خصوصًا بعد نماز عصر ہر روز کسی اہم مبلغ کا بیان ہوتا ہے جس میں عقائد واعمال، فضائل ومناقب، شریعت وطریقت، معاشی ومعاشرتی وتنظیمی معاملات اور دیگر بہت سے عنوانات کو موضوع سخن بنایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بے شمار معتکفین دعوت اسلامی کے تربیتی ماحول سے متاثر ہو کر داڑھی مبارک اور عمامہ کی سنت کو اپنا لیتے ہیں ان میں بعض مدنی ماحول سے متاثر ہو کر دعوت اسلامی کے مبلغ بھی بن جاتے ہیں معتکفین اکثر نوجوان ہوتے ہیں معتکف جہاں اعتکاف سے دوسرے فوائد حاصل کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ نیک ماحول سے اس کی وابستگی بھی ہو جاتی ہے۔ کئی افراد مدنی قافلوں کے مسافر بن جاتے ہیں اعتکاف کی برکت سے معتکفین کے ذریعے مساجد آباد ہو جاتی ہیں علم دین کا ذوق ملتا ہے (بہت سے معتکف مدارس میں حفظ قرآن و درس نظامی میں داخلہ کروا لیتے ہیں) نیکی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور عبادات کی طرف رجحان ملتا ہے دعوت اسلامی کے ذمہ داران بعد اعتکاف انہیں یونہی نہیں چھوڑ دیتے بلکہ اب ان پر مزید کوششوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور انھیں ہمیشہ دینی ماحول سے وابستہ رکھنے کی کوششیں کی جاتی ہیں دعوت اسلامی اعتکاف کے فوائد حاصل کرنے میں کس حد تک کامیاب ہے اسے درج ذیل واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

ایک اسلامی بھائی نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی اس میں جہالت کا گھپ اندھیرا تھا؛ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو معاذاللہ عزوجل برا بلا کہنا کارِ ثواب سمجھا جاتا تھا- وہ بھی اس ضلالت وگمراہی میں پوری طرح پھنسے ہوئے تھے؛ ان کی توبہ کے اسباب یوں ہوئے کہ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک؛ دعوت اسلامی کے مدنی مرکز فیضان مدینہ (عطّار آباد) میں رمضان المبارک (۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵ء) کے آخری عشرے کے اجتماعی اعتکاف کی ترکیب تھی؛ ان کے محلے کے چند لڑکے بھی معتکف ہو گئے تھے؛ انہیں تنگ کرنے کی غرض سے وہ مدنی مرکز فیضان مدینہ چلے آئے، وہاں سنتیں سکھانے کے حلقے لگے ہوئے تھے، وہ تاک میں بیٹھ گئے کہ موقع ملے تو شرارت شروع کروں کہ اتنے میں ایک عاشق رسول خیر خواہ نے بڑے ہی پیارے اور دل نشین انداز میں انہیں حلقے میں بیٹھنے کے لیے کہا؛ اس کی نرمی اور عاجزی کے باعث وہ انکار نہ کر سکے اور حلقے میں بیٹھ گئے اور مبلغ دعوتِ اسلامی کا بیان دھیان سے سننے لگے- مبلغ کے بیان میں عجیب کشش تھی؛ وہ آہستہ آہستہ بیان کے مدنی پھولوں کے سحر میں گرفتار ہوتے چلے گے؛ عاشقان رسول نے انہیں بقیہ دنوں کے اعتکاف کی دعوت دی انہوں نے ہامی بھر لی اور اعتکاف کی بہاریں سمیٹنے میں مشغول ہو گئے۔ وہ تو شکار کرنے چلے تھے مگر "لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا" کے مصداق خود ہی شکار ہو کر رہ گئے- ان کے لیے اعتکاف میں سبھی کچھ نیا تھا- دوران اعتکاف انہیں اپنی گمراہی کا پتا چلا- الحمداللہ عزوجل انہوں نے باطل عقائد سے توبہ کی؛ کلمہ طیبہ پڑھا اور دعوت اسلامی کی سفینۂ اہلِ سنت میں سوار ہو کر جانبِ مدینہ رواں دواں ہو گئے، انہوں نے اپنا چہرہ مدنی نشانی یعنی داڑھی مبارک سے اور سر سبز عمامہ شریف سے سر سبز و شاداب کر لیا ہے۔ ۶۳ دن کا مدنی تربیتی کورس کر کے دعوتِ اسلامی کی تنظیمی ترکیب کے مطابق حلقہ ذمّے داری پر فائز ہوئے اور الحمدللہ عزوجل اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسرے کی اصلاح کی بھی کوشش کرنے والے بن گئے - اللہ تعالیٰ انہیں اور ہمیں مدنی ماحول میں استقامت عنایت فرمائے اور بھٹکے ہوؤں کو حق وصداقت کی رہ دکھائے آمین بجاہ النبی الامین۔ (فیضانِ رمضان، ص ۴۱۰ تا ۴۱۱)

اندور شہر کے ایک فیشن ایبل نوجوان آوارہ اور ماڈرن دوستوں کی صحبت میں رہ کر گناہوں بھری زندگی گزار رہے تھے - رمضان المبارک (۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء) کے آخری عشرے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ اجتماعی اعتکاف میں بیٹھ گئے - عاشقانِ رسول کی شفقتوں نے لاج رکھ لی، گناہوں سے توبہ کی سعادت مل گئی، چہرے پر داڑھی جگمگانے اور سر پر عمامہ شریف کی بہاریں مسکرانے لگیں، سنّتوں کی خدمت کا خوب جذبہ ملا حتی کہ مبلغ بن گئے - یہ لکھتے وقت علاقائی مشاورت کے نگران کی حیثیت سے سنّتوں کی برکتیں لوٹ اور لٹا رہے ہیں۔ (فیضان رمضان: صفحہ ۴۱۷)

بمبئ میں تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوت اسلامی کی طرف سے آخری عشرہ رمضان المبارک (۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء) میں ہونے والے اجتماعی اعتکاف میں ایک ماڈرن نوجوان نے (جو کہ الیکٹرانک انجنیئر ہیں) شرکت کی- دس دن تک عاشقان رسول کی صحبت کا خوب فیض اٹھایا، مدنی آقا ﷺ کی محبت کی نشانی داڑھی مبارک کا نور چہرے پر چھایا، سبز سبز عمامہ شریف کا تاج سجایا، اعتکاف کی برکتوں نے ان کو سنّتوں کا عظیم مبلغ بنایا- الحمدللہ عزوجل وہ دین کی خدمتوں میں ترقی کرتے کرتے تادمِ تحریر ھندکی کابینہ کے رکن کی حیثیت سے سنّتوں کی بہاریں لٹانے میں مصروف ہیں (فیضانِ رمضان صفحہ ۴۲۲)

گزشتہ سال پورے ہندوستان میں میں دعوت اسلامی کے زیر اہتمام

۶۵مقامات پر پورے ماہ کا اعتکاف ہوا جس میں ۲۵۰۰ شرکا تھے نیز ۳۸۴مساجد میں دس روزہ اعتکاف ہوا جس ۹۶۴۵شرکا تھے اس سال بھی اس سے زیادہ عمدہ انداز میں اعتکاف کی کوشش ہوگی ان شاء اللہ، اللہ عزوجل اپنے حبیب ﷺ کے صدقے دعوت اسلامی کے فیضان کو خوب عام فرمائے۔

دعوتِ اسلامی اور رمضان المبارک کے اعتکافات

از: **مولانا محمد عارف رضا**، ایڈیٹر پیامِ برکات، علی گڑھ

ماہ رمضان خیر و برکت والا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں اللہ عز وجل کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ رزق میں کشادگی اور فراخی ہوتی ہے۔ نیکیوں کا اجر و ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ خوان نعمت ہر کسی کے لیے کشادہ ہوتا ہے۔ اللہ کی نعمتیں ہر کس و ناکس کو نصیب ہوتی ہیں۔ خوان یغما کی کثرت ہوتی ہے۔ ہر شخص اعمال صالحہ کی طرف مائل نظر آتا ہے۔ رحمت خداوندی بندوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ سائل محروم نہیں ہوتا، چاہے رزق کا طلب گار ہو یا رب کی مغفرت کا۔ بلکہ مانگنے سے سوا عطا کیا جاتا ہے۔

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

ماہ رمضان المبارک میں ہر سو بہاریں نظر آتی ہیں۔ ایسی بہاریں کسی اور مہینے میں نہیں دیکھنے کو ملتیں اور کیوں نا ہو کہ اس مہینے کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ یہ تنہا ایسا مہینہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا۔ سرکار دوعالم ﷺ اس ماہ مبارک کی آمد سے پہلے اس کے استقبال کی تیاری کیا کرتے تھے۔ اس کے لیے خصوصی دعائیں کیا کرتے تھے۔ اسی لیے اللہ کے نیک بندے بھی اس ماہ مبارک کی قدر کرتے ہیں۔ اس میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ثواب کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اس ماہ سعید میں رفاہی تنظیمیں بھی متحرک ہو جاتی ہیں۔ خوب لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی بھی سنتیں عام کرنے میں پیش پیش رہتی ہے۔ اس تحریک کی تبلیغی سرگرمیاں اس ماہ میں بڑھ جاتی ہیں۔ دعوت اسلامی اس ماہ مبارک میں اعتکاف کی ایک بڑی سنت کو زندہ کرتی ہے جس کے بارے میں زیادہ تر لوگ غفلت کے شکار ہیں۔ کسی کسی گاوں میں تو لوگ پیسے دے کر اعتکاف کراتے ہیں ۔ کبھی کبھی تو باہر سے کسی کو اعتکاف کے لیے بلاتے ہیں۔ ایسے حالات دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ کیا گاوں میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اللہ کے لیے دس دن نکالے یہ دین سے دوری کا حال ہے۔ یہ کسی ایک گاوں کا واقعہ نہیں ہے بلکہ ڈھونڈنے سے بے شمار گاوں ایسے مل سکتے ہیں جہاں یہ وبا عام ہے۔ لیکن اس بے اعتنائی کے عالم میں دعوت اسلامی ایک امید کی کرن ہے، جو سنت مصطفی کی شمعیں جلا رہی ہے۔ لوگوں کو سنت مصطفیٰ ﷺ سکھا رہی ہے۔ بے شمار سنتوں کو زندہ کر رہی ہے۔ ان میں اعتکاف کی بھی ایک بڑی سنت ہے جسے زندہ کر رہی ہے۔ کیوں کہ انسان دنیاوی رنگینیوں میں اس قدر مست ہے کہ اسے دین و شریعت کا پاس و لحاظ نہیں رہا۔ اسلامی احکامات پر عمل تو کجا معلومات بھی نہیں رہتی کہ کیا سنت ہے ؟ کیا واجب ہے ؟ کیا فرض ہے ؟ لیکن ان حالات میں دعوت اسلامی ایسی تحریک نظر آتی ہے، جو دین کی تبلیغ میں ہمہ وقت مصروف ہے۔ رمضان میں اس کی بہاریں تو دیدنی ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس نے اعتکاف کی عظیم سنت کو زندہ کیا ہے۔ جو لوگوں کے درمیان سے ختم ہو رہی تھی ۔ بعض کی ذہنیت تو یہاں تک پہنچ گئی کہ اعتکاف میں گاوں کے بوڑھے اور کھوسٹ لوگ بیٹھیں گے جن کو کوئی کام نہیں ہوتا یا جو کسی کام کے لائق نہیں رہتے۔ اگر گاوں میں کوئی بوڑھا نہ ہو تو کسی باہری شخص کو پیسے طے کر کے لاتے ہیں تاکہ محلے والوں سے اعتکاف کا فریضہ ساقط ہو جائے ایسے وقت میں دعوت اسلامی ایک متروکہ سنت کو زندہ کر رہی ہے جس کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے؛

عَن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال ؛قال رَسُول اللہ ﷺ "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِندَفَسادِاُمَّتِي فَلَهُ اَجرُ مَائةِ شَهيْد.

(الکامل فی الضعفاء، ۳، ص ۱۷٤)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے فتنہ و فساد کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا، (یعنی اس پر عمل کیا تو) اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اس حدیث پاک میں ایسی سنت جس پر عمل کرنا لوگوں نے چھوڑ دیا ہو، اسے زندہ کرنے والوں کو کتنے عظیم ثواب کی خوش خبری سنائی گئی ہے۔ دعوت اسلامی سنتوں کو زندہ کرنے والی تحریک ہے۔ بے شمار سنتوں کو اس نے زندہ کیا ہے۔ جگہ جگہ اس کی بہاریں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

انہیں بہاروں میں سے ماہ رمضان میں اعتکاف کی برکتیں ہیں۔ جس سے نہ جانے کتنوں کو سدھرنے کا موقع ملتا ہے اور کتنے اپنے برے کرتوتوں سے توبہ کر لیتے ہیں۔ نہ جانے کتنے دلوں کی دنیا بدل جاتی ہے۔ نہ جانے کتنے گم گشتگان راہ کو ہدایت نصیب ہوتی ہے بے ادب اعتکاف میں آکر باادب ہو جاتے ہیں۔ کتنوں کی زندگیاں بدلتے تو ہم نے دیکھا ہے۔ اسکول، کالج میں پڑھنے والے کتنے نوجوان دس دن کے اعتکاف میں آکر مبلغ بن جاتے ہیں۔ کہیں کہیں تو پورے مہینے کے اعتکاف کا انتظام کیا جاتا ہے اور اس میں تربیت دینے والے مبلغ بھی ہوتے ہیں۔ جو معتکفین کو کھانے پینے سے لے کر تمام ضروریات دین کے مسائل سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور عملی مشق بھی کراتے ہیں۔ ہر شب میں شب قدر کی طرح عبادت ودعا کا اہتمام کرتے ہیں۔ لوگ معتکفین کی خدمت کرنے کو باعث نجات تصور کرتے ہیں۔ سیکھنے سکھانے کے یہ سلسلے کہیں پورے مہینے تو کہیں عشرہ اعتکاف تک چلتے رہتے ہیں۔

ماہ رمضان میں بہت سی جگہوں پر لوگ انفرادی طور پر اعتکاف کرتے ہیں۔ لیکن دعوت اسلامی کے اعتکاف کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں اعتکاف کے ساتھ ساتھ تربیت کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ جس میں خصوصی طور پر معتکفین اور عمومی طور پر تمام نمازیوں کی تربیت ہو جاتی ہے۔ تربیت کے لیے پورے مہینے یا آخری عشرے کا جدول تیار کیا جاتا ہے تاکہ اسی کے مطابق تمام ضروری مسائل واحکامات سکھائے جائیں۔ جب کہ دوسری جگہوں پر لوگ کم تعداد میں اعتکاف کرتے ہیں اور تربیت کا بھی انتظام نہیں ہوتا۔ ہاں، کسی ایک فرد کے اعتکاف کرنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے لیکن دعوت اسلامی کے اجتماعی اعتکاف میں کہیں کہیں یہ تعداد پچاس یا اس سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ اجتماعی اعتکاف خاص طور سے دعوت اسلامی کی دین ہے۔ جس کا مختلف جگہوں پر انتظام کیا جاتا ہے۔ اس سے دینی احکام ومسائل سیکھنے سکھانے کا ماحول پیدا ہوتا ہے اور روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ آسانی سے مسائل سیکھنے کی طرف مائل ہوتے اور دلچسپی سے سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ ایسی بہاریں دیکھنے کو کم ملتی ہیں۔

بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ وہ نوجوان جس کی پوری زندگی گناہوں میں ڈوبی ہوئی تھی، اللہ ورسول سے دور تھی۔ نہ نماز کا خیال، نہ طہارت کی پرواہ۔ زندگی یوں ہی رنگینیوں میں بیت رہی تھی، بس دعوت اسلامی کے ایک قافلے اور اعتکاف کی برکت سے زندگی میں بہار آگئی۔ نافرمانیاں، اطاعت میں بدل گئیں۔ خدا سے دوری قربت میں بدل گئی۔ رسول اللہ کی محبت دل میں گھر کر گئی۔ مساجد مسکن بن گئے۔ جوا خانے ویران ہو گئے۔ زندگی میں لطف اور سرور آنے لگا۔ ناامیدی کے بادل چھٹنے لگے۔ عبادتوں میں جی لگنے لگا۔ اللہ کی رحمتیں برسنے لگیں۔ اس کے انوار اپنے جھرمٹ میں لینے لگے۔ اس کی مغفرت اپنی طرف کھینچنے لگی۔ نسیم سحر اس کی رضا کے نغمے سنانے لگی۔ یہ سب کیسے ممکن ہوا۔ یہ دعوت اسلامی کے قافلوں اور اعتکاف کی بہاریں ہیں۔ اعتکاف کی برکت سے مسجدیں بھرنے لگیں نمازیوں کی تعداد دوگنی ہو گئی۔ یہ ایسے حقائق ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

قریب ۲۰۱۶ء کی بات ہے مبارک پور میں تحریک دعوت اسلامی کے زیر انتظام مسجد راجہ مبارک شاہ میں دس روزہ اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں قصبہ کے تقریباً پچیس اسلامی بھائیوں نے شرکت کی۔ دوران اعتکاف تربیت کرنے والے مبلغ کے ذریعے معتکفین کی ذہن سازی ہوتی رہی۔ اختتام تک دو اسلامی بھائیوں (مجیب اشرف، احمد نواز) کی دعوت اسلامی کے جامعۃ المدینہ میں عالمیت کرنے کی نیت ہو گئی، رمضان کے بعد داخلہ لیا اور درس لینا شروع کر دیا۔ اب تک وہ تین جماعت پوری بھی کر چکے ہیں۔ جن میں سے ایک نوجوان کراٹے کی ماسٹر ڈگری حاصل کیے ہوئے تھا وہ اس میدان میں بھی اپنا کیریئر بنا سکتا تھا۔ لیکن دعوت اسلامی کے مبلغین کی کوششوں سے اب وہ چند سالوں میں عالم بن کر تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ایسے ہی زندگیاں بدل جاتی ہیں دعوت اسلامی سے منسلک ہو کر۔ اس قسم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ بسا اوقات کچھ لوگ روایت کی سند کو کمزور سمجھ کر ایسے واقعات سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ خیر ہمیں ان سے منوانا نہیں ہے۔ یہ حقائق ہیں، ہوش وخرد والا ہی اسے سمجھے گا۔ مولیٰ تعالیٰ اس تحریک کو سلامت رکھے اور سنتوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

پدم شری بیکلؔ اتساہی کی نعتیہ شاعری

ایک نظر میں

محمد محسن رضا مصباحی

بیکل اتساھی کا تعلق اس مردم خیز سرزمین سے ہے جہاں پر اردو کے عظیم صوفی شاعر اصغر گونڈوی جیسے قابل فخر سخنور پیدا ہوئے اور اردو شاعری کے دامن میں موجود نوع بہ نوع اصناف شاعری میں صوفیانہ مضامین کی آمیزش سے سرمایۂ شاعری کو رنگارنگ اور متنوع کردیا ہے اور استاد میر درد سے آرہی وراثت میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔ظاہر ہے بیکل اتساہی نے اپنی شعری وعلمی زندگی میں اصغر گونڈوی کو پڑھااور ان کی شاعری سے استفادہ کیا۔ بہرحال بیکل اتساہی کا نام محمد شفیع خان لودھی اور ان کے والد کا نام لودھی خان بہادر محمد جعفر خان ہے۔ بیکلؔ اتساہی نے شاعری میں اپنا تخلص بیکلؔ اتساہی استعمال کیا اور یہ تخلص اتنا مشہور ہوا کہ لوگوں کو ان کا نام پتہ نہ رہا۔ان کی پیدائش صوبۂ اتر پردیش کے ضلع گونڈہ میں واقع مشہور جگہ بلرام پور کے گاؤں گودر مواں پور، تحصیل اترولہ میں یکم جون ۱۹۲۸ء کو ہوئی۔ ان کی ابتدائی تعلیم اپنے ہی گھر پر ہوئی۔ ابتدائی عربی وفارسی تعلیم کے بعد پرائمری کی تعلیم گاؤں میں مڈل اسکول، ہائی اسکول اور انٹر کی بلرامپور میں ہوئی۔ اس کے علاوہ ادیب ماہر، اور منشی کی ڈگریاں اترپردیش بورڈ سے حاصل کیں۔ ہندی میں وشیش یوگتا حاصل کی اور ۱۹۴۴ء سے شاعری کا آغاز کیا۔ اس کے بعد سے آخری عمر تک ملک اور بیرونی ممالک کے مشاعروں میں شرکت کرتے اور سراہا جاتے رہے۔جب ہوش سنبھالا تو ضلع اعظم گڑھ کے قصبہ مبارکپور میں واقع مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم پہنچے جہاں حضرت حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی کی درسگاہ میں زانوے تلمذتہ کیا اور وہاں سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ مزاج میں ابتدائے عمر ہی سے موزونیت تھی اس لیے شعر موزوں کرتے رہتے۔چونکہ ان کا تعلق ایک دیہی علاقے سے تھا اس لیے شاعری میں ان کا میلان نظم اور گیتوں کی طرف زیادہ ہوا اور انہوں نے دیہی زندگی، دیہی سوچ، دیہی معاشرے کی ضروریات و مقتضیات اور کسانوں کو درپیش مسائل پر قلم اٹھایا اور خوب لکھا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری میں بنیادی طور پر نظم اور گیتوں کے شاعر مانے جاتے ہیں اور اسی حوالے سے ان کی شناخت بھی قائم ہوئی۔ گاؤں، دیہات کو جس طرح انہوں نے اپنی شاعری کا موضوع بنایا وہ اردو شاعری میں ان کے علاوہ بالکل خال خال ہی نظر آتا ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اردو شاعری میں انہوں نے اس موضوع پر لکھ کر فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ ان کی گاؤں نوازی کو دیکھ کر اہل ادب سے لے کر عوام تک نے انہیں گاؤں کا شاعر تسلیم کرلیا۔ چونکہ ان کی شاعری گیتوں کے اردگرد گھومتی ہے، اس لیے غنائیت لازمی طور پر ان کی شاعری کا جز بن گئی ہے۔ لہذا ان کا گیت اگر تحت لفظ بھی پڑھا جائے تو اس سے نغمگی اور غنائیت کا رنگ از خود جھلکنے لگتا ہے اس لیے انہیں جہاں گاؤں کا شاعر کہا جانے لگا وہیں غنائیت کا شاعر بھی تسلیم کرلیا گیا۔ بیکلؔ اتساہی اپنے تخلص میں وارثی کے لاحقے کے ساتھ بیکل وارثی استعمال کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ضلع گونڈہ میں کانگریس کے ایک انتخابی پروگرام میں ایک نظم بنام "کسان بھارت کا" پڑھی جس میں بھارت کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لعل نہرو بھی موجود تھے۔ وہ بیکلؔ اتساہی کی اس نظم سے بے حد متاثر ہوئے اور اثنائے پروگرام ہی کہا کہ "یہ ہمارا اتساہی شاعر ہے" تبھی سے وہ بیکل وارثی سے بیکل اتساہی ہوگئے۔ گویا انہوں نے "اتساہی" کا خطاب پنڈت جواہر لعل نہرو سے بشکل حوصلہ افزائی پایا۔ وہ اپنے گیتوں کے ذریعہ دیہی سماج کی خدمت اور کانگریس پارٹی میں اثر ورسوخ کے سبب کانگریس پارٹی کی طرف سے نامزد کئے جانے پر ۱۹۷۶ء میں راجیہ سبھا کے ممبر بھی بنائے گئے۔ اس طرح ان کو اتساہی کا خطاب ملنے کے بعد کانگریس پارٹی کی طرف سے ان کا دوسرا اعزاز تھا۔ لیکن ان پر حکومت ہند کی طرف سے ہونے والے اعزاز واکرام اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ ان کی شعری خدمات کے پیش نظر ان کو حکومت ہند کی طرف سے قابل فخر ایوارڈ "پدم شری" سے نوازا گیا اور اب ان کے مشہور نام (جو درحقیقت تخلص ہے) بیکل

ریسرچ اسکالر، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی نئی دہلی

اتساہی کے ساتھ یہ خطاب "پدم شری" بھی جزبن گیا اور وہ پدم شری بیکل اتساہی کہے جانے لگے۔ اس طرح ان کی خدمات کو ان کی زندگی ہی میں سراہا گیا اور انہوں نے اپنا اعزاز واکرام اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ اعزاز واکرام اگرچہ ان کے لیے باعث فرحت وانبساط ہو سکتا ہے لیکن ان کی خدمات دراصل اردو شاعری میں بیش بہا اضافہ ہے جو درحقیقت منظوم شکل میں ہندوستانی سماج اور خاص طور سے یہاں کے دیہی سماج کی سچی عکاسی ہے۔ جس پر انہیں خواہ جتنی بھی داد وتحسین دی جائے کم ہے۔ انہوں نے جس کثرت سے نظم اور گیت تحریر کئے ہیں اسی کثرت سے غزلیں اور نعتیں بھی لکھی ہیں۔ اس لیے ان کو مختلف اصناف سخن کا بے تاج بادشاہ گردانا گیا۔ انہوں نے جس طرح کامیاب نظمیں، گیت اور غزلیں لکھیں، اسی طرح مقبول عوام وخواص نعتیں بھی لکھیں جن میں کئی نعتیں تو ایسی ہیں جو نہ صرف یہ کہ دینی محفلوں، جلسوں، جلوسوں اور نشستوں کی زینت بنیں بلکہ وہ زبان زد عوام وخواص بھی ہوئیں۔ ان میں سے ایک نعت یہاں پر نقل کی جاتی ہے، آپ بھی محظوظ ہوئیے۔

سرکار دو عالم کے رخ پر انوار کا عالم کیا ہوگا
جب زلف کا ذکر ہے قرآں میں رخسار کا عالم کیا ہوگا
محبوب خدا کے جلووں سے ایمان کی آنکھیں روشن ہیں
بے دیکھے ہی جب یہ عالم ہے دیدار کا عالم کیا ہوگا
جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کی جب یہ حالت ہے مختار کا عالم کیا ہوگا
ہے نام میں ان کے اتنا اثر جی اٹھتے ہیں مردے بھی سن کر
وہ حال اگر خود ہی پوچھیں بیمار کا عالم کیا ہوگا
جب ان کے غلاموں کے در پر جھکتے ہیں سلاطینِ عالم
پھر کوئی بتائے آقا کے دربار کا عالم کیا ہوگا
جب سن کے صحابہ کی باتیں کفار مسلماں ہوتے ہیں
پھر دونوں جہاں کے سرور کی گفتار کا عالم کیا ہوگا
طیبہ سے ہوا جب آتی ہے بیکل کو سکوں مل جاتا ہے
اس پار کا جب یہ عالم ہے اس پار کا عالم کیا ہوگا

اس نعت کی عوامی شہرت ومقبولیت کا عالم یہ تھا کہ جب یہ نعت لکھی گئی اور منظر عام پر آئی تو ملک بھر میں جس محفل میں دیکھیے یہی کلام گنگنایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ نعتیہ کلام اردو طلبہ میں اس قدر رائج ہوا کہ بچہ بچہ یہ کلام گنگناتا پھرتا تھا۔ اس سے بیکل اتساہی کی نعتوں کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس نعت کے مقبول ہونے میں جہاں اس کے پرکیف مضامین کا دخل ہے، وہیں اس کے لیے استعمال کئے گئے مخصوص شعری زمین اور بحر کا بھی اہم رول ہے۔ جس میں لفظوں کی خاص ترکیب اور ان کی مخصوص نشست وبرخاست سے ایسی نغمگی اور غنائیت پیدا ہوتی ہے کہ انسان اسے تحت لفظ پڑھتے ہوئے بھی گانے لگتا ہے۔ شاعر نے اس کلام میں اعلیٰ مضامین کا بھی استعمال کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ و کاکل، زلف ورخسار کے حسن اور نورانیت کا شاعرانہ وفلسفیانہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محبوب خدا کے جلووں سے ایمان کی آنکھیں روشن و مجلی ہیں اور یہ حالت جب بغیر دیکھے ہوئے ہوگئی ہے تو دیدار کا کیا عالم ہوگا۔ ان کے جود وسخا کے بیان میں عرض کناں ہیں کہ جب ان کے غلام زمانے کے سلطانوں کی جھولیاں بھر دیتے ہیں اس حقیقی سلطان زمانہ کےجود وسخا کا کیا عالم ہوگا۔ ان کے نام مبارک میں اتنا اثر ہے کہ مردے زندہ ہو جاتے ہیں تو جب وہ خود کسی بیمار سے اس کا حال پوچھیں تو اس بیمار کا عالم کیا ہوگا۔ جب ان کے غلاموں کے در پر دنیا کے بادشاہ جھکتے نظر آتے ہیں تو پھر آقا کے دربار عالی شان کا کیا عالم ہوگا۔ جب ان کے صحابہ کی باتوں میں یہ تاثیر تھی کہ انہیں سن کر کفار مسلمان ہوجاتے تھے تو پھر دونوں جہان کے آقا کی گفتار کا کیا عالم ہوگا۔ اخیر میں بیکل اتساہی سے محبوب خدا سے اپنے گہرے لگاؤ اور شیفتگی کا اظہار یوں کیا ہے کہ جب مدینہ طیبہ سے گزر کر اپنے دیار ہند میں ہوا آتی ہے تو اس ہوا کے مساس سے ہی بیکل کو سکون مل جاتا ہے اور اس کا مضطرب دل پر راحت و نشاط طاری ہوجاتا ہے، جب ہند وعرب کے مابین حائل سمندر کے پار کا یہ عالم ہے کہ اُس طرف سے آنے والی ہوا سے دل کو سکون مل جاتا ہے تو پھر سمندر کے اِس پار یعنی مدینہ منورہ کی معطر ہواؤں کا کیا عالم ہوگا۔ اور ان ہواؤں کے مساس سے دل کی کیا کیفیت ہوگی۔

بیکل اتساہی اپنی نظموں، گیتوں، دوہوں اور نعتوں کے سبب اس قدر مقبول ہوئے کہ اندرون ملک تو مشاعروں میں نوازے ہی گئے بیرون ملک بھی خوب سنے اور سراہے گئے۔ خاص طور سے سعودی عربیہ میں ۱۹۶۷ء میں سنے گئے، ۱۹۶۹ء میں غالب صدی تقریبات کے سلسلے میں انگلینڈ، مصر، روم، فرانس، عراق اور کویت گئے اور اپنی مسحور کن شاعری سے سامعین کو اپنا گرویدہ بنایا۔ ۱۹۷۵ء میں بزم ادب ناٹال کی دعوت پر جنوبی افریقہ گئے، ورلڈ ہندی کنونشن کے موقع پر ماریشش،

سوری نام، فی جی، تشریف لے گئے ۱۹۸۰ء میں مشاعرہ میں شرکت کی غرض سے امریکہ اور کناڈا گئے اور ۱۹۷۸ء میں دوسری بار سعودی عربیہ بسلسلہ مشاعرہ حاضر ہوئے اور بیرون ممالک سے داد تحسین کی سوغات لے کر واپس وطن مالوف تشریف لائے۔ ان تفصیلات سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ بیکل اتساہی صاحب نے جس قدر اردو شعر و ادب کی اپنی نظموں، گیتو، دوہوں اور نعتوں سے خدمت کی ہے اس کے مطابق اپنی زندگی میں قدرے اعزاز و اکرام اور داد و تحسین سے بھی نوازے گئے۔

بیکل اتساہی کے کلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عام بول چال کی زبان استعمال کی گئی ہے اور حتی المقدور فارسی الفاظ و تراکیب، محاورے و ضرب الامثال وغیرہ سے پرہیز کیا گیا ہے۔ نعت گوئی میں ان کا انداز ہی منفرد اور ممتاز نظر آتا ہے ہم یہاں پر ان کی مختلف نعتوں سے چند اشعار ذکر کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ایک شعر دیکھیں، جس میں انہوں نے قرآنی آداب کی تلمیح کو کتنی خوبصورتی سے شعر کا حصہ بنایا ہے۔

والنجم کے بربط کو بڑھ کر مضراب محبت نے چھیڑا
اک نغمہ رحمت گونج گیا انا انزلنا جھوم اٹھا

اس شعر میں ذرا اندازہ لگائیں کہ کس طرح بیکل اتساہی نے قرآنی تلمیح میں سورہ والنجم کو اور انا انزلنا فی لیلۃ القدر والی آیت کو شعر میں پرو کر پیش کیا ہے اور کمال تو یہ ہے کہ اس میں فن موسیقی کے دو آلات کا "بربط" اور مضراب کا بھی بڑی خوش اسلوبی سے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اپنے مترنم مزاج کے مطابق اس نعتیہ شعر میں بھی نغمگی اور موسیقی کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی تمنا میں یہ شعر دیکھیں!

اے ختم رسل اے شاہ امم بیتاب تراشیدائی ہے
بیکل کو بلا لو چوکھٹ پر، ہر سانس یہاں گھرائی ہے

شعر میں بیکل نے اپنی حاضری مدینہ کی تمنا کا تو اظہار کیا ہی ہے، ساتھ ہی ایک ہندی لفظ سانس کا گھرانا کو کتنی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔ اس کے معنی کے لیے اردو، فارسی اور عربی میں لفظ رمق کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ اس سانس کو کہا جاتا ہے جو وقت نزع آخری سانس ہوتی ہے۔ واہ رے! حسن استعمال! چند شعر اور دیکھتے چلتے ہیں۔

ایسی بھی گھڑی عرش معلی پہ آئی ہے
احمد کے حرف میم سے پردہ ہٹا ملا
معراج میں میم کی چلمن تو باشوق اٹھائی جاتی ہے
چپکے سے حسنِ مصور میں تصویر سجائی جاتی ہے
فلک کی چلمن سے چاند سورج رخ منور کو جھانکتے ہیں
برس پڑے رحمتوں کے بادل وہ زلف اطہر بکھر گئی ہے

بیکل نے مذکورہ اشعار میں معراج رسولؐ کی عظمتوں، اعزام واکرام، جلوہ افروزی کی حسن منظری اور وصال کے وقت احمد کے احد میں فنا کے راز کو بڑے استعاراتی انداز میں بیان کیا ہے جبکہ آگے کے دونوں شعروں میں آقا کی ذات پاک پر ان کی زلفوں پر اور بعد رحلت ان کے سبز گنبد پر چاند و سورج اور تاروں کی برسات بلکہ ان کی جاں نثاری کا والہانہ بیان کیا ہے۔ ان سب کے علاوہ بیکل اتساہی نے امیر خسرو کے ایک فارسی شعر کا مضمون من وعن اپنے ایک اردو شعر میں منتقل کر دیا ہے۔ خسرو کا شعر ہے۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

یعنی اے خسرو گذشتہ رات میں ایک ایسی جگہ پر تھا جہاں خود خدا میر مجلس تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم شمع محفل تھے۔

اب ذرا بیکل اتساہی کا شعر دیکھئے۔

جب سجے گا حقیقت کا جلسہ خود خدا میر مجلس ہوگا
ہونگی شمعیں نبوت روشن ان میں آقا نرالے ملیں گے

خسرو نے جس مفہوم کو اپنے مذکورہ شعر میں بیان کیا تھا اس کو ذرا سی تشریح کے ساتھ بیکل نے من وعن بیان کر دیا ہے۔ بیکل اتساہی کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نعت کہتے وقت عرفی شیرازی کے نظریۂ ادب واحترام کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اپنے جذبات دلی بڑے ادب کے ساتھ آقا کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ وہ گویا ہیں۔

جنوں کی راہ میں بیکل رہے ہیں دیوانے
در حضور پہ پہنچے تو ہشیار رہے

اس شعر سے بیکل اتساہی کے دربار رسولؐ میں ہوش واحتیاط کی شرح معلوم ہوگئی۔ وہ عشق و جنوں کی راہ میں اگر چہ دیوانہ وار چلتے ہیں جس میں بہت ممکن ہے کہ قدم لڑکھڑانے بھی لگتے ہیں، لیکن جب وہ دربار رسول میں پہنچتے ہیں تو سراپا ادب واحترام واحتیاط بن جاتے ہیں۔ بہر حال اردو شعر و ادب کا وہ سخنور جس نے اردو نظم، گیت، دوہا اور نعت کی یکساں خدمت کی ۲/ دسمبر ۲۰۱۶ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور ہمارے لبوں پر اپنی مترنم نظموں کے نغمے چھوڑ گئے جن کی سریلی صدائیں قیامت تک سامعین کی صورت میں قارئین کے کانوں میں گونجتی رہیں گی۔ ☆☆☆

صحابہ کے گستاخ

تبصرہ نگار: مفتی محمد ساجد رضا مصباحی

نام کتاب	:	صحابہ کے گستاخ
قدیم نام	:	بوارق العذاب لاعداء الاصحاب
تصنیف	:	رئیس الفقہا سید شاہ مصباح الحسن چشتی مودودی قدس سرہ
ترتیب وتقدیم	:	مولانا عابد چشتی
صفحات	:	۴۱۹
اشاعت	:	۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء
ناشر	:	مکتبہ صمدیہ پھپھوند شریف

ہندوستان کی جن مقدس خانقاہوں نے معتقداتِ اہل سنت کے فروغ واستحکام اور باطل فرقوں کی تردید وابطال میں نمایاں کارنامے انجام دیے ان میں ایک اہم نام خانقاہِ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کا ہے، اس خانقاہ کے مورث اعلیٰ سند المحققین، حافظ بخاری سید شاہ عبد الصمد چشتی مودودی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ اپنے عہد کے زبردست عالم وفاضل، فقیہ ومحدث، محقق ومصنف، مناظر ومتکلم اور دیگر اوصافِ جلیلہ کے حامل تھے، آپ نے خانقاہِ صمدیہ کے مسندِ ارشاد وہدایت پر جلوہ افروز ہو کر ہزاروں گم گشتگانِ راہ کے دلوں میں عشقِ رسالت مآب کی شمع فروزاں کی اور اپنی گراں قدر تصانیف کے ذریعہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا مقدس فریضہ انجام دیا۔ خاص طور سے ردِ روافض کے حوالے سے آپ کے کارنامے آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب کے مصنف حافظ بخاری خواجہ سید عبد الصمد چشتی مودودی کے فرزند ارجمند رئیس الفقہا، خواجہ بندہ نواز شاہ سید مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مصباح ملت جید عالم وفقیہ، جلیل القدر محقق ومدقق، خدا رسیدہ شیخ طریقت اور اس عہد کے عبقری اساتذہ جامع معقول ومنقول حضرت مولانا ہدایت اللہ جون پوری اور عالم ربانی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی کے ارشد تلامذہ میں تھے، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم درس اور بے تکلف دوست تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد تقریباً نصف صدی تک خانقاہ صمدیہ کے منصبِ سجادگی پر جلوہ افروز ہو کر خلق خدا کی رہنمائی اور اشاعت مسلک حق کا اہم فریضہ انجام دیا۔

بوارق العذاب لاعداء الاصحاب آپ کی معرکۃ الآرا تصنیف ہے جو آج سے ستاسی سال قبل ۱۳۵۳ھ میں پہلی بار منظرعام پر آئی تھی، اب تقریباً نودہائی کے بعد جدید ترتیب، تقدیم اور تخریج سے مزین ہو کر پوری شان شوکت اور آب وتاب کے ساتھ دوسری ایڈیشن منظرعام پر آئی ہے۔

اس کتاب مستطاب کی تصنیف کا پس منظر یہ ہے کہ خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ لکھنؤ کے سجادہ نشیں شاہ حیدر علی علوی نے اپنے آباواجداد کے طرزِ عمل اور اپنی ہی خانقاہ کے فکری منہج سے بغاوت کرتے ہوئے رافضیت کو چولا اوڑھ لیا اور سنیت کے دعوے کے باوجود اہل سنت کے مسلمات کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی، انہوں نے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهُ الْکَرِیم کی سیرت نگاری کے بہانے احسن الانتخاب فی ذکر معیشة سیدنا ابی تراب کے نامی ایک گمراہ کن کتاب تصنیف کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت نگاری کے پردے میں اہل سنت پر اوچھے اور بے بنیاد الزامات لگائے، صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو منھ بھر بھر کر گالیاں دیں، علمائے اہل سنت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن قرار دیا۔

شاہ حیدر علی علوی نے اپنی کتاب میں اہل سنت پر الزام تراشی کرتے ہوئے لکھا:

”فی زمانہ اہل سنت نے اسی گروہ [روافض] کی ضد پر جناب امیر [حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم] کی تنقیص سے اپنی زبان خراب کر رکھی ہے۔“ [احسن الانتخاب، ص: ۵]

شاہ حیدر علی علوی نے اپنی کتاب میں دریدہ دہنی کی حد پار کرتے ہوئے لکھا:

”معاویہ پکے دنیادار تھے اور ان کا مطمع نظر صرف دنیاوی حکومت تھا اور اس غرض سے انھوں نے کوئی کوتاہی کسی معیوب سے معیوب فعل کے کرنے میں نہیں کی“ [مصدر سابق]

اس طرح انھوں نے صحابۂ کرام، اسلافِ عظام اور علمائے اہل سنت

پر افترا بازی اور دشنام طرازی کی انتہا کر دی اور اپنے ساتھ اپنی خانقاہ کے وابستگان کو بھی تباہی کی راہ پر ڈال دیا۔

"احسن الانتخاب" کے منظر عام پر آتے ہی اہل سنت وجماعت کے علما ومشائخ کے درمیان اضطراب وبے چینی پھیل گئی، کتاب جہاں جہاں پہنچی، لوگوں کی شاہ صاحب کی اس حرکت افسوس کے ساتھ تعجب بھی ہوا، کیوں کہ یہ کتاب ایک ایسی خانقاہ سے وابستہ تھی جس کے مسند نشینوں نے ایک زمانے تک اہل سنت کے گلشن کی آبیاری کی تھی، لکھنو کے نواح میں رہتے ہوئے بھی اپنی خانقاہ کو رافضیت کی مسموم ہوا سے محفوظ رکھا تھا، خود شاہ حیدر علی اب تک ایک قدیم سنی خانقاہ کی علمی وروحانی وراثتوں کے امین ومحافظ سمجھے جاتے تھے۔

"احسن الانتخاب" منظر عام پر آئی تو علماے اہل سنت نے اس کے خلاف سخت نوٹس لیا، تاج دار اہل سنت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفے رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے اس حوالے سے ایک استفتا کے جواب میں لکھا:

"وہ شخص باوصف سنیت، نہ صرف سنیت بلکہ ادعاے سنیت ایسے بے ہودہ اقوال رکھتا ہے جنھیں منصب رفض کی جان کہا جائے تو بجا، جو روافض کا دین وایمان ہیں، اس شخص پر ان اقوال سے توبہ ورجوع لازم ——— یہ شخص مدعی سنیت ہے اور نہیں جانتا کہ اہل سنت حضرات صحابہ کے ساتھ کیسا ادب اور ان کے آپس کے مشاجرات میں کیا روش رکھتے ہیں۔[سبل السلام، ص:۲۸۶]

صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ نے اس حوالے سے ایک طویل فتویٰ کے اخیر میں فرمایا:

"بالجملہ ان اقوال مذکورہ کا قائل ہر گز سنی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ رافضی تبرائی ہے اگرچہ وہ اپنے کو سنی کہتا ہو بلکہ یہ اس کا تقیہ ہے کہ ایسے اقوال خبیثہ بکنے کے بعد وہ اظہار سنیت کرتا ہے۔[فتاویٰ امجدیہ، ج:۴، ص:۴۹۸]

رئیس الفقہا خواجہ بندہ نواز شاہ سید مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے اجلہ علما میں تھے، گمراہ فرقوں کی تردید آپ کا محبوب مشغلہ تھا، اتفاق کہ خانقاہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری کے ایک مرید جناب مولانا وصی علی صاحب اٹاوہ میں مقیم تھے، انہوں نے یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ مصنف کی خواہش ہے کہ آپ اس پر تقریظ لکھ دیں، آپ نے بالاستیعاب مطالعے کے بعد تقریظ لکھنے کا وعدہ فرمایا، لیکن کتاب کے مطالعہ کے بعد اس کی حقیقت آپ پر منکشف ہوئی تو آپ نے تقریظ کی بجاے اس کی زبردست تردید تحریر فرمائی جو بوارق العذاب لاعداء الاصحاب کے نام سے منظر عام پر آئی۔

یہ کتاب بنیادی طور پر تین حصوں پر مشتمل ہے:

❶ حوصلہ شکن خطوطِ مسلسل ❷ انکشافاتِ ستم ❸ مولانا وصی علی صاحب کی رسمی حقانیت

حصۂ اول: حضرت خواجہ سید شاہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے احسن الانتخاب کے مندرجات پر مطلع ہونے کے بعد صاحب کتاب کے بڑے بھائی شاہ حبیب حیدر صاحب کو خط لکھ کر آگاہ فرمایا کہ یہ کتاب جمہور امت کے نظریات کے خلاف اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دشنام طرازی پر مشتمل ہے، آپ نے مصنف کتاب کے بڑے بھائی کو اس امید پر خط لکھا تھا کہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کی اصلاح وتفہیم کی کوشش کریں گے لیکن امید کے برخلاف اصلاح وتفہیم کی بجاے یہ جناب بھی مصنف کی حمایت میں اتر آئے، اس حوالے سے حضرت خوجہ بندہ نواز اور شاہ حبیب حیدر کے درمیان خطوط کا طویل سلسلہ چلا، بوارق العذاب کا پہلا حصہ انھی خطوط کا مجموعہ ہے۔

حصۂ دوم: شاہ حیدر علی صاحب نے احسن الانتخاب کو اپنا عظیم کارنامہ قرار دے کر بار بار اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ انہوں اس کتاب کی تصنیف میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے اور تحقیقی توانائیاں صرف کی ہیں، حضرت خواجہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے اس حصے میں شاہ صاحب کے کھوکھلے دعووں کی قلعی کھولی ہے اور یہ انکشاف فرمایا ہے کہ یہ کتاب ایک غالی شیعہ عبید اللہ امرتسری کی کتاب "ارجح المطالب فی عد مناقب ابی طالب" سے ماخوذ ہے بلکہ بہت سے مقامات پر ارجح المطالب کی عبارتیں من وعن نقل کر کے اپنے نام کر لی گئی ہیں۔

حصۂ سوم: رئیس الفقہا حضرت خواجہ مصباح الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے جب احسن الانتخاب کے مشمولات سے مطلع ہونے کے بعد تقریظ لکھنے سے منع فرما دیا اور شاہ حبیب حیدر صاحب کو خط لکھ کر زبردست گرفت فرمائی تو آپ کی بارگاہ میں کتاب پیش کرنے والے مولانا وصی علی صاحب جو خانقاہ کاظمیہ کے مرید تھے، اپنے پیر خانہ کی شرعی گرفت پر چراغ پا ہو گئے، انھوں نے یہ بات پھیلانا شروع کر دی کہ احسن الانتخاب کے سلسلے میں مولانا مصباح الحسن کے اعتراضات مبنی بر حقیقت نہیں ہیں بلکہ انھیں شاہ حیدر علی سے عناد ہے، اس لیے احسن الانتخاب کی تردید کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب مولانا وصی علی صاحب کی اس حرکت کا علم ہوا تو آپ نے ایک رسالہ "مولانا وصی علی صاحب کی رسمی حقانیت" تحریر فرمایا اور "احسن الانتخاب" کے مشمولات پر ۴۵ / سوالات قائم فرما کر واضح فرمایا کہ احسن الانتخاب پر کیے جانے والے اعتراضات کسی ذاتی رنجش کا نتیجہ نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت ہیں۔ (باقی ص:۵۲ پر)

حمد و نعت

حمد

خالقِ کل جہاں تیری حمد و ثنا ہے ترے ہی لیے اے مِرے کبریا
مالکِ بحر و بر اور ارض و سما، تیری قدرت ہے ہر سمت ربِ العلیٰ
طائرانِ جہاں چہچہا کر سبھی، کر رہے ترا ذکر وہ ہر گھڑی
اور چمن میں کھلے سارے گل اور کلی، خوشبوؤں سے معطر ہے ساری فضا
تیری قدرت کے جلوے ہیں ہر چار سو، سارے عالم کو یارب تری جستجو
ہے دلوں کو ہمارے تری آرزو، تیری حمد و ثنا، موسم خوش نما
تیرے ہی ذکر میں ہیں سبھی خشک و تر، یہ شجر یہ حجر اور شمس و قمر
ہے زبانِ جہاں حمدِ باری سے تر، تیری رحمت کے نغمے سنائے صبا
میں کہ عاصی ہوں، ناکارہ، بے کار ہوں، بیڑیوں میں گنہ کی گرفتار ہوں
تیرے لطف و کرم کا طلبگار ہوں، مجھ کو آزاد کر از پئے مصطفیٰ
تیرے بندے علی کی تمنا یہی، میرا سینہ مدینہ بنے یا غنی
ہوں مِرے خواب میں جلوہ فرما کبھی، مصطفیٰ جانِ رحمت حبیبِ خدا

از: علی اکبر اشرفی مرادآبادی

مدینے کی زمیں کا

آنکھوں میں جو منظر ہے مدینے کی زمیں کا
فردوس سے بہتر ہے مدینے کی زمیں کا
سرکارِ دوعالم ہیں مدینے کی زمیں پر
کیا خوب مقدّر ہے مدینے کی زمیں کا
صد رشکِ گلِ تر ہیں مدینہ کے شرارے
صحرا بھی سمندر ہے مدینے کی زمیں کا
شیرینیاں قرباں ہیں مدینے کے نمک پر
شورہ بھی تو شکّر ہے مدینے کی زمیں کا
ہر قطرے میں دریاؤں کی وسعت ہے، عمق ہے
ذرہ مہ و اختر ہے مدینے کی زمیں کا
گلیوں میں ہے اُن کے قدمِ ناز کی خوشبو
ہر گوشہ معطّر ہے مدینے کی زمیں کا

از: مہتاب پیامی

نعت

اے جنوں ہم کو طیبہ میں لے چل، نورِ رحمت کے دھارے ملیں گے
رشک فردوس کرتی ہے جن پر، وہ نظر کو نظارے ملیں گے

کر کے روشن چراغِ عقیدت، کہہ رہے ہیں یہی اہلِ سنت
ہر پیامِ حبیبِ خدا میں، آگہی کے اشارے ملیں گے

کشتیِ دیں میں ہم آگئے ہیں، ناخدا آپ سا پا گئے ہیں
خوف اُن کا ہو کیوں راستے میں، جو بلا خیز دھارے ملیں گے

آپ ہی مونسِ بیکساں ہیں، آپ ہی شافعِ عاصیاں ہیں
آپ ہی مہرباں بعدِ خالق، ہر قدم پر ہمارے ملیں گے

کہہ رہا ہے یہ ایماں ہمارا، جوش پر ہوگا رحمت کا دریا
حشر کے روز جب اے شہِ دیں، سب کے سب غم کے مارے ملیں گے

عزم کی روشنی میں نہا کر، راہِ حق میں غلامانِ سرور
چیر کر اُن کو بڑھتے رہیں گے، جو بلا خیز دھارے ملیں گے

خالقِ دوجہاں سب سے برتر، اور پھر سب سے افضل پیمبر
بعدِ ختم الرسل جو ہیں افضل، چار ایسے ستارے ملیں گے

جو ہیں جلوہ نما عرشِ دیں پر ، ذات جن کی رفیقِ پیمبر
مدح خواں صادقِ باصفا کے، چاند ، سورج، ستارے ملیں گے

آپ نے وہ کرم کر دیا ہے، دامنِ نیل کو بھر دیا ہے
اے عمر آپ کی مدح کرتے، بحرِ قلزم کے دھارے ملیں گے

جن میں شاملِ بہارِ نبی ہے، جن میں ایمان کی روشنی ہے
گلستانِ حیائے غنی میں ، ایسے دل کش نظارے ملیں گے

ہم ہیں احسنؔ شیدائے حیدر، اُن کی مدحت نہ کیوں ہو زباں پر
پاک جن کو سبھی کہہ رہے ہیں، اُن میں حیدر ہمارے ملیں گے

از: احسان ایم اے

مکتوبات

علامہ قمر الزماں اعظمی کو ہدیۂ تبریک۔۔۔

مکرمی۔۔۔نصف صدی سے زائد عرصے سے اسلام وسنیت کی عالمی سطح پر بے لوث خدمت کرنے والے مفکر اسلام علامہ قمر الزماں خان اعظمی جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن کو مورخہ ۳۱؍مارچ ۲۰۱۹ بروز اتوار عزیز المساجد کے صحن میں محقق مسائل جدیدہ سراج الفقہا علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اور تمام اساتذہ اشرفیہ نے متفقہ طور پر ''عزّ الاسلام'' کے لقب سے نوازا۔

اب آپ کو مفکر اسلام کے ساتھ ساتھ عزّ الاسلام کے لقب سے بھی یاد کیا جائے گا۔ابھی چند روز قبل مفکر اسلام علامہ اعظمی کو جامعہ اسلامیہ روناہی کے جشن زریں کے موقع پر ''امام احمد رضا ایوارڈ'' سے بھی نوازا گیا ہے۔

احساس عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے
اس لب کا تبسم ہیرا ہے اس آنکھ کا آنسو موتی ہے

اللہ رب العزت دنیائے اسلام کے اس نیر تاباں کو سلامت رکھے۔مجھ کو بھی ان کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

از:نور الہدیٰ مصباحی گورکھپوری،لکشمی پور،مہراج گنج

طلبہ مدارس میں کرکٹ کا بخار:ایک المیہ

مکرمی!وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھا تھا،اس کے پسندیدہ کھلاڑی نے سنچری مکمل کی اور میدان میں ہزاروں شائقین کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا،خوشی سی اس کے جسم کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا،اس کو اپنے مسلمان ہونے پر بہت فخر محسوس ہو رہا تھا،

اسے خوشی تھی کہ اس کے پسندیدہ کھلاڑی نے سنچری مکمل کر کے اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اپنے ''پکے'' مسلمان ہونے کا ثبوت دیا تھا۔

مغرب کی اذان ہونے لگی،میچ اتنے دلچسپ مرحلے میں داخل ہو گیا تھا کہ اسے اذان کا احساس تک نہ ہوا،یا ہوا بھی تو اس نے سوچا اس وقت میچ کو چھوڑنا مشکل ہو گا،نماز تو قضا بھی پڑھی جا سکتی ہے۔میچ ہاتھ سے نکلا جا رہا تھا،اچانک ایک کھلاڑی کی دھواں دار بیٹنگ نے میچ کا پانسا پلٹ دیا اور اس کی فیوریٹ ٹیم میچ جیت گئی،

لیکن اس دوران مغرب تو دور،عشا کی جماعت بھی ہو چکی تھی۔ وہ بھاگتا ہوا مسجد گیا تاکہ شکرانے کا نفل ادا کر سکے۔

وہاں امام صاحب نماز کے بعد مختصر درس قرآن دے رہے تھے: فرما رہے تھے:قرآن کے سورہ لقمان میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ:''اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو کھیل کود کی باتوں میں جی لگاتے ہیں تاکہ (وہ باتیں) گمراہ کر دیں انہیں اللہ کے راستے سے بغیر جانے بوجھے،اور ان باتوں کو تفریح کی چیز بناتے ہیں۔ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلت ناک عذاب ہے''۔ (لقمان،آیت:۶)

وہ مزید کہہ رہے تھے:اللہ نے سورہ الاعراف میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ:جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا،تو آج (حساب کے دن) ہم انہیں چھوڑ دیں گے،جیسا انہوں نے اِس دن کے ملنے کا خیال (دنیا میں) چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

اسے یوں محسوس ہوا جیسے یہ آیتیں آج ہی اتری ہوں اور اسی کے لیے اتری ہوں۔

قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو عموماً کھیل کود کا تذکرہ مذمت کے لیے ہی ہوا ہے۔ہاں البتہ،اسلام نے چند بامقصد تفریحات کی اجازت بھی دی ہے بلکہ حسن نیت کے ساتھ ان پر اجر و ثواب کا بھی وعدہ ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

''تین چیزیں کھیل میں سے نہیں ہیں:آدمی کا اپنے گھوڑے کو سدھانا، اپنی اہلیہ سے دل لگی اور اپنے تیر و کمان سے تیر چلانا۔''

(نصب الرایة، ٤/ ٣٧٣)

اردو زبان میں فقہ کی مشہور کتاب ''بہار شریعت'' میں ہے:اسی طرح لہو و لعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں۔صرف تین قسم کے لہو کی حدیث

میں اجازت ہے، بی بی (زوجہ) سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا۔ (بہار شریعت: ۱۸/ ۵۱۳)۔

بہت افسوس کی بات ہے کہ مغرب کے ذریعے تھوپے گئے اس لمبے وقفے کے کھیل (کرکٹ) کی سحر آج پوری دنیا پر چھائی ہوئی ہے، بلکہ سر چڑھ کر بول رہی ہے۔ نفع و نقصان سے بے خبر بھولی بھالی عوام اس کی دیوانی ہے۔ دراصل تضیع اوقات کے لئے بنائے گئے یہ سب شیطانی اوزار ہیں۔ حضور محسن کائنات ﷺ نے ایک شخص کو ایک کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا تو فرمایا:

"دیکھو! شیطان کے پیچھے پیچھے شیطان جارہا ہے۔" (ابوداؤد: ۴/ ۳۷۱)

کرکٹ کی گیند بھی ایک شیطانی چڑیا ہے جس کے پیچھے لوگ احمقانہ وارفتگی کے شکار ہوتے جارہے ہیں یہاں تک کہ اس کے لئے اپنی تعلیم، کاروبار، کام دھندا، سکون، چین، نیند سب قربان کردیتے ہیں اور متوسط طبقے کی انہیں دلچسپیوں کا فائدہ اٹھاکر انہیں بے وقوف بناکر سرمایہ دار اپنا الو سیدھا کررہے ہیں۔ آہستہ آہستہ کرکٹ کا یہ بخار چھوٹے بچوں میں بھی منتقل ہوتا جارہا ہے۔ یاد رکھو! ہمارے رزق کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمے لے رکھی ہے۔ کھیل کود ہمارا پیٹ نہیں بھر سکتا۔ قرآن کی سورہ جمعہ میں فرمایا گیا ہے۔

"اور جب انہوں نے تجارت یا کوئی کھیل دیکھا تو ان کی طرف چل دیے اور تمہیں (حضور ﷺ کو نماز میں) کھڑا چھوڑ گئے۔ تم فرماؤ جو اللہ کے پاس ہے وہ "کھیل" اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا"۔

(ترجمہ کنزالایمان: سورہ جمعہ آیت ۱۱)

کفار ہمیں زخم پہ زخم دے رہا ہے اور ہم ان کو کھیل کے میدان میں شکست دے کر جشن مناتے ہیں، اور سوچتے ہیں ہم فتح یاب ہوگئے، بلکہ بسا اوقات انہیں اسلام دشمن کھلاڑیوں کی تائید، حمایت اور سپورٹ کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ جنگی تدبیریں اور تجربات کرتے ہیں اور ہمارے ہاتھ میں کھلونے تھمادیے ہیں اور ہم انہیں لے کر خوش ہیں۔ یاد رکھو! یہ ہمیں نامرد بنانے کے اوزار ہیں۔ ع کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں۔

کرکٹ سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ مدارس سے گزارش ہے کہ کرکٹ کے سارے سیریز اور سیزنس (گھریلو اور عالمی) آپ کے سامنے آزمائش بن کر آتے ہیں، کہ آپ تعلیم کو ترجیح دیتے ہیں یا لہو و لعب کو! آپ صرف چند ایام عدم توجہی برتیں! ان شاء اللہ دل میں بے رغبتی پیدا ہوجائے گی۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ کا یہ قول ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے: "تضیع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے۔" (حافظ ملت)

از: انصار احمد مصباحی aarmisbahi@gmail.com

(ص: ۴۹ کا بقیہ) کتاب کا تیسرا حصہ در اصل یہی رسالہ ہے جو ۱۳۵۴ھ میں لکھی گئی۔

حضرت خواجہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اس گراں قدر تصنیف میں بڑی معرکۃ الآرا علمی ابحاث، نادر تحقیقات، روافض کے حوالے سے دل چسپ انکشافات اور آپ کی علمی جلالت کے شاہ کار نمونے موجود ہیں۔ آج جب کہ ایک بار پھر حُبِّ علی کے پردے میں صحابۂ کرام خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کا بازار گرم ہے اور سوشل میڈیا پر بدتمیزی کا نہ تھمنے والا ایک طوفان کھڑا ہے، ایسے میں اس کتاب کی جدید اشاعت بہت ہی مبارک اقدام ہے۔

یہ کتاب تقریباً نو دہائی کے طویل عرصہ کے بعد حضرت مولانا عابد چشتی کی تقدیم، تخریج اور جدید ترتیب کے ساتھ خوب صورت رنگ وآہنگ میں منظر عام پر آئی ہے۔ جدید ترتیب میں قواعد املا کی بھرپور رعایت کی گئی ہے، پہلے ذیلی سرخیوں کا اہتمام نہیں تھا، نئی ترتیب میں ہر مقام پر مناسب سرخیاں قائم کردی گئی ہیں، قدیم طرز تصنیف میں پیراگرافنگ کا خاص اہتمام نہیں ہوتا تھا، جدید اشاعت میں از سر نو پیراگرافنگ کی گئی ہے، قدیم ایڈیشن میں مشمولات کی فہرست نہیں تھی اس ایڈیشن میں فہرست کا اضافہ کیا گیا ہے، عربی وفارسی عبارات کے ترجمے کردیے گئے ہیں، تمام تر حوالہ جات کی از سر نو تخریج کی گئی ہے۔

مولانا عابد چشتی نوجوان عالم دین ہیں، کئی سالوں سے مغربی اتر پردیش کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں، تحریر وقلم کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں، ان کی تازہ ترین کاوش بوارق العذاب لاعداء الاصحاب کی ایڈیٹنگ ہے، اس کتاب میں ۳۵ر صفحات پر مشتمل ان کا ایک مبسوط مقدمہ شامل ہے جو بوارق العذاب کے مشمولات اور اس کتاب کی تصنیف کے پس منظر کو سمجھنے میں معاون ہے۔

کتاب کے ابتدائی صفحات میں خانقاہ صمدیہ کے صاحب سجادہ حضرت مولانا سید محمد اختر چشتی دام ظلہ کے دعائیہ کلمات، شیخ طریقت حضرت مولانا سید محمد مظہر چشتی دام ظلہ اور عالم ربانی حضرت مولانا مفتی انفاس الحسن چشتی دام ظلہ کے پیغامات شامل ہیں۔ ایک طویل عرصے کے بعد اس کتاب کو منظر عام پر لانے میں خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف کی ذمے دار شخصیت شیخ طریقت حضرت مولانا سید محمد مظہر میاں چشتی کی خصوصی توجہات شامل ہیں، اس سے قبل بھی آپ کی نگہ التفات سے مشائخ پھپھوند کی کئی اہم کتابوں کی جدید اشاعت ہوچکی ہے۔ امید ہے کہ اس اہم اور قدیم تصنیف کو جدید رنگ وآہنگ میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ ☆☆☆

خیر وخبر

لکھنؤ میں امام الاولیا کانفرنس وجشن دستار بندی

۱۲/اپریل ۲۰۱۹ء میں الجامعۃ الغوثیہ (قادری مسجد) محلہ انصار نگر، کیمومل روڈ لکھنؤ میں امام الاولیا کانفرنس وجشن دستار بندی کا عظیم الشان اجلاس ہوا۔ اپنے علاقے میں یہ ایک تاریخی کانفرنس بظلِ روحانی شیخ المشائخ امام اولیا حضرت علامہ شاہ حافظ سید محمد قاسم الجیلانی مجددی نقش بندی علیہ الرحمۃ والرضوان ہوئی۔ اس کی سرپرستی فرمارہے تھے شہزادۂ امام الاولیا شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج سید محمد حامد حسن الجیلانی قادری نقش بندی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ سریا شریف، ضلع اعظم گڑھ۔

قرآن عظیم کی تلاوت سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ نظامت فرمارہے تھے حضرت مولانا گلاب الدین قادری جب کہ منصب صدارت پر فائز تھے حضرت مولانا قاری محمد برہان الدین رضوی استاد دار العلوم وارثیہ گومتی نگر لکھنؤ، منصب سیادت پر جلوہ بار تھے شہزادۂ امام الاولیا حضرت سید محمود الحسن قادری نقش بندی مقیم حال لکھنؤ، مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے جلوہ بار تھے شہزادۂ سجادہ نشیں آلِ نبی حضرت مولانا سید عبد المقیم [جام میاں] قادری نقشبندی، سریا شریف۔ مختلف اوقات میں نعتیں اور مناقب پیش کرنے والے شعرامیں یہ حضرات تھے، شیخ شعبان اللہ جھارکھنڈ، اور شکیل احمد وارثی لکھنؤ۔ خطبا میں خطیبِ ذی شان حضرت مولانا سراج احمد مصباحی شیخ الحدیث دار العلوم غوثیہ حضوریہ سریا شریف، جب کہ دوسرے اہم خطیب تھے شہزادۂ ہلالِ ملت حضرت مولانا سید محمد حسن کمال اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی۔ ان دونوں خطبا نے اپنے اپنے طور پر اہم خطابات فرمائے۔ اولیا کے فضائل اور خاص طور پر حضرت امام الاولیا کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت پر روشنی ڈالی، قرآن عظیم اور دینی علوم پر بھی اپنے خیالات کا بھرپور اظہار فرمایا۔

مفکرِ اسلام حضرت علامہ شاہ مبارک حسین مصباحی دام ظلہ العالی نے بطور خاص عشقِ رسول ﷺ پر روشنی ڈالی، خانقاہ نقش بندیہ قادریہ سریا شریف کی روحانی عظمت انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ اجاگر فرمائی۔ آپ نے فرمایا حضور امام اولیا اپنے عہد کی بلند پایہ شخصیت تھی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے عہدِ طالب علمی میں آپ کے دامن سے اہلِ مبارک پور وابستہ ہوگئے تھے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اس وقت دور دور تک عقیدت کیش پھیلے ہوئے ہیں، تارکِ سلطنت مخدوم العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے بعد اس علاقے میں سب سے زیادہ شیدائی خانقاہ سریا شریف حاضر ہوتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں۔

آپ نے عالم اسلام کے موجودہ احوال پر اپنے پرجوش خیالات کا اظہار کیا، آپ نے فلسطین، افغانستان، یمن، شام اور عراق کے احوال اور وہاں مسلمانوں پر ظلم وتشدد کو بیان کیا، نیوزی لینڈ میں دو مسجدوں میں پچاس مسلمانوں کی شہادت پر اظہارِ غم کرتے ہوئے وہاں کی غیر مسلم صدر کی انسان دوستی، حادثے کے بعد پہلے اجلاس میں قرآن کی تلاوت اور "السلام علیکم" کہہ کر خطاب کرنا، کالا لباس پہن کر، سرڈھک کر شہیدوں سے متعلق خواتین سے گلے ملنا ایک یادگار عمل تھا۔ آپ نے فرمایا کہ دوسرے جمعہ کی اذان، خطبہ اور نماز کے پورے مناظر ریڈیو پر سنانا اور ٹی وی چینلز پر دکھانا یادگار کارنامہ ہے جس پر پوری دنیا تبریکات پیش کررہی ہے۔

علاقے کے قائد استاذ القراء حضرت مولانا قاری عین الحق اشرفی دام ظلہ العالی اور ارکینِ غوثیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی لکھنؤ، بڑی محنت اور جدوجہد سے الجامعۃ الغوثیہ کو رواں دواں رکھے ہوئے ہیں۔ ان سب کی اور دیگر معاونین کی مخلصانہ توجہ سے الجامعۃ الغوثیہ تعمیر وترقی کے مراحل سے گزر رہا ہے اور یہ کانفرنس بھی ان کی محنتوں اور خانقاہ سریا شریف کی روحانی برکتوں کا نتیجہ ہے۔ اس جلسے میں چھ طلبہ کے سروں پر حفظِ قرآن کی دستار باندھی گئی۔

اخیر میں صلاۃ وسلام ہوا، شہزادۂ امام اولیا حضرت شیخ طریقت سید محمد حامد حسن قادری نقش بندی دامت برکاتہم العالیہ کی دعاؤں پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں مقامی اور بیرونی علما اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ از: منیجر الجامعۃ الغوثیہ، لکھنؤ

مولانا شاہد رضا خان مصباحی UPSC میں کامیاب
جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی جانب سے ہدیۂ تبریک

مولانا شاہد رضا خان مصباحی ضلع گیا کے دیہات امین آباد میں پیدا ہوئے، آپ ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، والد گرامی ممتاز علی خان سی سی ایل میں آٹو الیکٹریشین تھے، آپ نے گاؤں کے مدرسہ غوثیہ رضویہ سے تعلیم کا آغاز کیا، ۲۰۰۷ء سے ۲۰۰۸ء تک آپ

نے خاکِ ہند کی شہرہ آفاق درس گاہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں باضابطہ عالمیت کی تکمیل فرمائی، اس کے بعد جامعہ حضرت نظام الدین اولیا دہلی میں گئے۔ آپ نے جواہر لال نہرو یونیورسٹی میں بی اے (عربی) اور ایم فل کیا اور یو پی ایس سی کی تیاری بھی کرتے رہے، آپ کی فکری بلندی، خود اعتمادی اور مسلسل محنت کام آئی۔ ۲۰۱۹ء میں آپ نے یو پی ایس سی میں ۷۵۱/ واں نمبر حاصل کیا۔ آپ JNU میں Ph.D. بھی کر رہے ہیں۔

آپ کی UPSC کی کامیابی پر ہر طرف خوشیوں کی لہر دوڑ گئی، ہماری جے این یو میں زیرِ تعلیم مولانا فضلِ حق مصباحی سے گفتگو ہوئی، موصوف بھی پورے ولولہ و ترنگ کے ساتھ اسی راہ پر گام زن ہیں۔ موصوف نے حضرت مولانا شاہد رضا مصباحی کے بارے میں بہت کچھ بتایا، ہم نے بعد میں یو پی ایس سی میں کامیاب ہونے والے مولانا سے گفتگو کی، نام سنتے ہی موصوف فرط مسرت سے جھوم اٹھے، ہم نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور اپنی جانب سے خوب خوب مبارک باد پیش کی۔ موصوف نے فرمایا: یہ سب کامیابیاں اللہ جل مجدہ اور رسولِ کریم ﷺ کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہیں، ہمارے بزرگانِ دین اور جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت بانی الجامعۃ الاشرفیہ سے نسبتوں کے روحانی ثمرات ہیں۔ انھوں نے مزید فرمایا کہ یہ سب جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ کی تعلیم و تربیت کا فیضان ہے۔

یہ ایک سچائی ہے کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور دیگر اہم مدارس میں تعلیم و تربیت کا ایک اہم مزاج ہے۔ جامعہ اشرفیہ میں دینی علوم و فنون کے ساتھ باضابطہ انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم و تربیت کا نظم ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ مصباحی فضلا کی ایک بڑی تعداد ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیز میں ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں مولا تعالیٰ سب کو مذہبی اصول کی پابندی کے ساتھ عصری علوم و فنون میں خوب خوب کمال عطا فرمائے۔ آمین۔ از: مبارک حسین مصباحی

خالص پور ضلع اعظم گڑھ میں تحفظِ قرآن کانفرنس

خالص پور ایک تاریخی آبادی ہے، یہاں بڑی بڑی نام ور شخصیات پیدا ہوئی ہیں، قابلِ صد مبارک باد ہیں محترم عالی جناب الحاج محفوظ احمد خان صاحب جنھوں نے الاحد مدرسہ جامعۃ الاسلامیہ خالص پور سگڑی اعظم گڑھ یوپی کی تعمیر کا منصوبہ بنایا، آپ اگرچہ خالص پور کے باشندے ہیں مگر برسوں سے ممبئی میں مقیم ہیں، گلفامین پاور کمپنی کے مالک اور سگڑی کے پرمکھ ہیں۔ کردار و اخلاق کے پیکر ہیں۔ ادارے کے تعلق سے خاص بات یہ ہے کہ آپ نے مکمل ادارہ اور ایک انتہائی خوب صورت مسجد اپنے ذاتی فنڈ سے تعمیر کرائی، جامعہ الاسلامیہ کا نظم و نسق اعلیٰ، طلبہ کے قیام و طعام اور تعلیم و تربیت کا ماحول بھی بڑا دل پزیر ہے۔ ۲۲/ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ/ ۳۰/ مارچ ۲۰۱۹ء کو جامعہ اسلامیہ میں تحفظ قرآن کانفرنس اور شعبۂ حفظ کے فارغین کی دستار بندی کا اہتمام کیا گیا۔ دیکھ ریکھ اور نظامت کے سارے فرائض محترم المقام الحاج محبوب عالم صاحب عرف گڈّو خان انجام دے رہے ہیں، موصوف تیز طرار، حالات شناس اور دین و سنیت کا سچا جذبہ رکھتے ہیں۔

عشا کی نماز کے بعد تلاوتِ قرآن سے کانفرنس کا آغاز ہوا، منصبِ صدارت پر حضرت مولانا ڈاکٹر شہاب الدین خاں خطیب جامع مسجد خالص پور تھے جب کہ سرپرستی فرما رہے تھے حضرت حافظ و قاری مولانا محمد اشرف رضا استاذ مدرسہ ہٰذا۔ نظامت کے فرائض مولانا غلام ربانی مظفر پوری نے انجام دیے، نعت خواں حضرات میں جناب محمد عارف اعظمی، جناب مبارک حسین حیرتؔ اور جناب شمس الہدیٰ ولید پوری تھے۔

خطیبِ عصر حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے تحفظِ ایمان اور تحفظِ قرآن پر خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ سگڑی تحصیل میں اہل سنت و جماعت کا اتنا شاندار مدرسہ اور مسجد دیکھ کر دل خوش ہوا اور اس کے لیے مدرسہ کے بانی گلفامین پاور کے مالک محفوظ احمد خاں و ناظمِ اعلیٰ حاجی محبوب عالم گڈّو قابلِ مبارک باد ہیں۔ مولانا مبارک حسین مصباحی نے خطاب میں نماز کی اہمیت کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ نماز قائم رکھو، مصیبتیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ حضرت نے مزید فرمایا: مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ سے سچی محبت ایک بندۂ مومن کی جان ہے، جس طرح ایک انسان کی زندگی کے لیے ہوا کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح ایک بندۂ مومن کے لیے نبی سے عشق بھی ضروری ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا ہے۔

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے مِری جان ہیں یہ

کانفرنس کے مقرر خصوصی مفکرِ اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی (ورلڈ اسلامک مشن لندن) نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کے

اندر در آئی خرابیوں اوران کے تدارک کا تذکرہ کرتے ہوئے نماز کی اولیت و افضلیت کا بیان فرمایا۔ حضرت نے مزید فرمایا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشادفرمایاکہ جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

پروگرام کے آخر میں مدرسہ سے فارغ ۱۲/ حفاظِ کرام کی دستار بندی ہوئی اور صلاۃ وسلام اور دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔

کانفرنس میں حضرت مولانا سالم رضا استاذ مدرسہ الاحد،افضال احمد خاں، قاری اشرف رضا، سرفراز احمد، اسرار احمد، فخرالدین، زبیر خاں، توفیق خاں، محمد معراج وغیرہ خصوصیت کے ساتھ موجود تھے۔

از: جاوید حسن انصاری، نمائندہ جن سندیش ٹائمس

۲۳واں عرس سرکار کلاں و ۷واں عرس شیخ اعظم

خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں درگاہ کچھوچھہ شریف میں ۲۳واں عرس سرکار کلاں وساتواں عرس شیخ اعظم اپنے روایتی رسم و رواج کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ عرس کی سرپرستی قائد ملت حضرت علامہ سید محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ وسرپرست اعلیٰ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف نے کی۔ حسب روایت عرس کی تقریب کا آغاز پرچم کشائی سے ہوا۔ اساتذۂ جامع اشرف کے زیراہتمام اس موقعہ پر آل یوپی مظاہرۂ قرأت، ومسابقۂ حفظ احادیث و حفظ اشعار کا کامیاب انعقاد عمل میں آیا جس میں طلبہ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف کے علاوہ دیگر مدارس؛ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، مدرسہ غوثیہ سریاشریف اور جامعہ عارفیہ سے طالبان علوم نبویہ نے ذوق وشوق کے ساتھ شرکت کی۔

مسابقہ کی صدارت وسرپرستی حضرت قائد ملت مد ظلہ العالی نے فرمائی۔ قاری سلیمان استاذ جامع اشرف کی تلاوت کلام پاک سے پروگرام آغاز عمل میں آیا۔ مظاہرۂ قرأت کی نشست منعقد ہوئی جس میں حضرت حافظ و قاری لئیق احمد اشرفی (کانپور) حضرت مولانا قاری شعیب احمد اشرفی (مرادآباد) نے حکم کے فرائض انجام دیے اور انہوں نے اس مسابقہ میں شریک ہونے والے طلبہ سے مشق قرأت کے علاوہ مختلف سوالات کیے مثلاً قواعد تجوید، صفات، مخارج، قرّا کے احوال اور اختلاف قراءت کے اسباب وغیرہ۔ طلبہ نے بھی حتی الامکان جواب دینے کی کوشش کی اور اخیر میں دونوں قاری صاحبان نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا اور قرأت سبعہ سے سامعین کے دلوں کو محظوظ کیا، ساتھ ہی اس فن کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی اور طلبہ کو اس کی طرف آمادہ کیا۔

اس کے بعد مسابقہ حفظ احادیث کی بھی متعدّد نشستیں منعقد ہوئیں اس میں بھی مختلف مدارس کے طلبہ نے حصہ لیا اور حکم کے فرائض محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی نظام الدین رضوی (صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور) اور حضرت علامہ مفتی معین الدین اشرفی مصباحی (شیخ الحدیث دارالعلوم بہار شاہ، فیض آباد) نے انجام دیے اور حفظ احادیث کے علاوہ دونوں حضرات نے ترجمہ، تشریح، مصطلحات حدیث اور کتب حدیث کے رموزوغیرہ سے سوالات کیئے اور ہر طالب علم نے اپنی بساط کے مطابق جواب دینے کی کوشش کی۔ اخیر میں حضرت مفتی نظام الدین رضوی نے اپنے تاثرات پیش کیے اور حدیث کی اہمیت و فضیلت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث وسنت کے فرق کو نمایاں طور پر واضح کیا، آپ نے صاحب سجادہ خانقاہ اشرفیہ کے اس قدم کو سراہا اور انہیں مبارکباد پیش کی۔

حفظ اشعار کا مقابلہ جامع اشرف کے طلبہ کے درمیان ہی رکھا گیا تھا جس میں حکم و ممتحن کی حیثیت سے ڈاکٹر فخر عالم، پروفیسر شعبہ اردو خواجہ معین الدین یونیورسٹی لکھنؤ رونق بزم ہوئے، انہوں نے شرکا سے مختلف شعرا کے اشعار اس کے مفاہیم ومطالب کے علاوہ اشعار کی بحور و تقطیع کے اصول وضوابط بھی پوچھے جس کا طلبہ نے جواب دیا۔ اپنے تاثراتی بیان میں ڈاکٹر موصوف نے فرمایا کہ بے حد مسرور ہوں کہ طلبہ نے حفظ اشعار کے علاوہ اس کے اصول وضوابط پر بھی توجہ دی، اور انہوں نے فرمایا کہ اردو سے محبت کرنے والوں کے لیے ایک خوش آئند قدم ہے۔

مسابقات میں اول، دوم و سوم مقام حاصل کرنے والے طلبہ کے اسماکچھ اس طرح ہیں؛

مظاہرۂ قرأت :(اول) محمد صفت متعلّم جامع اشرف، ۵۰۰۰ روپے نقد مع شیلڈ (دوم) محمد عمران متعلّم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ۳۰۰۰ نقد روپے مع شیلڈ (سوم) سید دلشاد اکبر ۲۰۰۰ نقد روپے مع شیلڈ۔

حفظ احادیث:(اول) محمد بلال متعلّم جامع اشرف، انعام ۵۰۰۰ نقد روپئے مع شیلڈ (دوم) محمد اسرار متعلّم جامع اشرف، ۳۰۰۰ نقد روپے مع شیلڈ (سوم) رہبر رشید متعلّم جامع اشرف ۲۰۰۰ نقد روپے مع شیلڈ

حفظ اشعار:(اول) محمد الیاس متعلّم جامع اشرف، انعام ۲۰۰۰ نقد روپے مع شیلڈ (دوم) محمد اکمل متعلّم جامع اشرف، انعام ۱۵۰۰ نقد روپے مع شیلڈ (سوم) اطہر حسین، انعام ۱۰۰۰ نقد روپئے مع شیلڈ اس کے علاوہ جملہ شرکا کو ترغیبی وتشجیعی انعام سے نوازا گیا۔

نظامت کے فرائض جامع اشرف کے ہی دو ہونہار طالب علم اورنگ زیب اور غلام مصطفیٰ نے انجام دیے۔ مسابقہ کو کامیاب بنانے میں شیخ الادب مولانا قمرالدین، مولانا قمر عارف ازہری، مولانا جابر احمد اشرفی ،حافظ و قاری طاہر اشرفی اور ان کے علاوہ جملہ اساتذہ جامع اشرف نے انتھک جدوجہد کی۔

۱۶؍مارچ کو بعد نماز مغرب حلقۂ ذکر منعقد ہوا، بعد نماز عشا تقسیم انعامات کے بعد محقق عصر حضرت مفتی رضاالحق اشرفی مفکر اسلام حضرت قمر احمد اشرفی ناظم اعلیٰ جامع اشرف و حضرت قائد ملت علامہ الحاج الشاہ سید محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی مد ظلہ العالی والنوارنی کی تقریر ہوئی۔ حضرت قائد ملت نے فرمایا کہ انبیاے کرام کی بعثت ورسالت کا سلسلہ منقطع ہونے کے بعد احکام شرعیہ کی تبلیغ وترسیل اور راہ حق کی طرف دعوت وتبلیغ کی عظیم ذمہ داری اس امت کے پاک باز علما کے حوالے کی گئی، علما کو چاہیے کہ دعوت وتبلیغ کے تقاضوں کو پورا کریں، نرم کلامی، حسن اخلاق سے دین کا کام کرتے رہیں، آپسی غلط فہمیوں کو کسی فریق ثالث کے بجائے خود سے بلاواسطہ دور کرنے کی کوشش کریں، مل جل کر آقاے کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعوت کا حصہ بنیں، فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہوکر اسلام کے داخلی وخارجی دشمن عناصر کا سامنا کریں۔ موجودہ دور کے صوفیہ کے تعلق سے حضرت نے فرمایا کہ مقام افسوس ہے کہ صوفیت (Suffism) کو ہم نے صرف تھیوری (Theory) تک محدود کردیا۔ صوفیت تو دراصل حال کا قال کے مطابق ہونا ہے۔ صوفی تو حقیقت میں وہ ہے جس نے حقیقت ازلی کی محبت میں خود کو فنا کردیا ہو۔ عشق وعرفان ہی ان کا اوڑھنا بچھونا بن گیا اور انھیں اسکے علاوہ کسی اور سے غرض نہیں رہی۔

اس موقع پر جامع اشرف کے لائق و فائق استاذ حضرت مولانا قمر عارف اشرفی ازہری کی تحقیق انیق سے بھرپور کتاب ’شیعہ کے عقائد و نظریات‘ کی رونمائی ہوئی۔ موصوف نے حالات حاضرہ کے تناظر میں جہاں اسلام کو خارجی دشمن عناصر سے خطرہ لاحق ہے وہیں پر اسلام و مسلمان کے لبادے میں رفض وشیعیت کے ٹھیکیدار ہر ممکن ماحول کو تعفن زدہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ آئے دن صحابہ کی شان میں طعن وتشنیع و تبرابازی سے ان نفوس قدسیہ کی عظمتوں کو امت مسلمہ کے دلوں سے کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ایسے گمراہ فرقے کی نقاب کشائی کی بھرپور طریقے سے کی ہے۔

۱۷؍مارچ بروز اتوار بعد نماز فجر قرآن خوانی کے بعد ۸؍بجے صبح مولانا احمد اشرف ہال سے جلوس چادر ومزار شریف کی گلپوشی کی تقریب منعقد ہوئی۔ ۱۰؍بجے صبح مولانا احمد اشرف ہال میں نعت ومنقبتی مشاعرہ منعقد ہوا جس میں مقتدر علماے کرام، مشائخ عظام شعراے اسلام نے سرکار کلاں وشیخ اعظم علیہما الرحمہ کی بارگاہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ ۱؍بجے دن قل فاتحہ ودعا پر محفل کا اختتام ہوا اور بعد نماز ظہر تقسیم لنگر ہوا۔ اسی کے ساتھ دو روزہ عرس کی تقاریب اختتام پذیر ہوئیں۔

از: محمد جابر حسین مصباحی، استاذ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

دار العلوم فیضان حافظ ملت اورنگ آباد بہار میں
فیضان حافظ ملت کانفرنس وجشن دستار بندی

۲۸؍مارچ بروز جمعرات ۲۰۱۹ء کو دار العلوم فیضان حافظ ملت علی نگر، اورنگ آباد بہار میں ایک روزہ عظیم الشان فیضان حافظ ملت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت آفتاب برج معرفت گل گلزار عزیزیت پیر طریقت عزیز ملت جانشین سرکار حافظ ملت حضرت علامہ الشاہ الحاج عبد الحفیظ عزیزی دامت برکاتہم القدسیہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور نے فرمائی اور قیادت عطاے عزیز ملت حضرت مولانا منصور عالم عزیزی مصباحی مہتمم دار العلوم فیضان حافظ ملت نے فرمائی۔ محفل کا آغاز حضرت حافظ وقاری شاہ نواز القادری کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ نبیرۂ حضور حافظ ملت حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین عزیزی نے پر مغز خطاب فرمایا۔ حضرت علامہ مولانا مفتی بدر عالم مصباحی نے علم وعلما کے بارے میں عوام اہل سنت کو ایک عظیم پیغام دیا۔ آپ سے سوال وجواب بھی ہوئے۔ حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی مدیر اعلیٰ ماہ نامہ اشرفیہ نے محبت رسول پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ دار العلوم فیضان حافظ ملت الجامعۃ الاشرفیہ کی شاخ ہے اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا اس دار العلوم پر خاص فیضان ہے جو آج اتنے کم عرصہ میں بغیر کسی ذاتی پونجی کے تین منزلہ عمارت نظر آرہی ہے۔ مولانا حسن رضا اطہر بوکاروی نے نظامت فرمائی، شمیم فیضی، زم زم فتح پوری، ضیاء اللہ ہنر پلاموی نے نعت ومنقبت پیش کی۔ دار العلوم سے فارغ ہونے والے چھ حفاظ کرام کو جانشین حافظ ملت کے ہاتھوں دستار دی گئی اور ایک مرتبہ میں پورا قرآن سنانے والے حافظ محمد ارشد سلمہٗ کو ۲۵۰۰ روپے انعام دیے گئے۔ پیر طریقت جانشین سرکار حافظ ملت نے بھی نایاب نصیحتوں سے لوگوں کو نوازا، اس جلسہ میں حضرت مولانا جمیل اختر عزیزی ، مفتی محمد فیضان مصباحی، حافظ وقاری سہیل اختر ساقی، مولانا مظہر نثار، سکریٹری محمد فاروق عزیزی، ماسٹر کلیم الدین، ماسٹر بشیر الدین، ماسٹر مراد عزیزی، نعیم الدین مکھیا، نور عالم، عرفان انصاری، رحمت علی، حاجی نثار عزیزی، ماسٹر ظفر کیفی، سراج عزیزی وغیرہ اور تمام شیداے سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ نے شرکت کی، جانشین حافظ ملت کے دعائیہ کلمات پر جلسے کا اختتام ہوا۔

از: محمد منصور عالم عزیزی مصباحی

دار العلوم فیضان حافظ ملت، اورنگ آباد، بہار